کارنامۂ اسلام
میاں بشیر احمد

کارنامۂ اسلام

فہرس

تمہید

میری یہ تالیف اپنی ابتدائی صورت میں دراصل آل انڈیا مسلم لیگ کے اُس سالانہ اجلاس کے موقع پر معرضِ وجود میں آئی جو مارچ ۴۸ء میں لاہور میں منعقد ہونا تھا لیکن جو قائدِ اعظم کی بے وقت اور تشویش ناک علالت کی وجہ سے منعقد نہ ہو سکا اور ملتوی ہو گیا۔ مجوّزہ اجلاس میں ایک قومی نمائش کی تشکیل اور اُس کا اہتمام میں نے اپنے ذمّے لیا اور اس سلسلے میں ہندوستان کے کئی اسلامی اِداروں سے خط و کتابت شروع کی۔ اپنی جگہ میں نے دُنیائے اسلام اور اسلامی ہند کے تاریخ و تمدّن کے ۴۲ چارٹ تیار کرنے کا تہیّہ کیا، اُن کا ایک منصوبہ بنایا اور اُن میں سے بیشتر کو مکمل کر لیا۔

اپریل ۴۸ء میں جب میں نئی دہلی میں قائدِ اعظم کی عیادت کے لئے حاضر ہوا تو میں نے مجوزہ نمائش اور اپنی اِس ناچیز کوشش کا ذکر کیا۔ اُنہوں نے اُسی شفقت اور حوصلہ افزائی سے جو اُن کا معمول تھی میرے منصوبے کی تفصیلات دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اِس پر میں نے اُن کی خدمت میں آٹھ چارٹوں کے ساتھ انگریزی میں لکھا ہوا ۲۴″ × ۱۷″ کا ایک نقشہ

پیش کیا جسے "The Achievement of Islam and the Awakening of muslim India"

کا جلی عنوان دیا گیا تھا

مجھے خوب یاد ہے کہ کوٹھی نمبر ۱۰ اورنگ زیب روڈ نئی دہلی میں جب میں وقت مقرر کرنے کے بعد حاضر ہوا تو قائدِ اعظم اوپر کی منزل میں اپنے سونے کے کمرے میں آرام فرما رہے تھے۔ طبیعت ہنوز کمزور تھی لیکن قومی ترقی کے لئے وہی پہلی سی تڑپ موجود تھی۔ مس فاطمہ جناح نے مجھے کہا کہ عام ملاقاتوں کا سلسلہ بند ہے، اُن کی طبیعت ابھی بحال نہیں ہوئی، مناسب نہیں کہ چند منٹ سے زیادہ اُنہیں تکلیف دی جائے۔ میں نے اتفاق ظاہر کیا۔ میں کمرے میں گیا تو بستر پر لیٹے تھے گو لباس باقاعدہ طور پر زیب تن تھا اور نگاہ میں چمک تھی۔ میں نے مزاج پرسی کی۔ فرمایا میں اب بالکل اچھا ہوں۔ چند باتیں کرنے کے بعد میرے نقشے کو دیکھا پھر مسلمانوں کی نشاۃ الثانیہ پر پورے گھنٹہ بھر اظہارِ خیالات کیا اور یہ کہہ کر میرا دل بڑھایا کہ اس چیز کو ضرور شائع کرو، یہ مفید ثابت ہو گی۔

کچھ عرصہ بعد جب جناب لیاقت علی خاں سے جو اُس وقت مسلم لیگ کے سکرٹری اور قائدِ اعظم کے دستِ راست تھے، مسلم لیگ

پیش کیہ
lim
کا جائزہ
م
میں وقو
سونے
قومی ترا
مجھے کہ
نہیں ہ
جائے
گولیا ۳
مزاج
بعد میں
اظہار
کرو
لیگ

کی مجلسِ عاملہ کے ایک جلسے میں ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی اِن میں سے بعض چارٹ دیکھے اور نہایت حوصلہ افزا الفاظ میں اظہارِ رائے کیا۔

لیکن وقت گزرتا گیا، مسلم لیگ کی جدوجہد تیز سے تیز تر ہوتی گئی، میں بھی بطور ایک کارکن کے اِس قومی کشمکش میں شریک تھا۔ قوم سیاسی واقعات کے نشیب و فراز میں سے ہو کر گزری۔ پیچ در پیچ مذاکرات، تقسیم ملک کے بارے میں مفاہمت، پھر قتل و غارت اور پھر پاکستان اور اُس کی ابتدائی آزمائشیں اِن سب سے واسطہ ــــــ یہاں تک کہ قوم نے ہوش سنبھالا اور آج وہ تمام مشکلات و ممکنات کا سامنا کرتے ہوئے اپنی منزلِ مقصود کی طرف گام زن ہے۔ خدا اُس کا محافظ و معاون ہو!

المنظر۔ لاہور

۲۳/۲۹ مارچ ۴۹ء

بشیر احمد

کارنامۂ اسلام

"اسلام مذاہب میں سب سے آخری مذہب ہے اور سب سے بڑا مذہب"۔ "اسلام کا عروج سب معجزوں سے بڑا معجزہ ہے"۔ "اسلام کی حیرت انگیز کامیابی زیادہ تر اُس کے انقلابی مفہوم کی وجہ سے تھی نیز اِس وجہ سے کہ اُس نے عوام الناس کو اُس ناگفتہ بہ حالت سے رہائی دلائی جو قدیم تہذیبوں کے زوال وتخریب سے پیدا ہو گئی تھی"۔ "اسلام کے انقلاب نے نوعِ انسان کو بچا لیا"۔ "دنیا کی تاریخ میں کسی شخص نے نوعِ انسان پر اتنا گہرا اثر نہیں ڈالا جتنا بانیٔ اسلام نے"۔ "عرب لوگ، یہ آدمی محمدؐ اور وُہ ایک صدی! کیا ایسا معلوم نہیں ہوتا گویا ایک چنگاری تھی کہ دنیا پر گری، صرف ایک چنگاری اُس دنیا پر جو سیاہ فضول سی ریت معلوم ہوتی تھی لیکن نہیں دیکھو کہ وہی ریت بھک سے اُڑنے والی بارود ثابت ہوئی جو دہلی سے لے کر غرناطہ تک شعلہ بن کر آسمان تک جا پہنچی"۔ ایسی ہیں بعض غیر مسلموں کی رائیں اسلام اور بانیٔ اسلام کے متعلق۔

یہ اب ایک مُسلّمہ امر ہے کہ اسلام ایک انقلابی تحریک تھی جس نے

دنیا کی کایا پلٹ دی۔ اسلام کا کارنامہ تاریخ عالم کا سب سے زریں ورق ہے۔ اسلام کی آمد دنیائے قدیم کی موت تھی اور دنیائے جدید کی آفرینش۔ جسمانی طاقت، روحانی قوت کے آگے سرنگوں ہوگئی، دنیا نے علم کی درس گاہ میں پھر اخلاق کا سبق پڑھا، اسلام بڑے چھوٹے کالے گورے سب کے لئے خدا کی وحدانیت اور انسان کی اخوت کا زندگی بخش پیغام لے کر آیا۔

بت پرستی، اکابر پرستی، خود پرستی سب مٹ گئیں، صرف خدا پرستی اور خود اعتمادی رہ گئی۔ اسلام انسان کو خدا کے قریب لے گیا اور پھر اس قربت میں اسے آزاد چھوڑ دیا کہ آپ اپنی زندگی کو بنائے یا بگاڑے۔ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (انسان کوشش کے بغیر کچھ نہیں پا سکتا) قومیں بھی آپ اپنی مختار ہیں کہ لَا یُغَیِّرُ اللّٰہُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ آپ اپنی حالت نہ بدلے) اپنا وجدان، قدرت کا مشاہدہ، تاریخ کا مطالعہ، ٹھوس چیزوں پر نظر، عقل کی کسوٹی، اسلام نے نوعِ انسان کو یہ تحائف دیئے یعنی سمجھا دیا کہ کائنات جس کی روح خدا ہے ایک بڑھنے والی حرکت کرنے والی نشو و نما پاتی ہوئی برادری ہے جو مربوط بھی ہے اور آزاد بھی۔

یہ زمین و آسماں، یہ ساری دیکھی اور ان دیکھی کائنات ایک سنہرے رشتے میں پروئی ہوئی ہے اور وہ رشتہ خدا ہے۔ خدا ایک ہے، یہ کائنات

اپنی تمام بوقلمونیوں کے ساتھ ایک ہے اور نوعِ انساں بھی فی الحقیقت سب کی سب ایک ہی جماعت ہے "اُمتِ واحدہ" سچے مذہب کا مقصد صرف یہ ہے کہ انسان کا رشتہ براہِ راست خدا اور ساری کائنات سے پیدا کر دے جس سے اُس کے نفس کے اندر ایک ہمہ گیر روح دوڑ جائے یہ ہے وحدت! اسلام میں وحدت ہی کے سرچشمے سے اُخوت اور حُریت اور مُساوات کی ندیاں لہراتی ہوئی بہتی ہیں۔ توحیدِ الٰہی کا لازمی نتیجہ توحیدِ انسانی ہے۔

اِس انسانی حُریت اور اُخوت و اتحاد کو ہر وقت زندہ و تابندہ رکھنے کے لئے اسلام نے فرائض کا ایک نظام قائم کیا جس سے بیک وقت فرد اور جماعت کی بہتری مقصود تھی۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، انہیں سے فرد میں وُہ تزکیۂ نفس اور جماعت میں وُہ ایثار و اتحاد پیدا ہوا جس نے امیر و فقیر کو پہلو بہ پہلو کھڑا کر کے مسلمانوں کی جماعت کو اپنے لئے مربوط و مضبوط اور دنیا کے لئے آیۂ رحمت بنا دیا۔

اسلام نے انفرادی و اجتماعی زندگی میں اعتدال کی راہ دکھائی اور اس طرح فطرت کو آزادی لیکن وُہ مناسب و معتدل آزادی بخشی جو صراطِ مستقیم میں اُس کی دُور اندیش رہنما ثابت ہوئی۔ اِن حدود کے ہوتے ہوئے اسلام مادّی خوشیوں کو بھی جائز اور مستحسن قرار دیتا ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (اے ہمارے خدا تو ہمیں دُنیا میں بھی اچھی چیزیں دے اور آخرت میں بھی اچھی چیزیں) اسلام پہلا دین ہے جس نے دنیا سے صحیح ربط پیدا کیا، اسلام میں دین و دنیا دونوں مل گئے، دونوں ایک ہو گئے کہ اسلام میں دُوئی ناممکن تھی۔

انسانی دنیا غلامی سے آزاد ہو گئی "اسلام نے عالم بشریت کی اجتماعی زندگی میں ایک تدریجی مگر اساسی انقلاب پیدا کیا جس نے اُس کے قومی و نسلی نقطۂ نظر کو یکسر بدل کر اُس میں خالص انسانی ضمیر کی تخلیق کی"۔ اسلام نے عرب و عجم کی تفریق مٹا کر عالمگیر قومیت کی بنیاد رکھی، اِس نے کمزوروں کو صریح حقوق دے کر انہیں گردن فرازوں کے ظلم و ستم سے بچا لیا۔ عورتوں کو جائداد میں معیّن حصّہ دیا، غلاموں کی آزادی کا رستہ کھول دیا۔ زکوٰۃ اور تقسیمِ وراثت سے اور سُود کو ناجائز قرار دے کر سچی اشتراکیت کی بنا ڈالی حکومت کو انتخاب اور کارِ حکومت کو صلاح و مشورہ پر مبنی کر کے صحیح قسم کی جمہوریت تعمیر کی، حتّٰی کہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ عورت علانیہ خلیفۂ وقت کے رُوبرو اِس پر نکتہ چینی کر سکتی تھی۔ اسلام نے رواداری کو مذہب کا جزو قرار دیا اور یہ کہہ کر کہ ذمّی کا خون مسلمان کا خون ہے مفتوحہ ممالک کے تمام باشندوں کو اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیا۔

یہ تھے اسلام کے وُہ روشن اصول جو پیغمبرِ اسلام اور خلفائے راشدین نے اپنے قول و عمل سے قائم کئے اور جن کے طلسمی اثر سے جاہلوں کی ایک خانہ بدوش قوم صدیوں تک دنیا بھر کی معلم و رہنما بنی رہی مُسلمانوں کی روحانی و اخلاقی قوت کا سیلاب ہر قسم کے خس و خاشاک کو بہا لے گیا "تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا" مُسلمان اُدھر طور کی چوٹی سے گزر کر ہسپانیہ اور اطالیہ اور فرانس اور سوئٹزرلینڈ اور روی اینا تک جا پہنچے اور ادھر سندھ کا صحرا پار کر کے دہلی اور بنگالہ میں اور بحرِ ہند پار کر کے جزائر شرق الہند میں برسرِ اقتدار ہو گئے۔ ساتویں سے سترہویں صدی عیسوی تک برابر ایک ہزار سال اسلامی فتوحات کی گن گرج دنیا کے مختلف حصّوں میں جا بجا سنائی دیتی رہی۔

اسلامی تمدن کی شان و شوکت سے مشرق و مغرب جگمگا اُٹھے۔ بغداد کی آبادی بیس لاکھ تھی، قرطبہ کی دس لاکھ، رات کو انسان دس میل تک اُس کے چراغوں کی روشنی میں چل سکتا تھا، وہاں کے ریشم کے کارخانوں میں ایک لاکھ تیس ہزار کاریگر تھے۔ الحاکم ثانی کے کتب خانے میں چار لاکھ جلدیں تھیں۔ قاہرہ کے کتب خانے میں ایک لاکھ قلمی نسخے تھے مسیحیت میں پراٹسٹنٹ ازم کی تحریک اسلام ہی کے اثر سے پھیلی۔ کاغذ قطب نما اور بارود عربوں کی ایجادیں ہیں۔ آٹھویں صدی عیسوی میں انگلستان

کے بعض سکے ڈھلنے کے لئے بغداد بھیجے جاتے تھے۔ زمین کی گولائی کا
کولمبس کو ابنِ رشد کی تصنیفات سے پتہ چلا۔ موسیقی کو مخصوص علامات
کے ذریعے سے لکھنا یورپ نے عربوں ہی سے سیکھا ٹینس (لُبّ الکرہ)
میز، کرسیاں کانٹے، چمچے، رات کو کپڑے بدلنا (قماش النوم) کوچوں کی صفائی
اور روشنی، باغ آرائی، شنج گلکاریاں اور موجودہ تہذیب کی سینکڑوں اور
چیزیں اہلِ مغرب نے عربوں سے سیکھیں۔ تجارت، صنعت وحرفت، زراعت
جہازرانی، فنِ تعمیر وغیرہ ان سب میں عرب دنیائے حال کے رہبر بنے۔ عہدِ وسطیٰ
میں اُنہیں کے دارالعلوم علم وہنر کے مرکز تھے اور یورپ میں اسلامی درسگاہوں
کی وہی حیثیت تھی جو آج کل آکسفورڈ کیمرج اور ہارورڈ وغیرہ کی سمجھی جاتی
ہے۔ تاریخ وجغرافیہ، طب وکیمیا، ہیئت وریاضی، علمِ حیوانات ونباتات،
علمِ جبر ِ ثقیل وطبقات الارض، لغات، کتبِ رجال، دائرۃ المعارف
(یعنی انسائیکلوپیڈیا) موسیقی وشاعری اور دیگر علوم وفنون اُنہوں نے
اِن سب کو چار چاند لگا دیئے۔ عربی الفاظ بھی ایک داستان کہتے ہیں
Tournament 'دوران سے، Squadron 'عسکر سے'
Arsenal دارالصناعہ سے، Admiral امیر الماء سے Lute
العُود سے ماخوذ ہے۔ علیٰ ہذا القیاس سینکڑوں اور الفاظ سے اُس وسیع
اثر کا پتہ چل سکتا ہے جو اسلام نے موجودہ تہذیب پر کیا۔

ہندوستان پر بھی مسلمانوں کا زبردست اثر پڑا۔ ہر چند کہ ہندویت اسلام کو دیکھ کر اپنی تاریک کوٹھڑی میں گھس گئی لیکن وہ پھر بھی اسلامی روشنی سے فیض یاب ہوتی رہی بھگتی کی تحریک کبیر اور نانک کی تعلیم اور کئی اور اصلاحات اسی کا نتیجہ تھیں، صدیوں کے بعد ہندوستان کو امن وامان اور عدل وانصاف کی نعمت ملی اور عوام کے حقوق کی نگہداشت ہونے لگی مغلوں نے جو نظام حکومت اور ملکی شعبے قائم کئے اور جس معاشری تہذیب کی بنیاد ڈالی وہ آج تک ہندوستانی زندگی پر اثر انداز ہے۔ قسم قسم کی صنعتیں پھولیں پھلیں۔ دیسی زبانوں کو فروغ ملا۔ اردو سی شیریں زبان نے جنم لیا۔ علم وادب کو ترقی ہوئی۔ فن تعمیر، موسیقی، آرٹ اور دیگر فنون میں نئی اختراعیں کی گئیں۔ غرض ہندوستان کو مسلمانوں ہی نے ہندوستان بنایا۔

لیکن جوں جوں اسلام کے دورِ اول کا روحانی جذبہ کمزور پڑتا گیا مسلمانوں میں ہر جگہ دنیاوی جاہ وجلال کی خواہش بڑھتی گئی جمہوری اصول بالائے طاق رکھے گئے، جماعتوں کا فرق نمایاں ہوتا گیا۔ ایثار کی جگہ خود غرضی نے لے لی مسلمانوں کے متعدد فرقے ہو گئے۔ رفتہ رفتہ تعلیم وتہذیب کے چشمے خشک ہوئے اور غلط مذہبی خیالات اور توہمات نے اسلام کی سادگی وپاکیزگی کو مکدر کر دیا۔

تیرھویں صدی عیسوی میں بغداد کی تباہی کے بعد اسلامی تمدن

کی روشنی مدھم پڑتی گئی اور اگرچہ اُس کے بعد سولھویں اور سترھویں صدی میں ترکوں نے مغرب میں اپنی قوت کی دھاک بٹھائی اور مغلوں نے ہندوستان میں اپنی تہذیب کا سکہ جمایا لیکن اسلامی زوال کی نشانیاں جا بجا نمودار ہوگئیں۔

لیکن قدرت کو کچھ اَور منظور تھا۔ جب مسلمان اپنے پست ترین انحطاط کو پہنچے تو اٹھارھویں صدی کے شروع میں عرب کے صحرا میں، یعنی عین قلبِ اسلام کے اندر زندگی کی اک برقی رَو دوڑ گئی یعنی وہابی تحریک اُٹھی جس سے بعد میں طرابلس کی سنوسی تحریک، ایران کی بابی تحریک اور ترکی و مصر و ہند کی اتحادِ اسلامی کی عالمگیر تحریک پیدا ہوئی۔ یہ تھی اسلام کی نشاۃ الثانیہ!

اِسی کے ساتھ مسلمان ملکوں پر آفت پر آفت آئی اور وہ یکے بعد دیگرے مغربی استبداد سے دب کر اپنی آزادی کو کھو بیٹھے یہاں تک کہ جب پہلی جنگِ عظیم کے بعد ترکی کا بھی خاتمہ ہوگیا تو مصطفیٰ کمال سی فعال شخصیت نے اُسے موت کے مُنہ سے نکال کر ترقی کی راہ پر لگا دیا۔

(سنہ ۱۹۲۳ء) ترکی، مصر، عراق، ایران، افغانستان، یمن، شرقِ اردن، فلسطین وغیرہ نے اپنی اپنی آزادی کے لئے جدوجہد شروع کر دی۔ ہندوستان اور شرق الہند کے مسلمانوں میں بھی جذبۂ حریت پیدا ہوا یہاں تک کہ

اگست سنہ ۴۷ء میں دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت قائم ہو گئی یعنی پاکستان کی تشکیل ہوئی اور جاوا سماٹرا کی جنگِ آزادی پر دُنیا بھر کی نظریں جم گئیں ۴۹-۱۹۴۸ء

اِس وقت ساری اسلامی دنیا بیدار ہو رہی ہے۔ اور چالیس کروڑ مسلمان اپنی آزادی کے لئے برسرِ پیکار ہیں۔ اُن میں ایک طرف اسلام کا روحانی جذبہ اُبھر رہا ہے اور دوسری طرف تہذیبِ حاضر کی مادّی ترقیات سے استفادہ کرنے کی مساعی جاری ہیں۔ کام دشوار ہے لیکن دوسری عالمگیر جنگ کے بعد نئی دُنیا کی انقلاب آفرینی سے متاثر ہو کر مسلمان متمدّن زندگی کی دشواریوں، یا اپنی عارضی ناکامیوں سے اُمید ہے کہ اب کبھی مستقل طور پر مایوس ولپسپا نہ ہوں گے بلکہ اُن کی یہ جدّوجہد جاری رہے گی یہاں تک کہ وُہ اپنی مکمل آزادی اور صحیح جمہوریت کے نصب العین کو حاصل کر لیں۔

اسلام دنیائے حاضر کے لئے اپنا ایک خاص مقصد و منتہا رکھتا ہے، جس کی دُنیا کو اشد ضرورت ہے۔ یہ درست ہے کہ آج مسلمان علمی و مادّی ترقی کے میدان میں پسماندہ ہیں، اُن کی معاشری و اخلاقی حالت بھی لائقِ تحسین نہیں، وہ ابھی اسلام کی صحیح نمائندگی کا حق ادا کرنے کے قابل نہیں ہوئے یہ بھی ظاہر ہے کہ مسلم ممالک دولِ عظمیٰ کے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتے اُدھر اُدھر روس میں ایک ترقی یافتہ نام نہاد اشتمالی نظام قائم ہو چکا ہے جو دُنیا بھر کو "معاشی مساوات" اور "ترقی"

عرب اور کل کائنات اس کی یہ تھی
روس
ایران
افغانستان
سعودی عرب
نجد
ریاض
عرب
یمن
ہندوستان
بحیرہ عرب
افریقہ
بحر
ہند
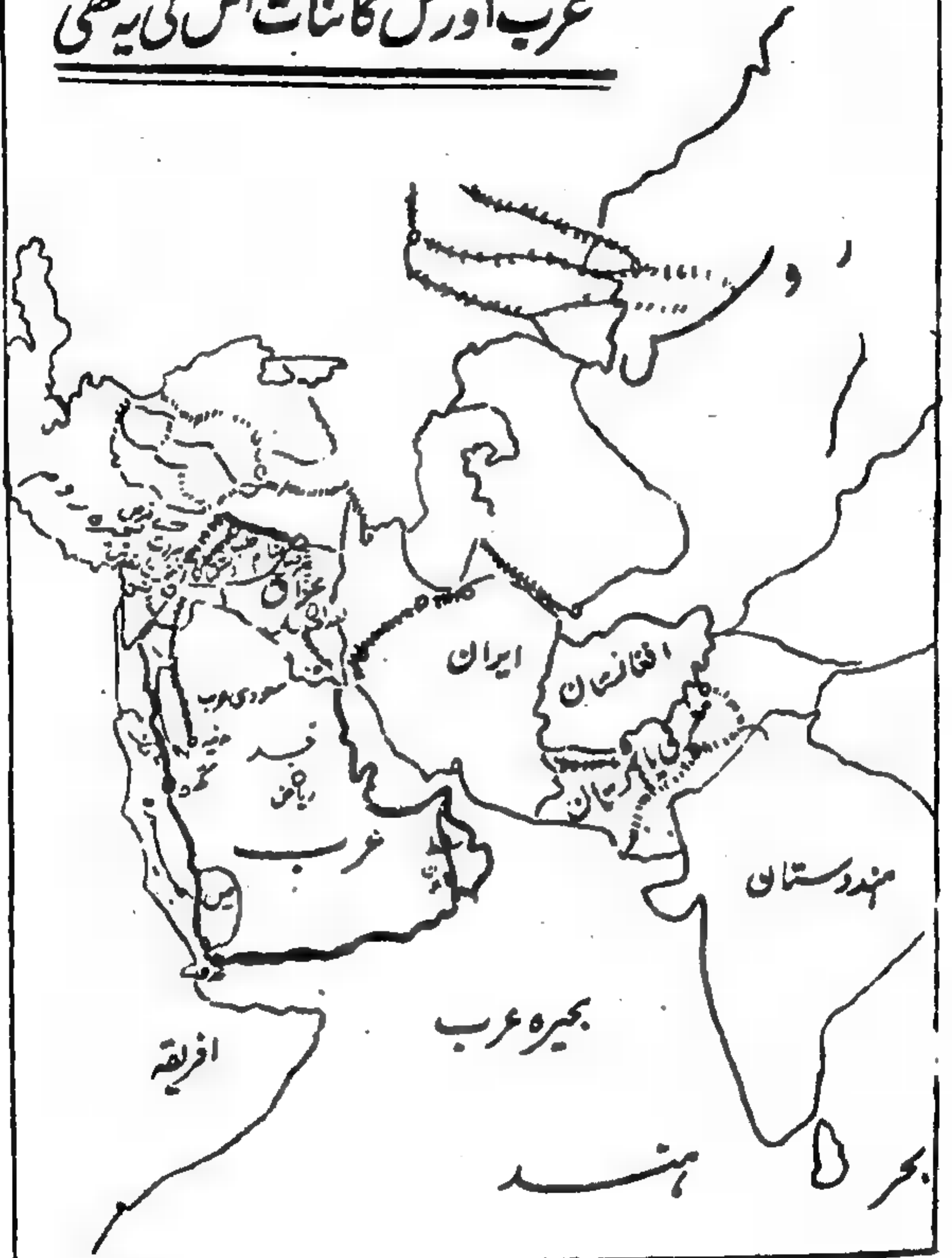
کا پیغام دے رہا ہے لیکن دو تباہ کن عالمگیر جنگوں سے یہ بات دُنیا پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ مغربی تمدن کی بنیادیں باہمی رقابتوں اور مادّی حرص و ہوا کی وجہ سے کھوکھلی ہوتی جاتی ہیں اور عجب نہیں کہ اسے ایک ایسی روحانی رہنمائی کی حاجت ہو جو اسلام ہی سا عقل پسند، فطرت نواز اور رُوح پرور دین مہیا کر سکتا ہے۔

آج مشرق و مغرب میں سرمایہ داری و اشتراکیت میں کالے، گورے میں، بڑے چھوٹے میں، ایک کشمکش، ایک رقابت، اور ظاہری امن کے ہوتے ہوئے بھی دراصل ایک دل دوز جنگ جاری ہے۔ اِدھر تاریخی اور جغرافیائی حیثیت سے اسلام اور مسلم ممالک کو ایک خاص مرکزیت حاصل ہے پس اِس صورت میں صرف اسلام ہی "اخلاقی طور پر انسان کو اُس بھاری ذمہ داری کے لئے تیار کر سکتا ہے۔ جو سائنس نے اِس کے کندھوں پر ڈال دی ہے"۔ بقول علامہ اقبال "آج کل کے مسلمان کا کام ہے کہ وُہ اپنی حالت پر غور کرے، اپنی معاشرتی زندگی کو بنیادی اصولوں کی روشنی میں از سرِ نو ترتیب دے اور اسلام کے اُس مقصد کے اندر سے، جو ابھی پوری طرح منکشف نہیں ہوا، وُہ رُوحانی جمہوریت پیدا کرے، جو اسلام کا حقیقی نصب العین ہے"۔ یہ ہوگا اسلام کا تازہ ترین کارنامہ!

پیغمبرِ اسلام

اسلام نے اپنا پیغام دُنیا تک پیغمبرِ اسلام کے ذریعے سے پہنچایا۔ اقبال کا قول ہے کہ "پیغمبرِ اسلام قدیم اور جدید دُنیا کے عین درمیان کھڑے معلوم ہوتے ہیں۔ تاریخِ انسانی میں جہاں وُہ قدم دھرتے ہیں پُرانا زمانہ ختم ہو جاتا ہے اور ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے" وُہ کیا آئے دُنیا میں ایک انقلاب آگیا! ـــ بقول شبلی "صنم خانوں میں خاک اُڑنے لگی، بُتکدے خاک میں مل گئے، شیرازۂ مجوسیت بکھر گیا، نصرانیت کے اوراقِ خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے، توحید کا غلغلہ اُٹھا، چمنستانِ سعادت میں بہار آگئی، آفتابِ ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں، اخلاقِ انسانی کا آئینہ پرتوِ قدس سے چمک اُٹھا!"

ہمارے نبی کی زندگی کا ایک ایک واقعہ دُنیا کو یاد ہے۔ عرب اور دُنیا بھر کی وُہ ذلیل حالت، آپ کے دل میں وُہ ربّانی آواز ، وُہ غارِ حرا

کا تحنُّث، وہ دعوتِ اسلام، ابوطالب کو وہ جواب کہ " خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے میں چاند لا کر رکھ دیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہ آؤں گا "۔ وہ آپ کو اور آپ کے پیروؤں کو اذیتیں اور وہ شعبِ ابوطالب کے کٹھن دن، وہ غارِ ثور کی تنہا راتیں، وہ دشمن کی آہٹ پر اپنے غم زدہ دوست کو تسلی لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (غم نہ کر خدا ہمارے ساتھ ہے) وہ مدینے کا قیام، مہاجرین و انصار کی وہ عدیم النظیر مواخات اور مساوات، وہ بدر اور اُحد اور خندق کی صعوبتیں اور آزمائشیں اور کامرانیاں، وہ سلاطین کو دعوتِ اسلام، وہ فتح مکہ، وہ کعبے میں داخلہ اور اذان، وہ نعرۂ حق: جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کی چیز تھی) اور پھر وہ آخری خطبے کی ہدایتیں اور وہ قول کہ " میں تم میں ایک چیز چھوڑ جاتا ہوں، اگر تم نے اُس کو مضبوط پکڑ لیا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ' وہ چیز کیا ہے ؟ خدا کی کتاب ! "

پیغمبرِ اسلام کے متعلق ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے ، ہر چند کہ آپ کا ایک ایک کام معجزے کا مرتبہ رکھتا تھا، ہر چند کہ آپ کے کارناموں نے دنیا کی تاریخ کا رُخ پھیر دیا اور آپ اپنے معتقدین کو جان و دل سے زیادہ عزیز تھے لیکن آپ نے خود کئی بار فرمایا کہ میں تو فقط تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں اور اسی پر بس نہیں بلکہ آپ نے اپنی اُمت کی اِس طرح تربیت

کی کہ آج تمام بڑے مذاہب میں صرف اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔
جس کے پیرو نہ اپنے پیغمبر کی پرستش کرتے ہیں نہ اُسے خدا کا اوتار مانتے
ہیں بلکہ اُسے محض ایک انسانِ کامل سمجھتے ہیں جس نے دُنیا کو خُدا کی وحدت
اور نوعِ انساں کی اُخوّت کا عالمگیر پیغام دیا

قرآن اور اُسوۂ رسولؐ اور اُن کے تتبّع میں خلفائے راشدین کا
طرزِ عمل اور مسلمانوں کے صدیوں کے عروج وزوال کے اندر قرآنی
تہذیب کی اجتہادی شان! یہ ہے اِسلام اور اُس کا کارنامہ! ہمیشہ
قائم ہمیشہ رواں!

سوانح حیات

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۵۷۱ء۔ پیدائش ۲۰ اپریل مطابق ۹ ربیع الاوّل بروز دوشنبہ بوقت صبح "عام الفیل" (اس سال یمن والوں کی عیسائی فوج جس میں چند ہاتھی بھی تھے کعبے کو گرانے کی غرض سے حملہ آور ہوئی لیکن اُسے ناکام لوٹنا پڑا)۔ آنحضرتؐ کے والد عبداللہ آپ کی پیدائش سے پہلے انتقال کر گئے۔ آپ ۶ سال کے تھے کہ والدہ (حضرت آمنہ) وفات پا گئیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ دائی تھیں۔ ۸ سال کے ہوئے تو دادا (عبدالمطلب) نے رحلت کی۔ پھر چچا (ابوطالب) نے آپ کی نگہداشت کی۔

۵۸۳ء "غزوات الفجار" (قریش اور قیس کے قبیلوں میں مشہور اور خوفناک جنگ جو کئی برس جاری رہی)۔ اس زمانے میں آپ ابوطالب کی بکریاں چرایا کرتے۔ بارہ سال کی عمر میں آپ نے ابوطالب کے ہمراہ شام کا سفر کیا

(بعد میں تجارت کی غرض سے آپ نے بہت سے اور سفر بھی اختیار کئے)

سنہ ۵۹۵ء آپ نے "امین" کا لقب پایا تجارتی معاملات میں آپ کی دیانت داری سے متاثر ہو کر حضرت خدیجہؓ نے آپ سے شادی کی۔ "حلف الفضول" (مکہ میں مظلوموں کی حمایت کے لئے معاہدہ)

سنہ ۶۰۵ء کعبے کی از سرِ نو تعمیر آپ نے ثالث بن کر فیصلہ کیا کہ تمام قبائل حجرِ اسود کو کس طرح مل کر نصب کریں۔
غارِ حرا میں تحنُّث (غور و فکر)

سالِ نبوی سنہ ۶۱۰ء وحیِ اول۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ (پڑھ اپنے خدا کے نام سے) بتاریخ ۲۵ رمضان یا ۲۳ اگست۔
پہلے مسلمان :۔ حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ، حضرت ابوبکرؓ۔

سنہ ۶۱۳ء پہلی دعوتِ اسلام۔ کوہ صفا پر۔ پہلے تین سال میں ۳۰ پیرو ہوئے۔ مخالفین کی سختیاں۔

۵ سنہ نبوی سنہ ۶۱۵ء۔ پہلی ہجرت حبش کو (رجب)

سنہ ۶۱۶ء حضرت عمرؓ آپ کو قتل کرنے نکلے لیکن تائیدِ ایزدی

سے راہ میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ آستانۂ مبارک
پر پہنچتے ہی ایمان لے آئے!

۷ تا ۱۰سنہ ۶۱۹ء شعبِ ابو طالب میں محصور ہونا (از محرم ۷سنہ نبوی)

۱۰سنہ نبوی ۶۲۰ء "عام الحزن"۔ ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات
(رمضان) تبلیغِ اسلام۔ عقبہ میں بیعتِ اولیٰ۔
نمازِ پنجگانہ فرض ہوئی۔

۶۲۱ء معراج ۲۷ ر رجب (فروری)

ہجری ۱سنہ ۲۳۔۶۲۲ء آنحضرتؐ کی ہجرت مکے سے (۲ر ربیع الاوّل یا ۱۵ ستمبر
۶۲۲ء) غارِ ثور میں تین دن رات کا قیام حضرت ابوبکرؓ
کی معیت میں۔ ۸ر ربیع الاوّل (۲۰ر ستمبر) قبا پہنچے۔ ۱۲ر ربیع
الاوّل (۲۴ر ستمبر) مدینہ پہنچے، پہلی نمازِ جمعہ اور پہلا خطبۂ نماز
کئی صحابہ نے چھوٹی بڑی تجارت شروع کر دی۔ مسجدِ نبوی
کی تعمیر۔ حضرت عمرؓ کی تجویز پر پہلی اذان! دسنِ ہجری جسے
باقاعدہ طور پر حضرت عمرؓ نے سترہ سال بعد میں جاری
کیا بروز جمعہ بتاریخ ۱۶ر جولائی ۶۲۲ء شروع ہوا)۔

۲سنہ ۲۳۔۶۲۴ء جہاد کی اجازت قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الخ (اللہ کی راہ
میں لڑو) (۱۲ر صفر۔ ۱۵ر ۶۲۳) تحویلِ قبلہ (شعبان ۲سنہ

۱۴ ۲-۳ سنہ ۲ھ ۸ار رمضان فتح۔ جنگِ بدر میں ۶۲۴ سنہء) جنوری
زور سے فرض ہوئے۔ حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے (ذی حجہ
مئی جون سنہ ۲۴ء) عید کی پہلی نماز۔
۳ سنہ ۲۵-۶۲۴ء۔ جنگِ اُحد میں شکست (جس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی
ہدایت کے خلاف مسلمانوں نے مالِ غنیمت کی حرص میں
تتر بتر ہو کر جیتا ہوا میدان ہاتھ سے کھو دیا) (۷ شوال
۲۳ $\frac{۳}{۲۵}$) ولادتِ امام حسنؓ۔ وراثت کا قانون نازل ہوا۔
۴ سنہ ۲۶-۶۲۵ء۔ آنحضرتؐ کے حکم سے حضرت زیدؓ نے عبرانی سیکھی۔ ولادتِ
امام حسینؓ (شعبان)
۵ سنہ ۲۷-۶۲۶ء یہود و قریش کی سازش۔ غزوہ خندق (ذی قعدہ، مارچ اپریل ۲۷ءجس میں
مُسلسل ۲۰ روز تک آنحضرتؐ بھی خندقیں کھودنے
میں شریکِ کار رہے اور ۳۰۰۰ مسلمانوں نے ۲۴۰۰۰
حملہ آوروں پر فتح حاصل کی۔
۶ سنہ ۲۸-۶۲۷ء۔ صُلح حُدیبیہ (ذی قعدہ، مارچ اپریل سنہ ۲۸ء) یہ بظاہر ایک
شکست تھی لیکن اِس "فتحِ مبین" سے مسلمانوں اور غیر مسلموں
میں میل جول کی ابتدا ہو کر لوگ کثرت سے مسلمان ہوئے
سلاطین (قیصر، شاہِ عجم، عزیزِ مصر، رؤسائے عرب)

کے نام دعوتِ اسلام کے رُقعے اور سفارتیں۔

سنہ ۷ھ ۔ سنہ ۶۲۸-۲۹ء۔ جنگِ خیبر (محرّم) یہود کی قوت کا خاتمہ۔ احکامِ فقہی۔

سنہ ۸ھ ۔ سنہ ۶۲۹-۳۰ء فتحِ مکہ (رمضان جنوری سنہ ۳۰ء) خطبۂ فتح۔ مغلوب دشمنوں سے خطاب۔ اِذْهَبُوا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ (جاؤ تم سب آزاد ہو)

سنہ ۹ھ ۔ سنہ ۶۳۰-۳۱ء غزوہ تبوک۔ عیسائیوں پر فتح۔ حجِ اکبر (ذی حجہ۔ مارچ سنہ ۳۱ء) زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا۔

سنہ ۱۰ھ ۔ سنہ ۶۳۱-۳۲ء عام تبلیغ و اشاعتِ اسلام۔ خُطبۂ الوداع جبلِ عرفات پر "سب مسلمان بھائی بھائی ہیں"۔ (۹ ذی حجہ، مارچ سنہ ۳۱ء)

سنہ ۱۱ھ ۔ سنہ ۶۳۲ء۔ وفات ۱۲ ربیع الاوّل بروز دوشنبہ بوقتِ دوپہر (۸ جون سنہ ۳۲ء) عمر ۶۳ سال ۵ دن (قمری سال)

آخری الفاظ۔ بَلِ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی (بس اب وہی رفیق درکار ہے!)

نوٹ:۔ تازہ ترین تحقیقات کی رُو سے سیرتِ نبوی میں عیسوی تاریخوں کا صحیح تعین بہت دشوار ہے۔ اِس لئے اختلافِ رائے کی کافی گنجائش ہے۔ چنانچہ پیدائش کی ایک اور تاریخ ۲۹ اگست سنہ ۵۷۰ء اور وفات کی ایک اور تاریخ ۲۸ اگست سنہ ۶۳۲ء ہے

اسلامی تاریخ کے دور

اسلامی تاریخ کے پانچ بڑے دور ہیں :-

(۱) متحدہ حکومت کا دور ۶۲۲ء سے ۸۳۳ء تک جب مدینہ، دمشق اور بغداد یکے بعد دیگرے دنیائے اسلام کا دارالخلافہ بنے رہے اور اسلامی تہذیب اپنے معراجِ کمال تک پہنچی۔

(۲) انتشار کا دور ۸۳۳ء سے ۱۲۸۵ء تک جب مشرق و مغرب میں بہت سی خود مختار مسلم ریاستیں بن گئیں۔
۱۲۵۸ء میں منگول حملہ آوروں نے ہلاکو کی قیادت میں بغداد کے مرکز اور اُس کے ساتھ اسلامی تہذیب کو برباد کر دیا۔

(۳) تیرہویں صدی سے اٹھارہویں صدی عیسوی تک جس میں ترکی ہندوستان اور ایران وغیرہ کی اسلامی سلطنتوں نے تشکیل پائی اور اقتدار حاصل کیا۔

(۴) زوال و انحطاط کا دور۔ اٹھارہویں صدی کے وسط سے لے کر

سنہ ۱۹۱۸ء تک جب مغرب کی سرمایہ دار طاقتوں نے اسلامی سلطنتوں کو ایک ایک کر کے اپنی حرص و ہوا کا نشانہ بنایا۔

(۵) اسلامی نشاۃ الثانیہ کا دور سنہ ۱۹۱۹ء تا حال جس میں برباد شدہ اسلامی ممالک نے اپنی خاکستر سے پھر اپنی قومیت کی تعمیر سرانجام دی۔ ترکی، ایران، افغانستان، عرب، یمن، مصر، عراق، شام، پاکستان، ان سب نے مکمل آزادی حاصل کر لی شرق الندا اور فلسطین مغربی حلقۂ اثر سے نکلنے اور اپنی کھوئی ہوئی آزادی کو پانے کی پوری کوشش کرتے رہے، مراکش، الجریا، طونس، طرابلس، یہ غلام ملک بھی اپنی اپنی تنظیم میں روز و شب مصروف رہے

فرماں روایانِ اسلام

پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ دارالخلافہ مدینہ، چین میں تبلیغ ۶۲۸ء
(۶۲۲-۳۲ء)

خلفائے راشدین رضؓ دارالخلافہ مدینہ
(۶۳۲ء سے ۶۶۱ء تک)

حضرت ابوبکرؓ

حضرت عمرؓ

حضرت عثمانؓ ہندوستان پر پہلا حملہ ۶۳۶ء

حضرت علیؓ

خلفائے بنی اُمیہ دارالخلافہ دمشق ہسپانیہ (۷۱۱ء) اور سندھ (۷۱۲ء)
(۶۶۱ء سے ۷۵۰ء تک) دارالخلافہ بغداد اسلامی سلطنت میں شامل ہوئے

خلفائے بنی عباس
(۷۵۰ء سے ۱۲۵۸ء تک)

خود مختار اُمرا و سلاطین
سامانیہ ۹۹۹-۷۸۴
بویہ ۱۰۵۵-۹۳۲
غزنویہ ۱۱۸۶-۹۶۲
سلجوقیہ ۱۱۹۴-۱۰۳۷
ایران، عراق، وغیرہ

بنی اُمیہ (اندلس) ۷۵۶ء تا ۱۰۳۱ء
بغداد میں اثر (قرطبہ، اندلس) مرابطین، موحدین۔
بنی نصر تا ۱۴۹۲ء (غرناطہ)

خوارزم شاہیہ ۱۰۵۰-۱۱۳۱] ماورالنہر — نوصلیبی لڑائیوں کا سلسلہ جن

فاطمیہ ۹۰۹-۱۱۷۱ | مصر — میں اہلِ یورپ نے مختلف مسلمان

ایوبیہ ۱۱۶۹-۱۲۵۰ | شام بغداد میں اثر — اُمراو سلاطین اور خصوصاً سلطان

صلاح الدین کے ہاتھوں پے در پے

شکستیں کھائیں ۱۰۹۶ء تا ۱۲۹۱ء

منگول حملہ آور :- بغداد کی تباہی ۱۲۵۸ء

ہندوستان { سلاطینِ دہلی ۱۱۹۳ء سے ۱۵۲۶ء تک
{ شاہانِ مغلیہ ۱۵۲۶ء سے ۱۸۵۷ء تک } (دہلی)

شرق الہند :- سماٹرا میں اسلامی حکومت ۱۲۹۷ء

ممالیک ۱۲۵۰ء تا ۱۵۱۷ء - شام و مصر

افغانستان — شاہانِ افغانستان ۱۷۴۷ء سے تا حال — (کابل)

تیموریہ ۱۳۶۹ء تا ۱۴۹۴ء :- ماورالنہر ، ایران و افغانستان -

ایران — شاہانِ ایران ۱۵۰۲ء سے تا حال — (طہران)

خونیں کریمیا ۱۴۲۰ء تا ۱۷۸۳ء

ترکی — عثمانیہ ترک ۱۲۹۶ء تا ۱۹۲۲ء — قسطنطنیہ ۱۴۵۳ء

خدیوانِ مصر ۱۰۰۵ء تا حال

آنحضرت سے لے کر آخری ترک خلیفہ تک کل ۹۴ خلفاء ہوئے

دورِ حاضر

جمہوریۂ ترکی ۱۹۲۳ء تا حال ، (انقرہ)

صحرائے اعظم اور وسط افریقہ میں اشاعتِ اسلام (انیسویں اور بیسویں صدی میں) جس کی وجہ سے آج افریقہ کی نو کروڑ یعنی نصف سے بھی زیادہ آبادی مسلمان ہے

عرب اقوام سعودی عرب ، ۱۹۲۴ء سے آزاد تسلیم کیا گیا (مکہ اور ریاض)

یمن ، ۱۹۳۴ء سے آزاد تسلیم کیا گیا (صنعا)

مصر ، ۱۹۲۲ء سے آزاد ہوا (قاہرہ)

عراق ، ۱۹۲۲.۲۳ء سے آزاد ہوا (بغداد)

شام ، ۱۹۲۲ء سے انتدابِ فرانس ، ۱۹۴۱ء سے آزاد (دمشق)

شرق اردن ، ۱۹۲۲ء سے برطانوی اثر ، ۱۹۴۶ء سے آزاد عمّان

فلسطین ، ۱۹۲۲ء سے انتدابِ برطانیہ ۱۹۴۸ء سے آزاد

طرابلس

تونس — اتحادی افواج کا

الجیریا — قبضہ ۱۹۴۳ء سے

مراکش

اِس وقت دنیا کی اسلامی آبادی تقریباً چالیس[۴۰] کروڑ ہے اِس میں سے تقریباً سولہ کروڑ آزاد مسلم ممالک میں سترہ کروڑ ہندوستان[۴]، شرق[۶] الہند، چین[۵] اور سوویٹ[۲] روس میں سات کروڑ (علاوہ مصر کے) افریقہ میں اور تقریباً ایک کروڑ متفرق مقامات میں آباد ہیں۔

مسلمانانِ ترکستان	زیرِ اثر سوویٹ روس		مسلم آبادی ۳ کروڑ
مسلمانانِ چین	زیرِ حکومت جمہوریہ چین	قومی بیداری	۰ ۰ ۵ کروڑ
مسلمانان شرق الہند	زیرِ حکومت ڈچ ۱۹۴۷ء سے آزاد"		۰ ۰ ۶ کروڑ
مسلمانان ہند	زیرِ حکومت ہند		۰ ،، ۴ کروڑ
پاکستان	۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے آزاد		،، ۰ ۷ کروڑ

اکثر مسلم ملک آزاد ہو چکے ہیں اور اُن میں جمہوری حکومتیں قائم ہو گئی ہیں۔ جو ابھی آزاد نہیں ہوئے اِن میں آزادی و جمہوریت کی زبردست تحریکات جاری ہیں!

اسلامی تاریخ پر ایک نظر

اگر ہم اسلامی تاریخ کے نقشے پر نظر ڈالیں تو یہ صاف ظاہر ہوگا کہ پہلے سوا سو سال تک تمام مسلمانوں کا ایک ہی سیاسی و مذہبی مرکز تھا یعنی شروع میں مدینہ اور پھر دمشق۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں (سنہ ۶۳۴ء تا سنہ ۶۴۴ء) عراق شام ایران اور مصر فتح ہوئے اور اموی خلیفہ ولید کے عہد میں (سنہ ۷۰۵ء تا سنہ ۷۱۵ء) اسلامی سلطنت دریائے سندھ سے لے کر جنوبی فرانس تک پھیل گئی۔

بنی اُمیّہ کے بعد عبّاسیہ خاندان کے پہلے آٹھ خلفا کا زمانہ (تا سنہ ۸۳۳ء) فی الحقیقت اسلامی تمدّن کا عہدِ زرّیں تھا جب کہ مسلمانوں نے نہ صرف ایک عظیم الشان سلطنت کو بطریقِ احسن قائم رکھا بلکہ مختلف علوم و فنون میں ایسی ترّقی کی کہ بغداد گویا ساری متمدّن دنیا کا دار الخلافہ بن گیا۔ اُدھر عباسی خلافت کے قیام پر قرطبہ کے بنی اُمیّہ مرکز سے علیحدہ ہو کر اُس شاندار عربی تمدّن کے علمبردار بنے جس کی بدولت سات صدیوں تک یورپ میں علوم و فنون کی روشنی پھیلتی رہی۔

بنی اُمیہ کے بعد مغرب میں ادریسی، اغلبی طولونی اخشندی فاطمی وغیرہ اور مشرق میں طاہریہ صفاریہ سامانیہ اور بُویہ وغیرہ خاندانوں نے اپنی اپنی علیحدہ خودمختار حکومتیں قائم کرلیں۔ مشرق ومغرب میں پہلے سب سے دُور کے اور بتدریج بغداد سے قریب کے صوبے خودمختار ہوتے گئے یہاں تک کہ آخرکار ۱۹ دسمبر ۹۴۵ء کو بُویہ حکمران خود بغداد میں داخل ہُوا اور خلافت پر چھا گیا۔

اِس کے بعد ایک اَور تغیر رونما ہوا۔ افغانستان میں غزنوی اور پھر غوری متمکن ہوئے اَور سلجوقی اپنی فتوحات کا سلسلہ شروع کرکے ہرات سے بحیرۂ روم اور بخارا سے مصر تک کے علاقے پر قابض ہو گئے۔ آہستہ آہستہ یہ لوگ کئی شاخوں میں منقسم ہوکر شام دیار بکر عراق وغیرہ کے اتابکان کی حیثیت سے حکومت کرنے لگے اَور اِدھر دُور مشرق کی طرف خوارزم شاہیوں نے دریائے جیحون کے کنارے اپنی جُدا سلطنت قائم کرلی۔ اِس مرحلے پر اِن قوموں نے ایک بڑا کام کیا۔ اسلامی مرکز میں کمزوری اور آرام پسندی ظاہر ہو رہی تھی سلجوقی ترکوں نے ایک بجھتی ہوئی شمع کو روشن کیا۔ اور مردہ مملکت میں نئی جان ڈال دی۔ اُدھر مصر میں فاطمی خلفا نے نہ صرف افریقہ میں ایک بڑی سلطنت قائم کی بلکہ عربی تہذیب کو چمکایا چنانچہ ۹۶۹ء میں قاہرہ کی بنا پڑی اَور اس کے دو صدی بعد جب فاطمی قوت لڑکھڑائی تو ۱۱۶۹ء میں ایوبی خاندان برسرِاقتدار

ہوا اور سلطان صلاح الدین نے تن تنہا صلیبی لڑائیوں میں یورپ کی متحدہ طاقت
کو پے در پے شکستیں دیں۔

ایک اور بات قابلِ غور یہ ہے کہ عہدِ عباسیہ میں نویں صدی کے شروع
سے اور سپین میں گیارھویں صدی سے کئی چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہونے
لگیں اور اِس سے اسلامی مرکزیت کو نقصان پہنچا لیکن جہاں تک اسلامی
تمدن کا تعلق ہے اس کے گویا اور مرکز بنتے چلے گئے۔ چنانچہ جب بھی
کوئی امیر خود مختار ہو جاتا تو وُہ فوراً اپنے کتب خانے عوام کے لئے کھول دیتا
اور عالموں اور حکیموں کی محفلیں جما کر اپنے رقیبوں اور ہم عصروں کے
مقابل میں رعایا سے داد چاہتا۔

تیرھویں صدی کے وسط میں اسلامی دُنیا میں سب سے بڑا انقلاب آیا۔
منگول قوم نے اپنے صحراؤں سے نکل کر مشرقی اسلامی دُنیا کو تاخت و تاراج
کیا اور بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

لیکن اسلام کا عجیب جادو تھا کہ وُہ جلد خود ہی مسلمان ہو گئے۔ مملوک
سلاطین نے اِن حملہ آوروں کو افریقہ میں آنے سے روکے رکھا جہاں مصر
میں مملوک اور اُس سے پرے بربریوں کے مارینی زیانی اور حفصی خاندان
شمالی افریقہ کے ساحلوں پر اور جنوبی سپین میں مملکتِ غرناطہ کے نصری
حکمراں پندرھویں صدی کے اخیر تک متمکن رہے۔

عرب تمدن کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ خلفائے راشدین کے بعد ہی ساتویں صدی کے وسط سے استبداد کے ہاتھوں اسلام کی صحیح جمہوریت کو ضعف پہنچ چکا تھا۔ پھر اس کے بعد دو صدی تک عرب تمدن اپنے معراج پر رہا۔ سلطنت رہی بلکہ پھیلی، شان و شوکت کی چکاچوند بھی کم نہ ہوئی۔ لیکن حکمراں طبقے کے تساہل اور علماء کی قدامت پسندی نے تدریج اسلام کی روحانی بنیادوں کو کمزور کر دیا۔ بغداد کی تباہی کے بعد اسلامی حکومت کا دور دور تک پھیل جانا اس زمانے کا ایک عجیب واقعہ ہے۔ نہ صرف سپین کے ایک حصّے میں مسلمان دو صدیوں تک اور حکمراں رہے بلکہ ادھر شرق الہند میں تیرھویں صدی میں سماٹرا کا ایک بادشاہ مسلمان ہو گیا اور ادھر یورپی روس کے جنوب میں مسلمان خوانین کریمیا نے پندرھویں صدی کے شروع سے اٹھارہویں صدی کے اخیر تک اپنی حکومت قائم رکھی۔

مشرق میں بغداد کی تباہی کے بعد پہلے ہندوستان میں سلاطین دہلی، ماوراء النہر میں چغتائی خوانین اور ایران میں ایل خانیہ رونما ہوئے اور پھر تیموریہ خاندان نے وسط ایشیا سے نکل کر ہندوستان میں ایک وسیع مغلیہ سلطنت اور شاندار مغلیہ تہذیب کی بنیاد ڈالی۔ اس کے ساتھ ساتھ صفوی شاہان ایران کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن اس زمانے میں مشرق و مغرب میں تاریخ کا سب سے بڑا اور نتیجہ خیز واقعہ

یہ تھا کہ ترکوں نے ایک عظیم الشان ترکی سلطنت قائم کی جو بتدریج ایشیائے کوچک، عراق، عرب، شام، مصر، شمالی افریقہ اور پورے جنوب مشرقی یورپ میں پھیل کر اپنے زمانے کی سب سے بڑی طاقت ثابت ہوئی۔

اٹھارہویں صدی سے دنیائے اسلام میں سیاسی لحاظ سے انحطاط کا دور شروع ہوا جو برابر دو صدیوں تک جاری رہا یہاں تک کہ بیسویں صدی کے شروع تک برطانیہ ہندوستان میں، روس وسط ایشیا میں اور فرانس اور اطالیہ شمالی افریقہ میں حکمراں بن گئے۔ ایک ترکی باقی رہ گیا، اُس کی رہی سہی طاقت بھی پہلے بلقان اور طرابلس کی جنگ میں اور پھر پہلی جنگِ فرنگ ۱۹۱۸ء میں ختم ہو گئی —— لیکن جب زوال اِس انتہائی درجہ پر پہنچا تو دُنیائے اسلام نے جس میں کم و بیش سو برس سے اسلامی نشاۃ الثانیہ کی تحریک رونما ہو رہی تھی، ایک زبردست کروٹ لی۔ ترکی نے پہل کی اور کمال اتاترک کی قیادت میں ایک نئی مضبوط تُرک قوم کو مہذب اقوام کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔ جنگ کے خاتمے کے بعد عرب، ایران، افغانستان اور مصر بھی یورپ کی زنجیریں توڑ کر آزاد ہوئے اور غلام ملکوں میں بھی حرّیت کی تیز رَو دوڑ گئی۔ افغانستان میں ۱۹۱۹ء سے امان اللہ نے دُور رس تبدیلیاں کرنی شروع کیں گو وُہ خود جلد ہی ملوکیت پسند طاقتوں کا شکار ہو گیا (۲۹ء)،

ایران روس و انگلستان کے پنجے سے رہا ہو کر اپنے نئے بادشاہ کی زیرِ ہدایت (۲۵ء سے) ترقی کی راہ پہ گامزن ہوا۔ ترکی نے اپنی خاکستر سے آپ اپنا جہان پیدا کیا اور اپنی غیر معمولی کامیابی سے دنیا بھر کو حیرت میں ڈال دیا (۲۳-۲۲ء) عرب کے صحراؤں سے ابن سعود ایک شیر کی طرح گرجا اور مصر نے بھی (۱۹۳۶ء میں) برطانیہ سے "مشروط" آزادی حاصل کر لی۔ اِدھر شرق اردن کو (۴۶ء میں) برطانیہ کے ہاتھوں "خود مختاری" ملی اور عراق بھی ۳۲ء میں برطانیہ کا حلیف ہو کر لیگ اقوام کا ایک "آزاد" رکن بن گیا۔ یمن کی خود مختاری ۳۴ء میں تسلیم کر لی گئی اور شام جو ۱۹۲۰ء سے فرانسیسی استداب میں جکڑا ہوا تھا ۱۹۴۶ء میں آزاد ہو گیا۔

دوسری جنگِ عالمگیر کا طوفان اسلامی ممالک پر بھی ٹوٹا۔ اُدھر فاشی ملکوں نے اِدھر اتحادی قوموں نے اسلامی ممالک کو اپنی اپنی طرف گھسیٹنے کی کوشش کی۔ اِس کشاکش میں اِن ممالک نے جہاں تک ہو سکا اپنے تدبر کا کافی ثبوت دیا۔ اور جب تک ہو سکا غیر جانبدار رہے۔ اِس وقت یہ حالت ہے کہ طرابلس طونس الجیریا اور مراکش میں اتحادی فوجیں اُتری ہوئی ہیں جنوب مشرقی عرب کی چھوٹی ریاستیں برطانیہ کے حلقۂ اثر میں شامل ہیں۔ ڈچ شرق الہند کے چھ کروڑ مسلمان غفلت سے بیدار ہو کر ایک "آزاد" اسلامی جمہوریہ کے قیام کے لئے برسرِ پیکار ہیں اور اِدھر پاکستان

کے آٹھ کروڑ باشندے پوری طرح اپنی قومی آزادی حاصل کر چکے ہیں۔ فلسطین کو دولِ عظمیٰ نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے شمالی افریقہ کے عرب ملک اَور وسطی افریقہ کے مسلمان ہنوز اُن کے پنجۂ آہنی میں گرفتار ہیں لیکن قابلِ غور امر یہ ہے کہ تمام مسلمان ملک آزاد ہیں تو ترقی کے لئے اور غلام ہیں تو آزادی کے لئے مُضطرب اَور مصروفِ عمل ہو رہے ہیں۔ اب متّحدہ اقوام کی جمعیت کے قیام کے بعد دیکھنا ہے کہ آزادی و جمہوریت کا جذبہ کہاں تک نئے نظامِ عالم میں کارفرما ہو گا اَور مسلمان قومیں کب اَور کس طرح اپنے جائز حقوق حاصل کریں گی۔ ایک امر یقینی ہے، امنِ عالم کے لئے مشرق و مغرب کا ربط لازم ہے اَور اُس مرکزی حیثیت کی بنا پر جو ممالکِ اسلام کو دنیا میں حاصل ہے صرف مسلمان قومیں ہی اِس ربط کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ لہٰذا اگر دُنیا کو ایک بہتر دُنیا بننا ہے تو اِس میں شبہ نہیں کہ مسلمان قوموں کی آزادی بہت جلد ایک عملی صورت اختیار کرنے والی ہے۔

اسلامی تاریخ کے اہم واقعات

۵۷۱ء۔ پیدائش حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۶۱۰ء وحی اوّل۔ اِقرأ باسمِ ربّک (پڑھ اپنے خدا کے نام سے)

۶۲۲ء مکّے سے ہجرت (۱۵ ستمبر) آغازِ سن ہجری ۱۶ جولائی۔

۶۲۸ء مُسلم مبلّغ ابو قبشہ چین کے شہر کینٹن میں پہنچا

۶۳۰ء فتحِ مکّہ۔ مغلوب دشمنوں کو آزادی کی بشارت۔

۶۳۱-۳۲ء فتحِ عرب اور دینِ اسلام کی تکمیل۔ اسلام نے حُریت اور مساوات کی عملی تلقین کی اور انسانی ترقی کے لئے اعتدال کی راہ دکھائی۔

۶۳۲ء آنحضرتؐ کی وفات (۸ جون)

۶۳۲ء تا ۶۶۱ء خلفائے راشدین (ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ)

۶۶۱ء تا ۷۵۰ء خلافتِ بنی اُمیہ (۱۴ خلفا) جب اسلامی سلطنت چین کی سرحد سے جنوبی فرانس تک پھیل گئی۔

۶۸۰ء واقعۂ کربلا۔ حضرت امام حسینؓ کی شہادت (۱۰ اکتوبر)

۷۱۱ء طارق بن زیاد کا فاتحانہ داخلہ سپین میں۔ مسلمان اُندلس میں سات آٹھ صدیوں تک حکمران رہے اور یورپ اُن کے تمدن سے فیض یاب ہوتا رہا۔

۷۱۱-۱۲ء محمد بن قاسم نے سندھ کو فتح کیا۔ اِس کے بعد یہ علاقہ ۱۸۴۳ء تک مسلمان حکمرانوں کے قبضے میں رہا۔

۷۳۲ء پیرس کے قریب بمقام تُور عربوں کو شکست ہوئی لیکن ۷۳۶ء میں عرب وجیں برگنڈی تک پہنچ گئیں ۸۸۹ء میں وُہ پھر جنوبی فرانس پر قابض ہو گئے۔ اور ۹۰۶ء میں سوئٹزرلینڈ کے ایک حصے میں بس گئے۔

۶۹۹ء تا ۷۶۷ء امام اعظم ابو حنیفہ (کُوفی)۔ فقہ و حدیث کے عالم جَیّد اور صاحبِ تصنیفات تھے۔ طبیعت بے نیاز پائی تھی۔ خلیفہ نے اُنہیں نظر بند کر دیا لیکن وُہ اپنے اصولوں پر قائم رہے۔

۷۵۰ء تا ۱۲۵۸ء خلافتِ عبّاسیہ (۳۷ خلفاء) پہلے سات خلفاء کا زمانہ اسلامی تمدن کا عہدِ زریں تھا (تا ۸۳۳ء) عبّاسیہ عہد میں سیاست۔ معاشرت، علوم و فنون غرض زندگی کے سب شعبوں میں حیرت انگیز ترقی ہوئی۔

۷۸۶ء تا ۸۰۹ء ہارون الرشید کی خلافت۔ برمکیوں کی وزارت (یحییٰ برمکی
(۷۸۶ تا ۸۰۳) ہارون کے تعلقات فرانسیسی شاہنشاہ
شارلیمین اور فغفورِ چین سے۔

۸۱۳ء تا ۸۳۳ء مامون الرشید کی خلافت۔ مجلسِ شوریٰ کا قیام جس میں
غیر مسلم نمائندے بھی شامل تھے۔ علوم وفنون کا فروغ۔
اسلام کے آزاد خیال مفکرین معتزلہ کی ابتدا۔ شہرۂ آفاق
کتاب الف لیلہ کی تصنیف کا آغاز ممکن ہے۔ اسی زمانے
میں ہوا ہو۔ الف لیلہ جس میں ۱۰۰۱ کہانیاں ہیں نویں صدی
سے لے کر چودھویں پندرھویں صدی تک مرتب ہوتی
رہی۔ اُس کے افسانوں میں ہندی، ایرانی، بغدادی اور مصری
اثرات پائے جاتے ہیں۔

۸۳۳ء معتصم خلیفہ ہوا۔ ترک غلاموں کے اقتدار کی ابتدا جس سے
بعد میں خلافت کی بنیادیں کھوکھلی ہو گئیں۔

۸۳۳ء تا ۱۲۵۸ء ان چار صدیوں میں مشرق ومغرب میں مختلف سلاطین واُمرا
خود مختار بن بیٹھے جن میں مفصلۂ ذیل زیادہ مشہور ہوئے:۔

(۱) بنی اُمیہ (قرطبہ) اندلس میں۔ ۷۵۶ء تا ۱۰۳۱ء ان کے بعد
چھوٹے شاہی خاندان حکمراں رہے قرطبہ میں ۱۶ خلفا نے اور غرناطہ میں ۲۴ امرا نے تا ۱۴۹۲ء حکومت کی

(۲) سامانیہ ــــ ماوراءالنہر اور ایران میں ۸۷۴ء تا ۹۹۹ء

(۳) بُویہ ــــ دیلم، جزیرہ وغیرہ میں ۹۳۲ء تا ۱۰۵۵ء
۹۴۵ء میں بُویہ سلطان بغداد پر قابض ہوگیا

(۴) غزنویہ ــــ افغانستان ایران اور پنجاب میں ۹۶۲ء تا ۱۱۸۶ء۔

(۵) سلجوقیہ ــــ ماوراءالنہر سے ایشیائے کوچک تک ۱۰۳۷ء تا ۱۳۰۰ء۔ ۱۰۵۵ء میں طغرل بیگ سلجوقی بغداد پر قابض ہوگیا۔

(۶) فاطمیہ ــــ قیروان و مصر میں ۹۰۹ء تا ۱۲۵۰ء
خلیفہ المعزّ (۹۵۲ تا ۷۵) مغرب کا مامون کہلایا۔

(۷) ایوّبیہ ــــ مصر و شام میں ۱۱۷۱ء تا ۱۲۵۰ء
مشہور سلطان صلاح الدّین اسی خاندان کا رکن تھا۔

۸۲۳ء صقلیہ پر عرب تسلّط (تا ۱۰۹۵ء) سلرنو کا طبّی کالج سارے یورپ میں مشہور تھا۔

۸۳۸ء جنوبی اطالیہ پر عربوں کا حملہ۔ ۸۴۶-۸۴۹ء میں اور پھر ۸۶۹ء میں وہ شہر روما کے قُرب میں پہنچ گئے۔ ۸۶۹ء میں انہوں نے روما کے مضافات سے خراج وصول کیا۔

۸۶۹ء مالٹا میں عرب حکومت تا ۱۰۹۰ء یہاں مسلمان ۱۲۴۹ء تک رہے۔

۹۱۲ء تا ۹۶۱ء عبدالرحمٰن (بن ناصر) ثالث کا عہدِ حکومت قرطبہ (اندلس) میں سلطنت کا استحکام۔ قصر الزہرا کی تعمیر۔

۹۲۳ء عربی مورخ طبری (۸۳۹ تا ۹۲۳) کا انتقال جس کی تاریخ آٹھ ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔

۹۶۱ء تا ۹۷۶ء الحاکم ثانی قرطبہ کا نیک دل عالم خلیفہ جس کے کتب خانے میں چار لاکھ کتابیں تھیں۔

۹۷۲ء اسلامی دُنیا کی قدیم ترین یونیورسٹی جامعۂ ازہر کی تعمیر (قاہرہ میں)

۱۰۰۰ء تا ۱۰۳۶ء ہند چینی (انڈوچائنا) میں مسلم حکمراں "اوولہ" (اللہ؟) کی حکومت۔ غیر مسلم روایت ہے کہ یہاں کے لوگ قربانی کرتے وقت "الوہو کی پا" (اللہ اکبر) پکارتے تھے۔

۱۰۲۰ء فردوسی (۹۳۲-۱۰۲۰) (طوسی) جس کی مشہور نظم شاہنامہ

فارسی کے بہترین رزمیہ ادب میں شمار کی جاتی ہے۔

۱۰۳۷ء مشہور فلسفی وطبیب بوعلی سینا (جو بخارا کے علاقے کا باشندہ تھا) ۹۸۰ء تا ۱۰۳۷ء۔ وہ دینیات فلسفہ اور حکمت میں دسترس رکھتا تھا۔

۹۹۸ء تا ۱۰۳۰ء محمود غزنوی جس نے ہندوستان پر سترہ حملے کئے۔ ۱۰۲۱ء سے پنجاب غزنوی سلطنت کا ایک صوبہ بن گیا اور ۱۸۰۱ء تک تقریباً آٹھ سو سال یہاں اسلامی حکومت قائم رہی۔

۱۰۹۱ء نظام الملک جو ۱۰۶۳ء سے ۱۰۹۱ء تک سلجوقی سلاطین الپ ارسلان اور ملک شاہ کا وزیر رہا۔ اپنی قابلیت اور نظم ونسق کے لئے یکتائے روزگار تھا۔ اُسے حشیشین نے قتل کر دیا۔

۱۱۲۴ء حسن بن صباح کی وفات جس نے قلعہ الموت (مازندران) میں متمکن ہو کر مذہب اسماعیلیہ کا وعظ جاری کیا اور نبوت کا دعویٰ کیا اُس نے اپنے فدائی حشیشین کو کئی اُمرا کے قتل پر آمادہ کیا اس لئے وہ نبی الہلاکت بھی کہلاتا ہے۔

۱۱۲۲ء حریری (بغدادی) "مقامات حریری" کا قابل مصنف (۱۰۵۴ء تا ۱۱۲۲ء)۔ کئی شعرا اور مؤرخین اس کتاب کو عربی علم ادب

میں قرآنِ مجید کے بعد دوسرے درجے پر رکھتے ہیں۔

۱۱۲۲ء عمرِ خیام (وفات ۱۱۲۲ء) نیشاپور کا شہرہ آفاق شاعر جو ہیئت داں بھی تھا۔ اُس نے ملک شاہ کے حکم سے تقویم کی اصلاح کی جس کا نتیجہ سنِ جلالی ہے جو کہ موجودہ جنتری کے بہت قریب ہے۔ یورپ اُس کی رُباعیات کا دلدادہ ہے۔

۱۱۱۱ء امام غزالی (طوسی) (۱۰۵۸ تا ۱۱۱۱ء) مشہور امام اور جیّد عالمِ فلسفی۔ بعض مغربی مصنّفین کے نزدیک سب سے بڑا مفکّر جو اسلام نے پیدا کیا۔ ان کی تصنیفات کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم مشہور ہیں۔

۱۰۹۶ء تا ۱۲۹۱ء یورپ کی مسیحی طاقتوں اور سلاطینِ اسلام کے درمیان صلیبی لڑائیوں کا طویل سلسلہ جس میں بالآخر یورپ کو شکستِ فاش ہوئی۔ اِن لڑائیوں کا یہ اثر ہوا کہ عیسائیت کی صورت مسخ ہو گئی، عیسائی اُمرا کی طاقت ٹوٹ کر یورپ میں شاہی اقتدار کے لئے رستہ صاف ہوا اور اسلامی تمدن اور علوم کی روشنی مغرب میں پھیلنے لگی۔

۱۱۸۱ء تا ۱۱۹۳ء سلطان صلاح الدین مشہورِ عالم، نیک دل بہادر مسلمان فرمانروا جس نے تیسری صلیبی جنگ میں یورپ کی متحدہ

قوت کو شکست دی۔ ۱۱۸۷ء میں اُس نے یروشلم کو فتح کیا۔

۱۱۹۳-۹۱ء محمد غوری کے حملے ہندوستان پر اور اسلامی سلطنت کا قیام دہلی میں۔ اس کے بعد تقریباً چھ صدیوں تک پہلے ترک افغان اور عرب اور پھر مغل ہندوستان پر حکمراں رہے اور ملک میں امن و امان قائم ہو کر ایک شاندار تمدن رُونما ہوا۔

۱۱۹۸ء ابنِ رُشد (۱۱۲۶-۱۱۹۸) (قرطبی) جسے بعض لوگوں نے موجودہ فلسفے کا بانی اور عہدِ حاضر سے پہلے ارسطو کے بعد دُنیا کا سب سے بڑا فلسفی مانا ہے۔ مولویوں نے اُس پر کُفر کے فتوے لگائے۔ اور وُہ قید ہُوا۔ اس نے ارسطو کی شرح لکھی۔

۱۱۹۷ء بختیار خلجی نے بنگال فتح کیا۔ ۱۲۰۳ء سے ۱۷۶۵ء تک بنگال میں ۷۶ مُسلم صوبہ دار یا بادشاہ ہوئے۔

۱۲۳۴ء ابنِ اثیر (۱۱۶۰ تا ۱۲۳۴) مشہور عراقی مؤرخ جس نے اپنی تاریخ "دنیا الکامل" بارہ جلدوں میں لکھی۔ یہ ابتدا سے ۱۲۳۱ء تک کے حالات پر مشتمل ہے اور اسے آج کل کی بہترین تاریخوں کے مقابل میں پیش کیا جا سکتا ہے

۱۲۱۸ء تا ۱۲۵۸ء۔ مشرق میں اسلامی حکومت اور تمدن پر منگولوں یا تاتاریوں کے تباہ کن حملے۔ ہلاکو نے ۱۲۵۸ء میں بغداد اور اُس کی تہذیب کو برباد کر دیا۔ یہ لوگ مشرقی اسلامی دنیا پر چھا گئے لیکن جلد خود ہی مسلمان ہو گئے۔

۱۱۹۳ء تا ۱۵۲۶ء ہندوستان میں یکے بعد دیگرے پانچ شاہی خاندان حکمراں ہوئے۔ غلاماں، خلجی، تغلق، سادات اور لودھی۔ جن میں التمش، علاؤالدین، محمد تغلق، فیروز تغلق، بہلول لودھی مشہور فرمانروا گزرے ہیں۔ غلام اور خلجی بادشاہوں نے اپنی طاقت سے ہندوستان کو چنگیز خانی تاتاریوں کے وحشیانہ مظالم سے بچائے رکھا۔ مسلمان ہند میں جلد ایک باقاعدہ حکومت قائم کر کے ملکی نظم و نسق اور رفاہِ عام کے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ اِس دوران میں وسطی اور جنوبی ہند میں بہت سی خود مختار مسلمان ریاستیں بن گئیں بنگال، خاندیس، جونپور، گجرات، مالوہ کے حکمراں وسط ہند میں اور بہمنی خاندان (۱۳۴۷ - ۱۵۲۶) دکن میں برسرِ اقتدار رہے۔ بہمنیوں کے زوال پر پانچ چھوٹی مسلم ریاستیں قائم ہوئیں جنہیں بالآخر مغلوں نے فتح کیا۔ اِن

چھوٹی چھوٹی سلطنتوں میں شائستگی کے دل کش مرکز قائم ہو گئے۔

۱۲۷۳ء جلال الدین رومی (۱۲۰۷-۱۲۷۳) شمس تبریز کا مرید تھا چنانچہ اسی کے نام پر دیوان لکھا۔ اس کی بے نظیر مثنوی ۴۵ ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ زہد، سخاوت اور تواضع میں بے مثل تھا۔ بلخ میں پیدا ہوا قونیہ (روم) میں رحلت کی۔

۱۲۸۳ء سعدی شیرازی (۱۱۸۴ تا ۱۲۸۲) جس کی شہرت اپنی زندگی میں دور تک جا پہنچی۔ عمر کا بڑا حصہ سیر و سیاحت میں گزرا چنانچہ ہند میں بھی آیا۔ غزل کا بادشاہ سمجھا جاتا ہے۔ "بوستاں" ۱۲۵۷ء میں اور "گلستاں" ۱۲۵۸ء میں لکھی گئی۔

۱۳۲۵ء امیر خسرو (۱۲۵۳ تا ۱۳۲۵ء پیدائش ضلع ایٹہ) "طوطیٔ ہند" عہدِ تغلق کا مشہور صوفی شاعر جس نے، کہا جاتا ہے کہ فارسی اور برج بھاشا میں چار پانچ لاکھ شعر لکھے۔ سنسکرت کا بھی عالم تھا۔

۱۳۷۷ء ابنِ بطوطہ (۱۳۰۴ء تا ۱۳۷۷ء) جائے پیدائش طنجہ، مراکش) عرب سیاح اور مصنف جس نے مغربِ اقصٰے سے لے کر چین تک کے متعدد سفر اختیار کئے اور مصر،

مشرقی افریقہ، کریمیا، قسطنطنیہ، افغانستان، ہندوستان، مالدیو، سیلون، چین وغیرہ کی سیر کے حالات اپنے مشہور سفر نامے میں قلم بند کیئے، ۱۳۴۰ء کے قریب دہلی میں وُہ کچھ عرصہ قاضی بھی رہا۔ پھر ۱۳۵۲ میں ٹمبکٹو پہنچا اور آخر ۱۳۷۷ء میں وُہ اپنے وطن مراکش میں جاکر راہئ ملکِ عدم ہُوا۔

۱۲۹۶ء تا ۱۳۵۸ء عثمان نے ایشیائے کوچک میں ایک چنگیز خانی حملہ آور کو شکست دے کر عثمانیہ ترکوں کی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ ترک بتدریج یونانیوں کو ریلتے دھکیلتے ۱۳۵۸ء میں یورپ کے ساحل پر جا اُترے اور اوریانوپل کو دارالسلطنت بنا کر سردیا بوسینیا وغیرہ پر قابض ہو گئے۔

۱۲۹۷ء شمالی سماٹرا (شرق الہند) میں اسلامی حکومت پندرہویں صدی تک ملایا سے نقل مکانی کے ذریعے جہاں اسلام آٹھویں صدی میں پہنچ چکا تھا، سوائے بالی کے اسلام تمام جزائر الہند میں پھیل گیا۔

۱۳۶۹ء تا ۱۴۰۴ء تیمور تیموریہ خاندان کا بانی جس نے ایک وسیع سلطنت قائم کی ۱۳۹۸ء میں اُس نے ہندوستان پر حملہ کیا اور ۱۴۰۱ء میں اُس نے انگورہ میں ترکوں کو شکست دی۔

۱۳۸۹ء حافظؔ شیراز (۱۳۲۰ تا ۱۳۸۹) جس نے غزل گوئی کو ایک روحانی درجہ بخشا۔ حافظؔ نے ۱۳۶۸ء میں اپنا دیوان مکمّل کیا۔ اُس کی شہرت دُور دُور پھیل گئی۔ محمود شاہ بہمنی کے وزیر نے اُسے ہند آنے کی دعوت دی مگر حافظ نے قبول نہ کی۔ ۱۳۸۷ء میں تیمور شیراز میں دو ماہ رہا۔ شاید اُس زمانے میں حافظ اور تیمور میں حافظ کے مشہور شعر "اگر آں ترکِ شیرازی بدست آرد دلِ ما را" کے متعلق گفتگو ہوئی "خاکِ مُصلّےٰ" (۷۹۲ھ) سے حافظ کی تاریخِ وفات نکلتی ہے۔ حافظ کے زمانے میں فارس میں اکثر جنگ و جدال برپا رہا۔

۱۴۰۶ء ابن خلدون (۱۳۳۲-۱۴۰۶) (پیدائش طونس) عرب مورّخ جس کی ہسپانیہ اور شمالی افریقہ کے بہت سے شاہی درباروں میں کبھی قدر اور کبھی بے قدری ہوئی۔ وُہ مختلف اوقات میں بہت سے عہدوں پر فائز رہا۔ چالیس برس کی عمر کے بعد اُس نے اپنی تاریخ لکھنی شروع کی۔ پچاس برس کی عمر میں وُہ حج کے ارادے سے نکلا اور قاہرہ میں اُس نے جامع ازہر میں درس دیا۔ اُس کی شہرہ آفاق تصنیف "مقدمہ" ہے جس میں اُس نے علم تاریخ پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔

۱۴۹۲ء غرناطہ کے عرب حکمراں کو شکست ہو کر سپین میں مسلمانوں

کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

سنہ ۱۴۲۰ء تا ۱۷۸۳ء مُسلم خوانینِ کریمیا (جنوبی روس) حاجی گرے سنہ ۱۴۲۰ء تا شاہین گرے سنہ ۱۷۸۳ء۔ سنہ ۱۷۸۳ء میں روسی ملکہ کیتھرائن نے ترکی کی رضامندی سے کریمیا کو رُوس سے ملحق کر لیا۔

سنہ ۱۴۵۳ء ترکوں نے قسطنطنیہ کو فتح کیا۔ اِس کے بعد یورپ میں ترکی کی فتوحات کا سلسلہ برابر سوا سو سال تک جاری رہا۔ سنہ ۱۴۷۹ء میں اُنہوں نے جنوبی اطالیہ پر حملہ کیا، سنہ ۱۴۹۹ء میں وینس کو شکست دی، سنہ ۱۵۲۸ء میں بُڈاپسٹ پر قبضہ کیا۔ سنہ ۴۲ء میں بغداد پر اور سنہ ۴۸ء میں آرمینیا اور جارجیا پر۔ چنانچہ سلیمانِ اعظم (۱۵۲۰-۶۶) کے عہد میں ترکی سلطنت بغداد سے ہنگری تک پھیلی ہوئی تھی اور سارا یورپ ترکوں کے نام سے کانپتا تھا۔ بحیرۂ روم بھی اُن کے حلقۂ اقتدار میں رہا لیکن سنہ ۱۵۷۱ء میں انہیں لیپانٹو کی بحری جنگ میں شکست ہوئی۔

سنہ ۱۵۱۷ء تُرک سلطان سلیم نے قاہرہ میں آخری عباسی خلیفہ سے خلافت کا عہدہ حاصل کیا۔ خلافت کے مفصلۂ ذیل پانچ دَور تھے (۱) خلافتِ راشدہ سنہ ۶۳۲ء تا سنہ ۶۶۱ء

(۲) بنی اُمیہ ۶۶۱ء تا ۷۵۰ء (۳) عباسیہ ۷۵۰ء تا ۱۲۵۸ء (۴) عباسی خلفاء زیر اثر مملوک سلاطینِ مصر ۱۲۶۱ء تا ۱۵۱۷ء (۵) ترک سلاطین ۱۵۱۷ء تا ۱۹۲۴ء۔ ۱۹۲۴ء میں ترکوں نے خلافت کو ختم کر دیا۔

۱۵۲۶ء۔ بابر نے ہندوستان پر حملہ کر کے مُغلیہ سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ یکے بعد دیگرے چھ زبردست فرماں روا تختِ سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے جن کے عہد میں تقریباً دو سو سال (۱۷۰۰ء) تک ملک میں پورا امن و امان قائم رہا اور ایسی ترقی ہوئی کہ صدیوں تک یہاں دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ ملکی نظم و نسق ایسی مضبوط بنیادوں پر رکھا گیا کہ آج تک اُس کی بہت سی خصوصیات حکومت کا جُزو ہیں۔

۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء اکبر کا عہد جس نے حکومت کی توسیع و استحکام اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتحاد کے لئے عملی ذرائع اختیار کئے۔ اُس کے دَورِ حکومت میں ابوالفضل و فیضی سے مصنّف، عرفی سا شاعر، ٹوڈرمل سا مدبّر اور تان سین سا موسیقی دان پیدا ہُوا۔ اکبر سلیمانِ اعظم شاہ عباس اور ملکہ الزبتھ

کا ہم عصر تھا۔

۱۵۸۶ء تا ۱۶۲۸ء۔ شاہ عباس صفوی جس نے آزاد ایرانی مملکت کی بنیادوں کو مستحکم کیا۔ اپنی بہادری سرگرمی اور ترقی پسندی میں وہ ایرانی بادشاہوں میں یکتا تھا۔ ۱۶۳۱ میں مغل شہنشاہ شاہجہاں نے تاج محل تعمیر کرانا شروع کیا۔ یہ عظیم الشان مقبرہ جو اسلامی فن تعمیر کی بہترین یادگار ہے ۱۶۴۳ء میں مکمل ہوا۔

۱۶۵۸ء تا ۱۷۰۷ء۔ اورنگ زیب کا عہد جس میں مغل سلطنت اپنے معراج کمال پر تھی۔ اس کی جفاکشی، معاملہ فہمی اور ہمت و استقلال کا دشمنوں کو بھی اعتراف ہے۔ وہ ہندوستان اور دنیائے اسلام کا آخری بڑا بادشاہ تھا۔

۱۷۹۲ء۔ محمد بن عبدالوہاب (۱۷۰۶ تا ۱۷۹۲) (مولد عُنیہ، عرب) وہابی تحریک کا بانی مبانی جس نے زوال یافتہ اسلامی دُنیا میں پہلے پہل ایک نئی روح پھونکی۔

۱۷۵۷ء تا ۱۸۵۷ء۔ انگریزوں نے ہندوستان کی اسلامی سلطنت میں اپنے قدم جمائے ۱۷۵۷ء میں پلاسی کی لڑائی ہوئی ۶۵ء میں بکسر کی۔ ۱۸۰۳ء میں وہ دہلی میں داخل ہوئے اور ۱۸۵۷ء میں وہ باقاعدہ طور پر سارے ملک میں حکمراں

ہو گئے۔

۱۶۸۳ء۔ ترکوں نے ویئنا کا محاصرہ کیا لیکن ناکام رہے۔ رُوس آسٹریا پوپ، وینس وغیرہ نے اُن کے خلاف ایک مسیحی متحدہ محاذ قائم کیا۔ اِس کے بعد اُن کو شکستیں ہوئیں اور گو ۱۶۹۸ء میں انہوں نے آسٹریا کو اور ۱۷۹۹ء میں نپولین کو عکّہ میں پچھاڑا لیکن وُہ یورپ کی متحدّہ طاقت کے سامنے بتدریج پسپا ہوتے گئے۔

۱۸۲۸ء رُوس نے ترکی کے خلاف جنگ شروع کی۔ ۱۸۵۳ء میں ترکی کو رُوس کے ساتھ کریمیا کی لڑائی لڑنی پڑی اور ۱۸۷۷ء میں پھر روس اور ترکی میں جنگ ٹھن گئی۔ اِن پے در پے لڑائیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ترکی کو اپنا بہت سا علاقہ چھوڑنا پڑا۔

۱۸۴۴ء تا ۱۹۰۱ء افغانستان کے دُور اندیش فرماں روا امیر عبدالرحمٰن کا دورِ حکومت۔

۱۸۵۹ء سید محمد بن علی السنّوسی (۱۷۹۱ تا ۱۸۵۹) (مولا ترش الجریا) سنوسی تحریک کا بانی۔ یہ زیادہ تر اسی مذہبی و معاشری تحریک کی وجہ تھی کہ اسلام سوائے جنوب کے تقریباً سارے

افریقہ پر چھا گیا۔ چنانچہ آج وہاں کی نصف سے زائد آبادی مسلمان ہے۔

۱۸۶۶ء روسی قبضہ تاشقند پر پھر سمرقند (۱۸۶۸ء) اور بخارا (۱۸۷۰ء) پر۔ ۱۹۲۰ء سے سویٹ روس کا اقتدار ہوا۔

۱۸۳۰ء فرانس نے الجیریا پر قبضہ کیا پھر طونس (۱۸۸۲ء) اور مراکش پر (۱۹۱۲ء)

۱۸۶۹ء مرزا اسداللہ خاں غالب (۱۷۹۷ تا ۱۸۶۹) (دھلوی) اُردو زبان کا سب سے بڑا شاعر جس نے اُردو نظم و نثر کو چار چاند لگا دیئے۔ اس کی علمیت، اخلاق، خودداری، ظرافت اور فراخ حوصلگی قابلِ داد تھی۔

۱۸۷۱ء سوڈان میں مہدی کی بغاوت انگریزوں کے خلاف۔

۱۸۸۲ء عربی پاشا نے مصر میں ۱۸۵۹ء سے اپنی سیاسی سرگرمی جاری رکھی۔ انگریزوں نے آکر اُسے ۱۸۸۲ء میں ملک بدر کر دیا۔ انگریز مصر پر قابض رہے یہاں تک کہ اُنہوں نے جنگِ عظیم شروع ہونے پر اُسے باقاعدہ طور پر اپنی "حمایت" میں لے لیا (۱۹۱۴ء)

۱۸۹۷ء جمال الدین افغانی (۱۸۳۸ء تا ۱۸۹۷ء) (اسد آباد)

ضلع کابل جس نے پہلے پہل یورپ کی اسلام دشمنی اور جارحانہ روش کے خلاف آزادی کا جھنڈا بلند کیا اور کل اسلامی تحریک جاری کی جس کا ترکی، مصر، افغانستان، ہندوستان وغیرہ پر بہت اثر پڑا۔

۱۸۹۸ء سر سید احمد خاں دہلوی ۱۸۱۷ تا ۱۸۹۸ جس نے ہندوستان کے پسماندہ مسلمانوں کو بیداری کا پیغام دیا۔ اُنیسویں صدی میں اُن کا سب سے بڑا لیڈر تھا۔ سر سیّد نے مسلمانوں کو مغربی تعلیم و تہذیب سے رُوشناس کیا، معاشرتی اصلاح کی طرف توجہ دلائی اور اُن میں قومی یگانگت کا احساس پیدا کیا۔ ۱۸۷۵ء میں اُس نے علی گڑھ کالج کی بنیاد ڈالی جو بعد میں یونیورسٹی کے درجے تک پہنچ گیا۔ سر سیّد کی جماعت میں بہت سے مقتدر مسلمان جمع ہو گئے، جن میں حالی (۱۸۳۷ تا ۱۹۱۴) محسن الملک، شبلی وغیرہ مشہور ہیں۔

۱۹۰۴ء برطانیہ اور فرانس کا معاہدہ جس کی رُو سے مصر برطانیہ کے حلقۂ اثر میں آیا اور مراکش فرانس کے حلقے میں۔ ۱۹۰۷ء میں برطانیہ اور رُوس نے ایران کی تقسیم کے متعلق سمجھوتا

کیا۔ ۱۹۱۱ء میں اطالیہ نے طرابلس پر قبضہ کیا اور ۱۹۱۲ء میں بلقانی ریاستوں نے مل کر ترکی پر حملہ کر دیا۔

۱۹۰۶ء۔ ایران میں انقلاب اور دستوری حکومت کا قیام۔ ترکی میں ۱۹۰۸ء میں ترکانِ احرار نے انقلاب پیدا کیا۔

ہندوستان میں آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام۔ ۱۹۱۶ء میں انڈین نیشنل کانگرس نے مسلم لیگ سے "میثاق" کیا۔ لیکن ۱۹۳۷ء میں اُس سے رُوگردانی کر لی مسلم لیگ نے ۱۹۴۰ء میں مسلمانانِ ہند کے سامنے "پاکستان" کا نصب العین رکھا۔ لیگ عوام کی زبردست تحریک بن گئی اور سب مسلمان اُس کے جھنڈے تلے منظّم و متحد ہوتے گئے۔ اکثر غیر مسلم بھی اب لیگ کو مسلمانوں کی نمایندہ جماعت ماننے لگے اور پاکستان کے نصب العین کو قابلِ غور سمجھنے لگے چنانچہ ۴۵ء میں مسلم لیگ کا صدر قائدِ اعظم محمد علی جناح اسلامی ہند کا بے تاج بادشاہ سمجھا جانے لگا۔

۱۹۱۰ء۔ شرق الہند میں "سرکیت اسلام" (اسلامی برادری) کی سیاسی تحریک شروع ہوئی۔ ۱۹۱۶ء میں ڈچ حکومت نے مسلمانوں کی عام شورش سے متاثر ہو کر خود اختیاری حکومت دینے کا

وعدہ کیا۔ اور ۱۹۱۸ء میں ایک عوامی کونسل وضع کی گئی لیکن
وہ عوام کو مطمئن نہ کر سکی اور ۲۷-۱۹۲۶ء میں جا بجا بلوے
ہوئے جنہیں حکومت نے سختی سے فرو کیا۔ اِس کے باوجود
قومی تحریک تیزی سے بڑھتی اور پھیلتی گئی۔

۱۹۱۲ء میں مسلمانانِ چین نے جمہوریۂ چین کے قیام میں خاصا حصہ لیا
جس کے باعث چین کے جھنڈے میں اُن کی نمائندگی ایک
پانچویں دھاری سے ظاہر کی گئی۔

۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء پہلی جنگِ عالمگیر جس کے خاتمے پر ترکی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا
اور دولِ یورپ نے دوسرے اسلامی ممالک کی آزادی بھی سلب
کر لی۔ علاوہ پرانے مقبوضات کے مصر، ایران، افغانستان
مراکش، عرب اُن کے حلقۂ اثر میں شامل ہو چکے تھے، اب
شام، عراق، فلسطین، شرقِ اردن اِن سب پر بھی انتداب
کا جال پھیلایا گیا۔ لیکن جنگ نے جو آزادی کی لگن سب کے
دل میں لگا دی تھی مشرق میں اُس کا سب سے زیادہ اثر اسلامی
ملکوں پر ہوا اور اُنہوں نے یکے بعد دیگرے مغرب کے تسلّط
کا جُوا گردن سے اُتار پھینکا۔

۱۹۱۹ء تا ۱۹۲۲ء ترکی جنگِ آزادی۔ ترکی نے کمال اتاترک کی قیادت

میں باوجود یورپ کی شدید مخالفت کے مکمل آزادی حاصل کر کے اپنی جمہوریہ قائم کی۔ اور یورپ نے لوزان میں اُسے آزاد تسلیم کیا (جولائی ۲۳ء) اگست ۱۹۳۶ء میں مونٹرو کے معاہدے کے مطابق ترکی نے دردانیال کی قلعہ بندی کی۔ اتاترک نے پندرہ سال میں ترکی کو آزاد ترقی یافتہ قوموں کی صف میں لا کھڑا کیا۔ نومبر ۳۸ء میں اتاترک نے انتقال کیا۔ وُہ بلاشبہ عہدِ حاضر میں اسلامی دنیا کا سب سے بڑا آدمی گزرا ہے۔ دوسرے اسلامی ممالک پر ترکی کی کامیابی کا بے حد اثر پڑا۔ ۲۵ء میں ترکی اَور رُوس کا دوستانہ معاہدہ ہوا اَور ۳۸ء میں برطانیہ اور ترکی کا ۳۹ء میں فرانس نے اسکندرونہ ترکی کے حوالے کردیا۔

۱۹۱۹ء تا ۱۹۳۹ء۔ افغانستان میں امان اللہ (۱۹۱۹ء) ایران میں رضا شاہ (۲۵ء)، عرب میں ابنِ سعود (۳۶ء)، یمن میں امام یحییٰ (۳۴ء) نے خودمختار حکومتیں قائم کیں۔ ۲۱ء میں مراکش میں عبدالکریم (علاقہ ریف کے قائد) نے فرانس اور سپین کے خلاف آزادی کا جھنڈا بلند کیا۔ ۲۶ء میں

اُسے ملک بدر کیا گیا۔ ۲۵ء میں شام میں دروسی بغاوت
ہوئی۔ عراق کو ۳۲ء میں "خود مختار" تسلیم کیا گیا اور شام
کو ۴۱ء میں۔ لیکن فلسطین میں یہودی تحفظ کے بہانے
سے (۲۲ء سے) برطانوی انتداب کو قائم رکھا گیا۔ جس
کے باعث صورتِ حال بد سے بدتر ہو گئی چنانچہ یہ مسئلہ آج
تک لاینحل ہے۔ پہلی جنگِ عظیم کے خاتمے کے بعد مصر میں سیاسی
شورش برپا ہوئی۔ ۱۹۱۹ء میں مشہور مصری لیڈر زاغلول
کو گرفتار کیا گیا۔ لیکن ۲۲ء میں برطانیہ نے ظاہراً مصر
کی "آزادی" تسلیم کی اور زاغلول ۲۴ء سے ۲۷ء تک
وزیراعظم رہا۔ آخر ۱۹۳۶ء میں برطانیہ نے مصر کی "آزادی"
باقاعدہ طور پر تسلیم کر لی اور دونوں میں ایک معاہدہ ہوا گو
دوسری جنگِ عظیم شروع ہونے پر ۳۹ء میں مصر میں
پھر برطانوی غلبہ نظر آنے لگا۔

۱۹۳۴ء۔ ترکی، ایران، افغانستان اور عراق کے درمیان سعد آباد
کا معاہدہ ہوا۔ ۳۷ء میں سعودی عرب اور یمن میں معاہدہ
ہوا۔ ۳۱ء، ۳۵ء اور ۳۸ء میں مشترکہ کانفرنسیں
ہوئیں۔

۱۹۳۸ء۔ اقبالؒ (۱۸۷۳ء تا ۱۹۳۸ء) مولد سیالکوٹ، مسکن لاہور) جس نے اپنی بے مثل شاعری کے ذریعے ہندوستان کے غافل و مایوس مسلمانوں کے دلوں میں اسلامی قومیت کی حیات بخش رَو دوڑا دی۔" دیا اقبال نے ہندی مسلمانوں کو سوز اپنا!

۱۹۳۹ء۔ دوسری جنگ عالمگیر کا آغاز جس کے دوران میں آزاد اسلامی ملک دیر تک غیر جانب دار رہے لیکن آخر کار انہیں اتحادیوں کے ساتھ شریک ہونا پڑا۔ ۱۹۴۲ء میں اتحادی فوجیں شمالی افریقہ، شام، ایران وغیرہ میں اُتریں لیکن اِس وعدے کے ساتھ کہ اِن ملکوں کو آزادی کی نعمت سے محروم نہ کیا جائے گا۔

۱۹۴۴ء۔ عرب عورتوں کی کانفرنس قاہرہ میں (۱۴ دسمبر) فلسطین میں یہودی مداخلت پر احتجاج، نیز اس بات پر اصرار کہ اسلامی دُنیا میں عورتوں کو مردوں کے برابر حصّہ دیا جائے۔

۱۹۴۵ء۔ عرب ملکوں نے ایک عرب لیگ قائم کی اور بین الاقوامی کانفرنس میں ایک متحدہ محاذ پیش کرنے کا ارادہ کیا۔ عربوں کا اجتماع دمشق میں اور یہ عزم کہ فلسطین کے بارے میں مسلمان

عام جہاد کرنے کے لئے تیار ہیں (ستمبر) انڈونیشیا (جاوا سماٹرا وغیرہ) میں مسلم جمہوریہ کے "قیام" کا اعلان (۱۲ اکتوبر)

۱۹۴۶ء۔ ہندوستان کے انتخابات میں مسلم لیگ کی شاندار کامیابی (فروری) "آزاد" ہندوستان کے آئین کے متعلق برطانیہ کی سکیم (مئی) اور اس کے بعد ملک میں طاقت حاصل کرنے کے لئے کانگرس لیگ اور ہندو مسلمانوں کی کشاکش۔ جمعیت اقوام میں ایران کے احتجاج پر روس نے ایران سے اپنی فوجیں ہٹا لیں (مارچ تا مئی)۔ شام سے تمام "اتحادی" فوجیں ہٹ گئیں۔ اور وہ صحیح معنوں میں آزاد ہو گیا (اپریل) قائد اعظم محمد علی جناح کا رابطہ عرب رہنماؤں سے (دسمبر) ترکی کا منصوبہ مشرقِ وسطی کے اسلامی ممالک کے اتحاد کے بارے میں (۲۴ دسمبر) شرق اُردن کی آزادی کا اعلان (مارچ) ترکی اور عراق کا معاہدہ (مارچ)۔ لندن کی فلسطینی کانفرنس میں عربوں نے برطانوی تجاویز مسترد کر دیں (ستمبر)

۱۹۴۷ء۔ مصر نے جمعیتِ اقوام میں برطانیہ کے خلاف اپیل کی کہ وہ مصر کی آزادی میں خلل انداز ہے (اگست) پاکستان ایک آزاد مسلم مملکت بن گیا (۱۵ اگست) جس سے اسلامی

دُنیا کو بڑی تقویت پہنچی فلسطین کے متعلق جمعیتِ اقوام کی تحقیقاتی کمیٹی نے رپورٹ پیش کی جس کی رُو سے فلسطین کو تقسیم کرکے یہودیوں کو ملک کا بہترین حصّہ دے دیا گیا۔ (اگست) یہ رپورٹ منظور ہوگئی جس پر تمام اسلامی ممالک نے شدید ترین احتجاج کیا (دسمبر)

۱۹۴۸ء۔ جمعیتِ اقوام میں ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تنازعۂ کشمیر کا معاملہ پیش ہوا (جنوری) لیکن کشمیر میں جنگ سال بھر جاری رہی۔ پاکستان کے محبوب رہنما قائدِ اعظم محمد علی جناح کا انتقال (ستمبر) دُنیائے اسلام کا متفقہ فیصلہ کہ قائدِ اعظم عظیم ترین مسلم رہنما تھے۔ ڈچ حکومت نے انڈونیشیا میں بغیر جمہوری حکومت کو شامل کئے" ایک نام نہاد" وفاقی" حکومت قائم کر دی (مارچ) اور پھر جمہوریہ انڈونیشیا پر حملہ کرکے اُن کے دارالسلطنت پر قبضہ کر لیا (دسمبر) ہندوستان نے حیدرآباد پر حملہ کرکے اُس پر قبضہ کر لیا (ستمبر) آزاد فلسطین میں عربوں اور یہودیوں کے درمیان چھ سات ماہ جنگ جاری رہ کر عارضی صلح ہوئی (نومبر)

۱۹۴۹ء باوجود متعدد دقتوں اور کوتاہیوں کے اسلامی دُنیا میں آزادی اور ترقی کے لئے جدّوجہد جاری ہے اور باہمی اتحاد و تعاون کا جذبہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔

اسلامی فتوحات

فتوحات	تاریخ	کیفیت
مدینہ	۲۴ ستمبر ۶۲۲ء	پیغمبرِ اسلام کی ہجرت مکّہ سے ۱۵ ستمبر
کینٹن (چین)	۶۲۸ء	تبلیغ اسلام از ابوقبشہ
فتح مکّہ	رمضان ۸ھ جنوری ۶۳۰ء	آنحضرتؐ کا داخلہ مکّے میں
فتح عرب (ماسوا شمالی عرب)	۳۱-۶۳۲ء	آنحضرتؐ کے زمانے میں
جیرہ (شمالی عرب)	۶۳۳ء	حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں
فتح شام	۶۳۴ء	جنگِ یرموک میں رومیوں کو شکست حضرت عمرؓ کے زمانے میں
تھانہ (ہند) پہ حملہ	۶۳۶ء	(ابوالعاص عاملِ یمن) حضرت عمرؓ کے زمانے میں۔
فتح عراق	۳۶-۶۳۷ء	جنگِ قادسیہ میں ایرانیوں کو شکست حضرت عمرؓ کے زمانے میں

فتح مصر	سنہ ۶۴۰ء	حضرت عمرؓ کے زمانے میں
〃 ایران	سنہ ۶۴۲ء	جنگِ نہاوند حضرت عمرؓ کے زمانے میں
〃 قبرس	سنہ ۶۴۹ء	حضرت عثمانؓ کے زمانے میں
طرابلس۔ بلخ۔ کابل۔ غزنی	سنہ ۶۵۲ء	〃 〃 〃 〃
سندھ کا ایک حصہ۔ جزائر لیپان	سنہ ۶۶۵-۷۰ء	پہلے اموی خلیفہ معاویہ کے عہد میں
قیروان (مغربی افریقہ)	سنہ ۶۷۰ء	〃 〃 〃 〃 〃 〃
جزیرۂ کریٹ	سنہ ۶۷۳ء	عارضی قبضہ
بحرِ ادقیانوس تک (شمالی افریقہ)	سنہ ۶۷۵ء	عقبہ بحرِ اوقیانوس تک پہنچ جاتا ہے "بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے"۔
ماوراءالنہر کاشغر (وسط ایشیا)	سنہ ۷۱۵ء تک	خلیفہ ولید کے عہد میں
جزائر مجورقہ میورقہ (نزد سپین)	سنہ ۷۰۸ء	〃 〃 〃 〃
جبل الطارق	سنہ ۷۱۱ء	طارق بن زیاد نے یورپ کے ساحل پر اپنی فوج (۷۰۰۰) اُتار دی
سندھ و ملتان	سنہ ۷۱۲-۱۱ء	محمدؐ بن قاسم کا حملہ سندھ اور ملتان کی تسخیر

فتح ہسپانیہ	۷۱۲-۱۱ء	
قسطنطنیہ کا محاصرہ	۷۱۸-۱۶ء	محاصرہ کیا مگر ناکام رہے
ناربون رسیوائے وغیرہ (فرانس)	۷۲۰ء	(یزید ثانی) (۷۵۹ء میں ناربون کھو دیا)
ملایا	۷۰۰ء تا ۸۰۰ء	اسلامی تہذیب کا آغاز
تور (نزد پیرس)	۷۳۲ء	خلیفہ ہشام کے عہد میں (یہاں عربوں نے سخت شکست کھائی)
جزیرہ سارڈینیا۔ آرمینول (فرانس)	۷۳۴ء	خلیفہ ہشام کے عہد میں
جزیرہ صقلیہ	۸۲۳ء	۹۶۶ء میں مکمل تسخیر ۱۰۸۵ء تک حکمراں رہے۔
دوفینے، برگندی (فرانس)	۷۳۶ء	
جزیرہ کریٹ	۸۲۵ء	دوبارہ عرب تسلط تا ۹۶۱ء۔ پھر ترکی تسلط ۱۶۴۵ء تا ۱۸۹۸ء
جنوبی اطالیہ	۸۳۸ء	اغلبی خلیفہ مصر (اغلب) کے عہد میں۔

مضافات روما	۸۴۶ء اور پھر ۸۶۹ء	اغلبی خلفا محمدؐ اول و ثانی کے عہد میں
جزیرہ مالٹا	۸۶۹ء	(عرب حکومت تا ۱۰۹۰ء۔ یہاں مسلمان ۱۲۴۹ء تک رہے۔
جنوبی فرانس مارسیلز	۸۸۹ء	عرب دوبارہ داخل ہوئے (مارسیلز کا ایک حصہ اب تک عرب بازار کے نام سے مشہور ہے ا
سوئٹزرلینڈ	۹۰۶ء	یہاں دیر تک اُن کی آبادی جھیل کانسٹینس کے قریب رہی
ہند چینی	۱۰۰۰ء	مسلمان بادشاہ "ادولہ" کی حکومت
لاہور (پنجاب و ملتان)	۱۰۲۱ء	یہ علاقے غزنوی سلطنت میں شامل ہوئے۔ پنجاب ۱۰۲۱ء سے لے کر ۱۸۰۱ء تک اسلامی سلطنت کا حصہ بنا رہا۔
سومنات پر حملہ	۱۰۲۴ء	محمود غزنوی نے بُت شکن کا لقب پایا۔
دہلی (شمالی ہند)	۱۱۹۳ء	محمدؐ غوری اور اُس کے بعد قطب الدین

		ایبک کی فتوحات ۱۱۹۳ء سے ۱۸۰۳ء تک شمالی ہند میں (اور برائے نام ۱۸۵۷ء تک) اسلامی سلطنت رہی۔
بنگال و بہار	۱۱۹۷-۹۶ء	محمد بن بختیار نے بنگال کو فتح کیا۔ بنگال میں ۱۷۶۵ء تک اسلامی حکومت رہی۔
نیچے نربدا تک (ہندوستان)	۱۲۲۶ء سے ۱۲۳۶ء تک	التمش نے گوالیار اور اجین کو فتح کیا۔
سماٹرا	۱۲۹۷ء	اسلامی حکومت کے بانی کا انتقال
وسطِ ہند	۱۲۹۴ء تا ۱۳۰۵ء	علاؤالدین نے ایلچ پور گجرات اور مالوہ کو فتح کیا۔
جنوبی ہند	۱۳۰۶-۱۱ء	ملک کافور نے (علاؤالدین خلجی کے عہد میں) سارے جنوبی کو مدورا تک فتح کر کے راس کماری میں مسجد تعمیر کی۔ بعد میں جنوبی ہند کا کچھ حصہ

کھویا گیا۔ لیکن باقی حصّے پر بہمنی
خاندان دو صدیوں تک حکمراں رہا۔

گیلی پولی (حملہ)	۱۳۴۶ء	ترک حملہ
ملایا	۱۳۰۰ء تا ۱۴۰۰ء	سارے ملایا میں اسلام پھیل گیا۔
جنوب مشرقی یورپ	۱۳۵۸ء	ترک یورپ میں داخل ہوئے
البانیا	۱۳۸۹ء	ترکوں نے البانیہ تک کا علاقہ فتح کر لیا۔
کریمیا (جنوبی روس)	۱۴۲۰ء	مسلم خواتین کریمیا نے (جنوبی روس) کو فتح کر کے وہاں ۱۷۸۳ء تک حکومت کی۔
قسطنطنیہ	۱۴۵۳ء	محمدؐ فاتح کا کارنامۂ فتح
سماٹرا	۱۴۷۸ء	عربوں نے ملاکا سے آ کر سماٹرا فتح کیا۔
جنوبی اطالیہ پر حملہ	۱۴۷۹ء	ترکوں کا حملہ
ویٹنا کا محاصرہ	۱۵۱۹ء	ترک حملہ آور ناکام رہے
جاوا	۱۵۲۰ء	ساحلی ریاستوں کے مسلمان بادشاہو

		نے مل کر مجاپہت کی ہندو ریاست کو فتح کیا۔
جنوبی مشرقی یورپ	سنہ ۱۵۲۰ء تا سنہ ۱۵۶۶ء	ترکی سلطان سلیمان اعظم کی فتوحات ترکی سلطنت ہنگری سے دریائے نیل تک اور خلیج فارس سے بحر اوقیانوس تک پھیل گئی۔
بڈاپسٹ	سنہ ۱۵۲۸ء	
بلغراد ہنگری	سنہ ۱۵۴۱ء	
ارمینیا، جارجیا	سنہ ۱۵۴۸ء	
قبرص	سنہ ۱۵۶۶-۷۶ء	
شمالی و وسطی ہند	سنہ ۱۵۵۶ء تا سنہ ۱۶۰۵ء	اکبر نے ماسوائے دکن کے سارے ہند کو اپنے زیرنگین کر لیا۔
ویٹنا (کا محاصرہ)	سنہ ۱۶۸۳ء	لیکن ترک ناکام رہے
ہندوستان (باقی حصہ)	سنہ ۱۶۵۸ء تا سنہ ۱۷۰۷ء	اورنگ زیب نے تقریباً سارے ہندوستان کو فتح کر لیا۔
شمالی و وسطی افریقہ	سنہ ۱۸۴۸ء تا سنہ ۱۹۴۸ء	اشاعت اسلام جس کے باعث آج افریقہ کی نصف سے زیادہ آبادی مسلمان ہے (تقریباً ۷ کروڑ نفوس)

عہد حاضر میں اسلامی دنیا کی بیداری

اٹھارہویں صدی کے شروع میں جب اُدھر ترکوں کی اور اِدھر مغلوں کی طاقت سرنگوں ہوئی اور ایسا معلوم ہُوا کہ اب اسلام ہر حیثیت سے زوال پر آمادہ ہے تو عرب کے صحراؤں یعنی عین قلبِ اسلام کے اندر زندگی کی ایک برقی رو دوڑ گئی یعنی وہابی تحریک اٹھی جس سے بعد میں طرابلس کی سنوسی تحریک، ایران کی بابی تحریک اور ترکی و مصر و ہند کی اتحادِ اسلامی کی عالمگیر تحریک پیدا ہوئی ہمارے زمانے میں عرب میں ابنِ سعود کی سلطنت اور عروج وہابی تحریک ہی کی سیاسی شکل ہے۔ سنوسی تحریک نے بظاہر صرف اسلام کی کمزور اخلاقی و مذہبی حالت کو سنوارنے کا کام اپنے ذمّے لیا۔ لیکن فی الحقیقت یہ یورپ کی بڑھتی ہوئی جارحانہ قوت کا جواب بھی تھی۔ اُدھر یورپ کی فوجیں افریقہ کی طرف بڑھ رہی تھیں اِدھر شمالی افریقہ کے مسلمان اپنے ہزاروں لاکھوں عرب تاجروں اور دوسرے مبلغین کے ذریعے اشاعتِ اسلام سے افریقہ کو اسلام کے زیرِ نگیں کر رہے تھے یہاں تک کہ آج افریقہ کی نصف سے زیادہ آبادی مسلمان ہو چکی ہے۔

اسی سلسلے میں اُنیسویں صدی میں جمال الدین افغانی (۱۸۳۸ء تا ۱۸۹۶ء) نے مغربی شاہنشاہیت کے طوفان میں ڈوبتے ہوئے اسلامی ممالک کو اپنی سیاسی تبلیغ کی سعی پیہم سے اُبھارنے کی مسلسل کوشش کی۔ وہ پہلا مسلمان تھا جس نے مغرب کے خطرے کو شدت سے محسوس کیا۔ روسی مسلمان افغانستان، اسلامی ہند، مصر، ترکی سب نے اُس کی آواز سُنی، اس نے کہا کہ سرمایہ دار یورپ مشرق اور بالخصوص اسلامی ممالک کی تباہی پر تُلا ہوا ہے صلیبی لڑائیوں کا تعصب ابھی تک نہیں مٹا، مغربی طاقتیں اسلامی حکومتوں کو دیوالیہ بناتی ہیں لیکن جونہی یہ اپنی اصلاح پر آمادہ ہوتی ہیں وہ ان کے رستے میں طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالنے لگتی ہیں جسے یورپ ایشائی تعصب اور کٹرپن کہتا ہے اُسی کو وُہ اپنے ہاں قومیت اور حُبّ الوطنی کے نام سے تعبیر کرتا ہے، اِس صورت میں اتحادِ اسلامی ہی مسلمانوں کو تباہی سے بچا سکتا ہے۔

دولِ یورپ کا سیاسی و اقتصادی غلبہ جو ایک مدت سے اسلامی ممالک کو اپنے بوجھ تلے پیس رہا تھا اُنیسویں صدی میں دُگنا چوگنا ہو گیا۔ روس نے اِدھر ترکی پر (۱۸۵۳ء اور ۱۸۷۶ء) اپنے درپے حملے کئے اور اُدھر وسط ایشیا پر قبضہ جمایا۔ فرانس نے الجیریا (۱۸۳۰ء) طونس (۱۸۸۲ء) مراکش (۱۹۱۲ء) اور شام (۱۹۲۰ء) کو اپنی "حفاظت" میں لے لیا۔ اطالیہ نے طرابلس (۱۹۱۱ء) اور البانیہ (۱۹۳۹ء) پر ہاتھ صاف کیا۔ ڈچ پہلے ہی سے شرق الہند پر قابض

تھے، مگر انگلستان اِن سب سے بازی لے گیا اُس نے پہلے ہندوستان پر قبضہ کیا اور پھر اپنی اِس وسیع مشرقی سلطنت کی راہ صاف کرنے کے بہانے سے کئی اسلامی ممالک کو اپنی حراست میں لے لیا۔ ۱۹۰۴ء میں اُس نے فرانس سے سمجھوتا کیا کہ مراکش فرانس کے حصّے میں آئے گا اور مصر برطانیہ کے حصّے میں پھر ۱۹۰۷ء میں اِس نے روس سے مفاہمت کی کہ ایران کا شمالی حصّہ روس کو اور جنوبی حصّہ انگلستان کو ملیگا یوں بتدریج سوڈان، مصر، ایران، عرب، عراق، فلسطین سب ایک ایک کر کے برطانوی پنجے میں آ گئے۔ جنگِ عظیم کے خاتمے پر ترکی کا بھی خاتمہ کر دیا گیا جنگ آزادی کے نام پر لڑی گئی تھی لیکن اِس آزادی کے معنی مغرب کا تسلّط تھا نہ کہ مشرق کی آزادی۔

مغربی جبر و تشدّد کے اِس طویل سلسلے کو روکنے کے لئے دُنیائے اسلام میں جابجا انفرادی کوششیں ہوئیں اور اجتماعی تحریکات اُٹھیں۔ عبدالوہاب کی تحریک (۱۷۰۳ء) کا اُوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اُس کے بعد اُنیسویں اور بیسویں صدی میں اسلامی ممالک میں متعدد مصلحین و مفکّرین پیدا ہوئے۔ جمال الدین افغانی (افغانستان)، سعید حلیم ضیا گوک الپ (ترکی)، محمد عبدہ (مصر) شکیب ارسلان (شام)، اسمٰعیل بے (جنوبی روس)، سر سید احمد خاں اور علامہ اقبال (اسلامی ہند) اور دیگر اکابرِ ملّت نے جابجا قومی اصلاح اور اسلامی اتحاد کا نعرہ بلند کیا۔

سیاسی میدان میں ۱۸۸۱ء میں سوڈان میں مہدی نے بغاوت کا عَلم بلند کیا۔ مصر میں عربی پاشا اُٹھا لیکن اُسے ملک بدر کر کے (۱۸۸۲ء میں) انگریزی فوج نے ملک پر قبضہ کر لیا۔ زاغلول پاشا کو بھی ۱۹۱۹ء میں ملک سے نکال دیا گیا لیکن اُس کی مساعی سے وفد پارٹی نے ایسی طاقت حاصل کی کہ اُس کی موت (۲۷ء) کے بعد ۳۶ء میں انگلستان مصر کو ایک "مشروط" آزادی دینے پر مجبور ہو گیا، جسے مصر بالخصوص ۱۹۴۶ء سے غیر مشروط اَور وسیع تر کرنے پر اصرار کر رہا ہے۔

۱۹۲۱ء میں ریف کے مجاہد عبدالکریم نے مراکش میں بغاوت کی اَور اگرچہ وُہ مئی ۲۶ء میں قید کر لیا گیا لیکن آزادی کی آگ برابر سُلگتی رہی۔ ۴۴ء میں (فرانسیسی مراکش میں) "حزبِ استقلال" نے آزادی کا ایک منشور جاری کیا اَور ۴۶ء میں (ہسپانوی مراکش میں) قومی اصلاح کی پارٹی نے بھی جمعیتِ اقوام سے اپنی آزادی کا پُر زور مطالبہ کیا۔ ٹیونس اَور الجیریا میں فرانس باوجود اپنی اِس شر انگیز کوشش کے کہ عربوں کو فرانسیسی قومیت و ملوکیت میں جذب کر لیا جائے ناکام رہا اَور حریّت پرور رجحانات روز بروز اُبھرتے چلے گئے۔ جون ۴۶ء کے انتخابات میں الجیریا کی جمہوری پارٹی نے فرانس کی دستور ساز اسمبلی میں گیارہ نشستیں حاصل کر لیں اَور آزادی کے لئے زیادہ تن دہی سے کام کرنا شروع کر دیا۔ اِس سلسلے میں افریقہ کے شمالی

مسلم ممالک اور عرب لیگ میں ایک فطری لگاؤ کا اظہار ہو رہا ہے۔ اسی طرح ۲۵ء میں شام میں دُروسی باغی ہوئے اور ۱۹۲۰ء میں البانیہ نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ لیکن جنگِ عظیم کے بعد آزادی کی سب سے پہلی عظیم الشان کامیابی ترکی نے حاصل کی (۱۹۱۹ء اور ۱۹۲۳ء) اور کمال اتاترک کی قیادت میں اپنی شاندار جمہوریہ قائم کر کے (۲۳ء) اُسے ایک ترقی یافتہ ملک بنا دکھایا۔ اتاترک کے کارنامے نے دُنیا بھر کو حیرت میں ڈال دیا۔ برطانیہ اور فرانس جرمنی کو پچھاڑ کر گویا مشرق و مغرب کے مطلق العنان فرمان روا بن چکے تھے۔ اُن کی خسروانہ فرمائش پر یونان نے نہتّے ترکوں پر نہایت بے دردی سے حملہ کیا۔ اِس حال میں یونانیوں کی کامیابی یقینی تھی لیکن اس جنگ کا نتیجہ وُہ نکلا جو دوست دشمن کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آسکتا تھا۔ یونانیوں کو کھلی شکست ہوئی اور یورپ کی بڑی سے بڑی طاقتیں اتاترک کی ہمت و شجاعت اور تدبّر کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئیں۔ دنیائے حاضر نے ایسا نظّارہ کبھی کم دیکھا تھا۔ اسلامی قوموں پر اس کا بے حد اثر پڑا۔ پست حوصلے پھر بلند ہو گئے، ٹوٹی ہوئی اُمیدیں پھر بندھ گئیں۔ افغانستان میں امان اللہ (۱۹۱۹ء) ایران میں رضا شاہ (۱۹۲۶ء) عرب میں ابن سعود (۱۹۲۶ء) یمن میں امام یحییٰ (۳۲ء) نے خود مختار حکومتیں قائم کیں اور ۲۸ء میں البانیا میں شاہ زوغو نے

اپنی حکومت قائم کرلی لیکن ۱۹۴۶ء میں اُسے تخت سے اُتار دیا گیا اور وہاں ایک "عوامی جمہوریہ" کا قیام عمل میں آیا۔

عراق کو ۱۹۳۲ء میں "خود مختار" تسلیم کیا گیا اور شام ۱۹۴۶ء میں آزاد ہوا لیکن فلسطین میں "یہودی تحفظ" کی آڑ میں برطانوی "انتداب" ۱۹۴۷ء تک قائم رہا۔ اور جب ختم ہوا تو فلسطین کے ایک حصے میں ایک یہودی ریاست کا تحفہ، چھوڑ گیا۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ ہر چند ترکی اور عربی ممالک میں اپنی اپنی نئی قومیت کا جوش اُبھرا لیکن مغربی ملوکیت کے تشدّد نے انہیں یک جہتی اور باہمی اتحاد پر مجبور کر دیا "مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے"۔ ۱۹۳۷ء میں چار بڑی اسلامی ریاستوں (ترکی، ایران، افغانستان اور عراق نے) سعد آباد کا معاہدہ کیا۔ ۱۹۴۵ء میں عرب ممالک نے اپنی ایک عرب لیگ قائم کی تاکہ اُس کے ذریعے سے مغربی طاقتوں کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کرکے اپنی آزادی کو برقرار رکھ سکیں۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان کے قیام پر ہند والوں نے قتل و غارت کا بازار گرم کیا۔ ۱۹۴۸ء میں فلسطین کی تقسیم ہوئی اور انڈونیشیا میں ڈچ ملوکیت اور کشمیر میں ہندوستانی تشدّد کا مظاہرہ ہوا لیکن ان سب کے باوجود (بلکہ انہیں کے باعث) اسلامی ممالک میں جابجا اسلامی اتحاد اور باہمی ہمدردی کے جذبات اُٹھے۔ پچیس برس تک ترکی سے دوستی نباہنے کے بعد روس نے ۱۹۴۶ء میں اپنا رویّہ بدل لیا اور ترکی کے

بعض علاقوں پر حریصانہ نظریں ڈالنی شروع کیں۔ اس پر ترکی نے اِدھر اپنی فوجی طاقت میں اضافہ کیا اَور اُدھر برطانیہ اَور امریکہ سے تعلّقات بڑھائے تاکہ رُوس کے عزائم کا سدِّ باب کیا جاسکے۔

شمالی افریقہ و مغربی ایشیا کی یہ حالت تھی۔ اِدھر مشرق کے غلام ملکوں میں بھی اب غفلت و مایوسی اَور سکون و اطمینان کی جگہ مسلمانوں میں قومی بیداری اَور قومی خودداری پیدا ہوئی۔ چین میں اُنیسویں صدی کے اخیر میں ترکستان اَور یُونان میں مسلمانوں نے بغاوت کی اَور ۱۹۱۲ء میں چین میں جمہوریہ کے قیام میں وُہ دلی شوق سے ممُد و معاون ہوئے۔ چنانچہ چین کے جھنڈے میں اُن کی نمائندگی ایک پانچویں دھاری سے ظاہر کی گئی۔ اِس کے ساتھ اسلامی احساس اُن میں خوب فروغ پاتا گیا۔ چین کے پانچ کروڑ مسلمانوں کی بیشتر آبادی جو سنکیانگ میں آباد ہے کم از کم صوبائی خود مختاری حاصل کر چکی ہے (۴۶-۱۹۴۵ء) اَور اپنی مکمل آزادی اور اسلامی ممالک سے رابطے کی خواہاں نظر آتی ہے۔

چین کی طرح دوسرے غیر مسلم ممالک میں بھی باوجود نامساعد حالات کے کے مسلمانوں میں اپنی قومی ہستی کا احساس ترقی پر ہے۔ رُوس نے ہر چند کوشش کی کہ اسلامی عقائد کی گرفت ڈھیلی پڑ جائے اور دوسری جنگِ عظیم میں اَور اُس کے بعد اُس نے رُوسی مسلمانوں پر کئی قسم کی سختیاں بھی کیں۔

لیکن وُہ اسلام کی راہ سے نہ ہٹے۔ ملایا میں تیس چالیس لاکھ مسلمان ہیں اور سیام میں تین لاکھ۔ انڈوچائنا میں ایک لاکھ مسلمان ہیں جو جابجا منتشر ہیں لیکن یہاں بھی اُن میں ایک طرح کی رُوحانی یگانگت پائی جاتی ہے۔ جزائر فلپائن میں مسلمانوں کی آبادی پونے سات لاکھ کے قریب ہے۔ اسپین نے اپنی سلطنت کے زمانے میں یہاں لاکھوں مسلمانوں کو تہ تیغ کیا لیکن باوجود اِن مظالم کے اسلام یہاں ناپید نہ ہوسکا۔ یہاں کے مسلمان آج بھی مُور (موریس) کہلاتے ہیں۔

جزائر شرق الہند میں جہاں چھ کروڑ مسلمان آباد ہیں ۱۹۱۰ء میں سرکیت اسلام (اشتراکیہ۔ برادری) کی زبردست انجمن قائم ہوئی۔ یکم نومبر ۲۲ء کو پہلی کل اسلامی کانگرس منعقد ہوئی جو خاص طور پر آل انڈیا مسلم لیگ کے نمونے پر بنائی گئی۔ اِس کانگرس نے مصطفےٰ کمال کے نام اپنی وفاداری کا ایک تار بھیجا۔ یوں شرق الہند کے مسلمانوں نے اسلامی دُنیا سے ایک خاص تعلق پیدا کرلیا۔ یہ دلچسپ بات ہے کہ جنگِ عظیم کے دوران میں ۱۹۱۶ء میں ڈچ حکومت نے مسلمانوں کی عام شورش سے متاثر ہوکر خود اختیاری حکومت دینے کا اعلان کیا بالعینہٖ جس طرح بعد میں برطانیہ نے اگست ۱۹۱۷ء میں ہندوستان کو خود اختیاری حکومت دینے کا اعلان کیا۔ ۱۹۱۸ء میں بٹیسویا میں ایک "عوامی کونسل" بنائی گئی جس کے خلاف عوام نے احتجاج کیا کہ یہ نہ صحیح معنوں میں عوامی ہے اور نہ کونسل ہے۔ ۲۶-۲۷ء میں زبردست بلوے ہوئے جنہیں ڈچ حکومت

نے نہایت سختی سے فرو کیا۔ لیکن قومی تحریک برابر بڑھتی اور پھیلتی گئی۔ ایک قومی بنک اور قومی تعلیم کا ایک ادارہ قائم کیا گیا اور اس کے بعد کئی اور قومی انجمنیں اور ادارے بھی قائم ہوئے

دوسری جنگِ عالمگیر کے خاتمے پر جاپانی شکست کے بعد جاوا کے مسلمانوں نے ڈچ حکمرانوں کو باوجود اُن کے انگریز حلیفوں کی امداد کے کم از کم عارضی طور پر مجبور کر دیا کہ وہ انڈونیشا کی آزاد مسلم جمہوریہ کا قیام تسلیم کریں۔ اور گو ۱۹۴۸ء میں وہ اپنے وعدے سے پھر کر تشدد پر اتر آئے لیکن انڈونیشی محبانِ وطن کی مسلسل مساعی انڈونیشیا کو جلد آزاد مسلم اقوام کے زمرے میں شامل کر کے رہینگی۔

اِدھر اسلامی ہند دس کروڑ مسلمانوں کا وطن پچھلے سو سال میں بیدار ہو کر قومی تنظیم کے کئی مرحلے طے کر چکا ہے۔ جب ہندوستان اپنی طوائف الملوکی اور برطانیہ کی ملوکیت پرستی کے طفیل اپنی آزادی کھو بیٹھا اور اسلامی حکومت کی برکتوں سے محروم ہو گیا تو شروع شروع میں مسلمانانِ ہند ذلت کے ایک گہرے گڑھے میں گر گئے۔ لیکن آہستہ آہستہ اُن میں اپنی پستی کا احساس پیدا ہوا اور وہ اُبھرے۔ سید احمد بریلوی نے اُن میں معاشرتی و مذہبی آزادی کی تحریک شروع کی۔ غدر کے بعد سر سید نے اپنی تعلیمی تحریک کی صورت میں مسلمانوں کو جدید علوم و فنون سے بہرہ ور کر کے اُنہیں قومی حیثیت سے مضبوط بنایا۔ بیسویں صدی کے شروع میں مسلمانوں نے محسوس کرنا شروع کیا کہ اگر وہ اپنی جدا تنظیم

نہ کریں گے تو .. برطانوی حکومت اور ہندو قومیت کے شکنجے میں دب کر بالکل تباہ ہو جائیں گے۔ یوں آل انڈیا مسلم لیگ ۱۹۰۶ء میں وجود میں آئی جس نے ہندوستان میں مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ اپنے ذمے لیا اور اخیر میں قوم کے سامنے پاکستان کا وہ شاندار نصب العین پیش کیا جس سے اسلامی ہند میں ایک نئی زندگی کا ظہور ہوا یہاں تک کہ اگست ۴۷ء میں دنیا کی سب سے بڑی مملکت معرض وجود میں آگئی۔ اسلامیانِ ہند کے سامنے پہلے پہل علامہ اقبال نے ایک جداگانہ قوم و ملک کا تصور رکھا جسے قائدِ اعظم محمد علی جناح نے باوجود ہزار مشکلات کے اپنے عدیم المثال تدبر، دُور اندیشی اور جرأت سے عملی جامہ پہنا کر دنیا بھر کو حیرت میں ڈال دیا۔

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے پہلی عالمگیر جنگ کے بعد جب اسلامی ممالک کی آزادی ختم کر دی گئی اور بظاہر اسلام کی سیاسی و معاشری طاقت سرنگوں ہو گئی تو دنیا بھر کے مسلمانوں میں سیاسی و اقتصادی آزادی اور اسلامی اتحاد و ہمدردی کے پُر زور جذبات پیدا ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ معاشری اور عقلی آزادی کے احساس کا پیدا ہونا ایک فطری امر تھا چنانچہ صحیح مذہبی حس پھر بیدار ہوئی لیکن اس طرح کہ قدامت پرستی اور دقیانوسیت کا بھی قلع قمع ہو گیا۔ اور دینی و دنیوی علوم میں تحقیق و تفتیش کی رُوح پھر کام کرنے لگی۔ اُدھر حلقۂ معاشرت میں غیر اسلامی غلامانہ اثرات کی روک تھام ہوئی

عورتوں میں اپنے جائز حقوق کے حصول کا خیال پیدا ہوا اور نوجوانوں میں اپنے وطن کی ترقی کا بے پناہ جذبہ اُبھرا۔ اسلامی پریس نے دن دُونی رات چوگنی ترقی کی، اسلامی زبانوں میں علم وادب کو فروغ ہوا، جابجا علمی وادبی انجمنیں بنیں، غیر زبانوں سے تراجم ہونے لگے کئی جگہ جبری تعلیم کی طرف رجوع ہوا، زراعتی سائنسی اور صنعتی تعلیم پر زور دیا گیا، نئی یونیورسٹیاں اور کالج قائم ہوئے غرض عہدِ حاضر کے علوم وفنون کو رائج کرنے اور جدید طرز زندگی سے فیض یاب ہو کر ترقی کے ہر میدان میں قدم بڑھانے کی مہم کامیابی سے شروع ہو گئی۔

اکثر اسلامی ممالک نے سمجھ لیا کہ اگر انہیں آج کل کی دُنیا میں عزّت کی زندگی بسر کرنی ہے تو انہیں دقیانوسیت اور سستی وزیاں کاری کو خیرباد کہہ کر اپنی تمدّنی معاشرتی اور اقتصادی زندگی کو موجودہ ضروریات کے مطابق از سرِ نو منظّم کرنا ہوگا۔ ریڈیو، سینما تھیئٹر اور کئی قسم کے اور معاشرتی وثقافتی ادارے قائم ہوئے نئی سڑکیں بنیں اور ہوائی آمد ورفت بڑھی۔ قدرتی وسائل سے استفادہ کرنے اور صنعت وحرفت کو فروغ دینے جہالت وغربت کو دور کرنے اور مزدوروں اور کسانوں کی حالت کو بہتر بنانے کی طرف توجہ ہوئی ترکی اور مصر مہذّب زندگی کے کئی شعبوں میں مصروفِ کار ہو گئے لیکن ایران وشام بلکہ افغانستان بھی غافل نہ رہے۔ پاکستان نے اپنی تشکیل کے پہلے ہی دو برس میں حیرت انگیز ترقی کی (۱۹۴۷ء-۱۹۴۹ء) اور تو اور عرب بھی جو محض

"جہاں سے الگ اک جزیرہ نما" تھا الگ تھلگ نہ رہا۔ قصہ کوتاہ اکثر اسلامی ملکوں میں ایک نئی زندگی کا دور دورہ ہوا جو ایک قومی و ملی انقلاب کا حامل تھا۔

ڈیڑھ سو سال سے یورپ کی تہذیب اور اُس کے خیالات دُنیا بھر پہ اثر انداز ہو رہے ہیں۔ اسلامی دُنیا بھی اِن خیالات سے متاثر ہوئی اور اسلامی رہنماؤں نے تاڑ لیا کہ اگر وُہ یورپ کی دست بُرد سے اپنے تمدّن کو بچانا چاہتے ہیں تو لازم ہے کہ دُہ خذ ما صفا دع ما کدر (اچھی چیز لے لو اور بری چیز چھوڑ دو) پر عمل کرتے ہوئے قوم کو ہر ضروری اصلاح پر آمادہ کریں اور پھر یورپ ہی کے ہتھیاروں سے یورپ کے جبر و طمع کا مقابلہ کر کے صحیح معنوں میں آزاد ہو جائیں۔ مسلمان عوام اپنی غفلت سے جاگے اور اسلامی ممالک میں ترقی کی متعدد تحریکات شروع ہو گئیں جو فی الحقیقت ایک طرف قدامت پرستی اور دوسری طرف ملوکیت و سرمایہ داری کے خلاف صحیح اسلامی جمہوریت کا ایک زبردست مظاہرہ ہیں۔ بلاشبہ اسلامی دُنیا کی یہ بیداری عہدِ حاضر کی تحریک آزادی کا ایک روشن کارنامہ ہے۔ یہ جدّوجہد اب ختم نہ ہو گی بلکہ باوجود عارضی ناکامیوں اور دقتوں اور رکاوٹوں کے برابر جاری رہے گی اور تمام مسلمان قوموں کے لیے صحیح معنوں میں حیات بخش ثابت ہو گی۔ مخالف طاقتوں نے اسلام کو مٹانا چاہا لیکن اسلام اور اُبھرا۔

دُنیا کی مُسلم آبادی

دُنیا کی کُل آبادی تقریباً۔ ۲۱،۷۴،۰۰،۰۰،۰۰۰

دُنیا کی آبادی بلحاظ مذاہب (اندازاً)

عیسائی	۷۸،۰۰،۰۰،۰۰۰ کروڑ
بُدھ	۴۹،۰۰،۰۰،۰۰۰ "
مُسلمان	۴۰،۰۰،۰۰،۰۰۰ "
ہندو	۲۵،۰۰،۰۰،۰۰۰ "
دیگر مذاہب	۲۰،۶۵،۲۰،۰۰۰ "

دُنیا کی مُسلم آبادی (اندازاً)

بلحاظِ برّاعظم	۴۰،۰۰،۰۰،۰۰۰ کروڑ
ایشیا	۳۱،۰۶،۰۰،۰۰۰ "
افریقہ	۸،۶۴،۰۰،۰۰۰ "
یورپ	۳۹،۱۵،۰۰۰ "
اوشینیا	۱۰،۰۰،۰۰۰ "
امریکہ	۴،۰۰،۰۰۰ "

عالمِ اسلام

آبادی

لی اعداد سے وہ سن مقصود ہیں جن میں یہ ملک فتح ہوئے یا
وہاں مسلمان پہنچے۔
کے اعداد سے موجودہ صحیح آبادی کا اظہار مقصود ہے۔

امریکہ

جس کے معنی یہ ہیں کہ اسلامی آبادی دُنیا کی آبادی کا پانچواں حصّہ ہے یعنی دُنیا میں ہر پانچواں آدمی مُسلمان ہے۔

غیر مسلم ۳ لاکھ	(۱) ترکی	۱,۸۸,۶۰,۲۲۲	
" ۱۵ ہزار	مصر	۱,۹۰,۹۰,۴۴۸	
	شام ولبنان	۳۹,۱۸,۱۵۶	
	عراق	۴۶,۱۱,۳۵۰	
	عربی فلسطین	۱۱,۴۳,۳۳۶	
	شرقِ اُردن	۳,۴۰,۰۰۰	
	سعودی عرب	۶۵,۰۰,۰۰۰	
	یمن	۳۵,۰۰,۰۰۰	
	ایران	۱,۵۰,۰۰,۰۰۰	
	افغانستان	۱,۰۰,۰۰,۰۰۰	
پاکستان	مشرقی پاکستان	۴,۶۹,۲۱,۰۰۰	۸۱۶ ۳۱۰۰۰
	مغربی پاکستان	۳,۴۷,۱۰,۰۰۰	
	میزان کل	۱۶,۴۵,۹۴,۵۱۲	

غیرمسلم	(۲) عرب کی چھوٹی ریاستیں	۱۵,۰۰,۰۰۰
	طرابلس	۱۰,۰۰,۰۰۰
۲۲ لاکھ	طیونس	۲۶,۰۸,۳۱۳
۵۵ "	الجیریا	۷۲,۳۴,۶۸۴
۳ "	مراکش	۹۵,۹۱,۸۹۷
	میزان کل	۲,۱۹,۳۴,۸۹۴

(۳) ہندوستان	۳۵,۰۰,۰۰,۰۰۰ "
شرق الہند	۶,۰۰,۰۰,۰۰۰ "
چین	۵۰,۰۰,۰۰,۰۰۰ "
سوویٹ روس	۲,[illegible]۰,۰۰,۰۰,۰۰۰ "
میزان کل	۱۷,۰۰,۰۰,۰۰,۰۰۰

(نوٹ) (۱) اور (۲) میں تقریباً ½۱ کروڑ آبادی غیر مسلم ہے۔

(۴) شرق الہند (برطانوی)	۴,۲۳,۰۰۰
سیلون	۶,۰۰,۰۰۰
ملایا	۲۵,۰۰,۰۰۰
سیام (تھائی لینڈ)	۶,۲۶,۹۰۷
ہند چینی	۵,۰۰,۰۰۰
جاپان	۱,۰۰۰
میزان کل	۴۷,۴۹,۹۰۷

(۵) دیگر افریقی غیر آزاد ممالک

مقبوضات فرانس	۲,۲۹,۰۰,۰۰۰
〃 برطانیہ	۱,۷۳,۰۰,۰۰۰
〃 پرتگال	۱۳,۰۰,۰۰۰
ابی سینیا	۵۰,۰۰,۰۰۰
لائبیریا وغیرہ	۱۲,۰۰,۰۰۰
صومالی لینڈ	۱۳,۵۰,۰۰۰
میزان کل	۵,۹۰,۵۰,۰۰۰

(۶) یورپ، اوشنیا، امریکہ (مسلم آبادی) ۳,۰۰۰ [illegible] ۴،۴

جغرافیائی حیثیت سے اسلامی دُنیا کو ایک خاص مرکزیت حاصل ہے۔ وُہ مشرق و مغرب کے عین درمیان واقع ہے گویا اُن کی جائے اتّصال ہے۔ اُس کے سات بڑے حصّے کئے جا سکتے ہیں جس میں سات نسلیں آباد ہیں اور جہاں سات مختلف بڑی زبانیں بولی یا سمجھی جاتی ہیں۔ پہلے حصّے میں، جو ایران کی سرحد سے بحرِ اطلانتک تک پھیلا ہوا ہے، عربی بولنے والے عرب آباد ہیں جن کی آبادی تقریباً چھ کروڑ ہے۔ دوسرے حصّے میں، جو چین کی سرحد سے شروع ہو کر یورپین ترکی جنوبی رُوس اور بلغاریہ وغیرہ کی حد پر ختم ہوتا ہے، تورانی نسل کے ترکی زبانیں بولنے والے ترک و تاتار آباد ہیں جن کی آبادی تقریباً پانچ کروڑ ہے۔ تیسرے حصّے میں، جو ایران و افغانستان پر مشتمل ہے، فارسی بولنے والے افغان اور ایرانی ہیں، جن کی آبادی ڈھائی کروڑ ہے۔ چوتھے حصّے میں، جو شمالی و وسطی ہندوستان پر مشتمل ہے، اُردو بولنے اور سمجھنے والے پاکستانی و ہندوستانی مُسلمان ہیں جن کی تعداد دس کروڑ کے قریب ہے۔ پانچویں حصّے میں چینی بولنے والے پانچ کروڑ چینی ہیں۔ چھٹے حصّے شرق الہند میں ملایا زبانیں بولنے والے چھ کروڑ شرق الہندی ہیں اور ساتویں حصّے میں افریقی زبانیں بولنے والے پانچ کروڑ حبشی اور عرب ہیں۔ باقی ایک آدھ کروڑ مسلمان دُنیا کے مختلف اطراف میں پھیلے ہوئے ہیں۔

سیاسی حیثیت سے نگاہ ڈالی جائے تو اس وقت گیارہ آزاد مسلم ریاستیں
ہیں جن کی آبادی سولہ کروڑ کے قریب ہے۔ گویا اسلامی دنیا کا بمشکل نصف حصہ آزاد
ہے۔ ایک چوتھائی حصہ یورپی سلطنتوں بالخصوص برطانیہ، ہالینڈ اور فرانس وغیرہ
کے قبضے میں ہے۔ اور ایک چوتھائی حصہ ہندوستان، چین اور روس میں آباد ہے۔
پچیس کروڑ محکوم مسلمانوں کی آزادی کا مسئلہ بلاشبہ دنیائے حاضر کے اہم ترین مسائل
میں سے ہے۔ اگر نئے نظام عالم میں حق خود اختیاری کی بخشش ہونے والی ہے تو
یقیناً اس کے سب سے زیادہ مستحق مسلمان ہیں۔ اسی سلسلے میں پہلی اشد ضرورت اس
امر کی ہے کہ دول مغرب موجودہ آزاد مسلم ممالک میں دخل دینے اور وہاں اپنے اپنے
سیاسی تمدنی یا تجارتی حلقہ ہائے اثر قائم کرنے کی مذموم عادت ترک کر دیں
اس کے ساتھ غلام اور پسماندہ اقوام پر خود اختیاری کا اصول عملاً نافذ کیا جائے اور
اُن کو محض یورپی "حمایت" میں لینے کا بوجھ سر سے اُتار دیا جائے۔ اسی طرح علاوہ
کئی چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستوں (البانیا، آذربیجان وغیرہ) کے کم از کم پانچ بڑے
آزاد ملک وجود میں آسکتے ہیں۔ مغربی چین اور مشرقی روس کے پانچ کروڑ مسلمان
اپنی علیحدہ حکومتیں قائم کر کے وسط ایشیا میں پھر تہذیب کی روشنی پھیلا سکتے ہیں۔
اِدھر شرق الہند کے چھ کروڑ باشندے ایک نئے ملک کی داغ بیل ڈال سکتے ہیں
افریقہ میں طرابلس، طونس، الجیریا اور مراکش ۱ ۳/۴ کروڑ مل کر بحیرۂ روم کی ایک نئی
طاقت بن سکتے ہیں۔ اور مغربی افریقہ کے تین کروڑ اور مشرقی افریقہ کے دو کروڑ

مسلمان حبشی عرب اور سمالی اب بجائے یورپی طاقتوں کے عرب حکومتوں کے "زیر حمایت" خود اختیاری کے نصب العین تک اپنی منزلیں طے کر سکتے ہیں۔ باقی رہا سوڈان اُسے مصر کے ساتھ ملا دیا جائے اور وُہ صحرائے اعظم شمالی افریقہ کی بڑی اسلامی ریاست کے "زیر سایہ" پھولے پھلے۔

یہ آزادی کے وُہ تحفے ہیں جو نئے نظام کے ماتحت دولِ مغرب اسلامی دُنیا کو دے سکتی ہیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ آزادی وُہ تحفہ نہیں جو خوش دلی سے عطا کیا جاتا ہے بلکہ یہ وُہ ہدیہ ہے جو اپنے ہی عزم، ہمت اور ایثار کے سہارے خود حاصل کیا جاتا ہے۔ اسلامی دُنیا آزادی کی جدّوجہد کے لئے مدت سے آمادہ ہو رہی ہے، اُس کا یہ جذبہ روز بروز بڑھ رہا ہے اور یقینی امر ہے کہ جتنی یہ جدوجہد بڑھے گی اُتنی ہی زبردست طاقتوں کی سامراجی حرص بتدریج کم ہو گی اور وہ طوعاً و کرہاً کہیں جلد اور کہیں بدیر اُبھرتی ہوئی اسلامی جمہوریت سے مفاہمت کرنے پر تیار ہو جائیں گی!

ہند میں اسلامی حکومت کی تاریخ

ہجرتِ نبویؐ کے چودہ سال بعد (۶۳۶ء میں) حضرت عمرؓ کے عہد میں ابوالعاص عامل یمن نے تھانہ پر حملہ کیا یعنی ایک ہزار تین سو تیرہ سال ہوئے جب مسلمانوں نے پہلے پہل ہندوستان میں قدم رکھا تھا

ہندوستان میں اسلامی حکومت ۷۱۲ء سے ۱۸۵۷ء تک ایک ہزار ایکسو پینتالیس سال تک قائم رہی۔ اِس شاندار حکومت کے چار دور تھے۔ پہلا ۷۱۲ء سے ۱۱۹۳ء تک کا دور جب پہلے سندھ اور پھر پنجاب کا کچھ حصہ مسلمانوں کے قبضے میں آیا۔ دوسرا ۱۱۹۳ء سے ۱۵۲۶ء تک کا دور جب پانچ مسلمان خاندانوں نے یکے بعد دیگرے دہلی میں اپنی حکومت قائم کی۔ تیسرا ۱۵۲۶ء سے ۱۷۰۷ء تک مُغلیہ سلطنت اور ہندوستانی تہذیب کے عروج کا دور اور چوتھا ۱۷۰۷ء سے ۱۸۵۷ء تک زوال کا عہد۔

مسلمانوں کی فتوحات کے اسباب ظاہر ہیں۔ ہند میں بہت سی ریاستیں قائم تھیں جن کے حکمران ایک دوسرے سے عناد اور حسد رکھتے تھے، ہندو اور آرام پسندی

نے حکمرانوں اور رعایا دونوں کو نرم دل شکست اور ناکارہ بنا دیا تھا۔ مذہب کی روح رخصت ہو چکی تھی۔ توہمات کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ ذاتوں کے نظام نے خدا کی مخلوق کو ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا تھا۔ اُدھر ایک نئے مذہب نے وسط ایشیا کی مضبوط تازہ دم قوموں میں زندگی کی لہر دوڑا دی تھی۔ وہ بڑھنے اور لڑنے اور ایک نئی دنیا بسانے کی مشتاق تھیں۔ اُن میں مساوات کا جادو اپنا کام کر رہا تھا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا اتحادی نعرہ اُن کو آپس میں مربوط و متحد کئے ہوئے تھا۔ یہ لوگ ہندوؤں سے زیادہ مضبوط تھے اور زرہ بکتر ہور بعض اور نئے آلات سے واقف تھے۔ اُن کے پاس بہت گھوڑے تھے اور بابر کے وقت سے یہ توپوں کے استعمال پر قادر ہو گئے۔ اس نئے سیلاب کے آگے سویا ہوا ہندوستان کیا ٹھہر سکتا تھا۔ یکے بعد دیگرے شہر فتح ہوئے سلطنتیں مٹ گئیں، لوگ جُوق در جُوق فاتحین کے آگے اپنا سر جھکانے لگے۔

اسلامی فتوحات کی کہانی آٹھویں صدی میں شروع ہوتی ہے، سندھ کے راجہ داہر نے عربوں کے چند جہاز لوٹ لیے جس کی وجہ سے ۷۱۲ء میں محمد بن قاسم نے سندھ پر حملہ کر کے ملتان تک کا سارا علاقہ عربوں کی سلطنت میں شامل کر لیا۔

دسویں صدی کے اخیر میں لاہور کا راجہ جے پال دو دفعہ غزنی کی سلطنت پر حملہ آور ہوا، تیسری بار ۱۰۰۱ء میں وہ پھر حملہ کرنے کو تھا کہ پشاور کے قریب محمود غزنوی نے اُسے شکست دے کر قید کر لیا اور اس کے بعد ہندوستان

پر متواتر سولہ حملے کئے۔ سنہ ۱۰۲۱ء میں لاہور کا صوبہ غزنی کی سلطنت میں شامل کر لیا گیا۔

سنہ ۱۱۹۲ء میں محمدؐ غوری نے تھانیسر کے قریب پرتھی راج کو شکست دی اور سنہ ۱۱۹۳ء میں اُس کے نائب قطب الدین ایبک نے دہلی پر قبضہ کیا۔ یوں ہندوستان میں اسلامی حکومت کی باقاعدہ طور پر ابتداء ہوئی۔

مسلمانوں کا عہد شروع ہوتے ہی تاریخ کا رُخ بدل گیا۔ ایک دلیر فاتح قوم کا سیلاب آیا جو صدی ڈیڑھ صدی میں سینکڑوں ہزاروں میل کی مسافت طے کر گیا۔ سنہ ۱۱۹۳ء سے شروع ہو کر سنہ ۱۵۲۶ء تک پانچ ترکی اور عربی اور افغان نسل کے شاہی خاندان ——— خاندانِ غلاماں، خلجی، تغلق، سادات اور لودھی یکے بعد دیگرے دہلی میں برسرِ اقتدار آئے۔ قطب الدین ایبک نے "قوتِ اسلام" کا سربفلک قطب مینار تعمیر کیا تو علاؤ الدین خلجی نے دُور دراز دکن کے بند دروازے کھول دیئے اور ملک کافور نے راس کماری تک پہنچ کر ہندوستان کے آخری کونے پر اسلام کا جھنڈا نصب کر دیا۔ محمود غزنی سے چلتا ہے اور لق و دق صحرا طے کرتا ہوا سینکڑوں میل کے فاصلے پر سومناتھ کے سر پر جا دھمکتا ہے۔ خلجی حملہ آور وندھیاچل کو پھاند کر دہلی سے ہزار میل کے فاصلے پر بے دھڑک بڑھے جاتے ہیں۔ اِس سے ظاہر ہے کہ اُن لوگوں میں کتنا ولولہ اور جوش تھا اور ہندوستان کے باشندے کس قدر پراگندہ دل

اور تتر بتر ہو چکے تھے۔

اسلامی سلطنت کے دوران میں کئی نامور حکمراں پیدا ہوئے جن میں بعض کے نام ہمیشہ کے لئے یادگار رہیں گے۔

خاندانِ غلاماں ۱۱۹۳ء تا ۱۲۹۰ء:۔ التتمش اور بلبن اس خاندان کے سب سے بڑے بادشاہ تھے۔ انہوں نے سلطنت کو مستحکم کیا اور نظم و نسق کے دستور اور ضابطے مقرر کئے۔ مشہور شاعر امیر خسرو بلبن کے دربار کا ایک رُکن تھا۔

اس زمانے میں غلام بادشاہوں نے اپنی طاقت سے ہندوستان کو چنگیز خانی مغلوں کے وحشیانہ مظالم سے جنہوں نے بخارا اور سمرقند اور خیوا کو تاراج کر کے بغداد کے اسلامی تمدن کو تہ و بالا کر دیا، بچائے رکھا۔

خاندان خلجی ۱۲۹۰ء تا ۱۳۲۰ء:۔ اس خاندان کا سب سے نامور بادشاہ علاؤالدین گزرا ہے۔ علاؤالدین جب کبھی کسی کام کا ارادہ کر لیتا تھا تو اُسے کوئی چیز نہ روک سکتی تھی۔ اُس نے سکندر کی طرح دُنیا کو فتح کرنے کا منصوبہ باندھا۔ سو پہلے سارے ہندوستان کو مغلوب کرنے کے لئے نکلا۔ اس نے ایک زبردست فوج تیار کی اور سلطنت کو خوب مستحکم کیا۔ وہ پہلا مسلمان بادشاہ تھا جس نے بندھیاچل کو پار کر کے دکن کے نامعلوم علاقے کو فتح کرنا چاہا۔ اُس کے منچلے سپہ سالار ملک کافور نے ہزاروں میل طے کر کے راس کماری تک پہنچ کر، وہاں ایک مسجد تعمیر کی۔ علاؤالدین کو توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ مغلوں کا خطرہ دور ہو گیا،

اُمرا کی طاقت ٹوٹ گئی اَور ہندو رعایا مطیع ہو گئی۔ اُس نے پہلے پہل مذہب کو سیاست کے تابع کیا۔

خاندانِ تغلق ۱۳۲۰ء تا ۱۴۱۴ء اِس خاندان کا سب سے بڑا بادشاہ محمد تغلق تھا جسے غلط طور پر ایک دیوانہ بادشاہ کہا گیا ہے۔ محمد تغلق کی جدت پسندی اِس کے ہر منصوبے میں عیاں تھی۔ پائۂ تخت بدلنے کی تجویز، زراعت کے ایک خاص محکمے کا قیام اَور مالیاتی تجربے اِس نوع کے منصوبے تھے۔ بدقسمتی سے زمانہ اُس کا ساتھ نہ دے سکا اَور وہ اکثر منصوبوں میں ناکام رہا۔

۱۳۹۸ء میں تیمور کے حملے کے بعد ملک میں جابجا خود مختار اِسلامی ریاستیں قائم ہونی شروع ہو گئیں۔ بنگال، جونپور، گجرات، مالوہ، خاندیش، بہمنی سلطنت، ہر چند کہ یہ چھوٹی چھوٹی سلطنتیں تھیں لیکن اِن میں گاہے گاہے شائستگی کے کئی دل کش مرکز قائم ہوئے۔ علم، ادب، موسیقی، فنِ تعمیر اَور دیگر فنون کو فروغ ہوا۔

ملک سیاسی طور پر ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا کہ اِس حال میں بابر کی کشورکشائی کامیاب ہوئی۔ افغانوں اَور راجپوتوں کا زور ٹوٹ گیا اَور ہندوستان میں ایک مضبوط و متمدن حکومت کی بنیاد رکھی گئی۔

مغلیہ سلطنت ۱۵۲۶ء تا ۱۸۵۷ء: مغلیہ حکومت کی توسیع و استحکام اکبر کا کارنامہ ہے۔ مالوہ، پنجاب، گجرات، بہار، کشمیر، سندھ، اڑیسہ، بلوچستان، قندھار، احمد نگر اَور خاندیش فتح ہوئے اَور سلطنت کابل سے

لے کر دریائے گوداوری کے کناروں تک پھیل گئی۔ فوج کا منصب داری نظام اور علیحدہ شعبے، بحری محکمہ جس کا سرکردہ ایک امیر البحر تھا، مال میں ٹوڈر مل کا مشہور بندوبست، عدالت میں صدر الصدور اور قاضی اور میر عدل کے عہدے، تعلیم، ڈاک، آمدورفت کے ذرائع ٹکسال پولیس یہ سب انتظامات ایسی مضبوطی کے ساتھ قائم کردیے گئے کہ پھر کم از کم ڈیڑھ سو سال تک اِن میں ذرا خلل نہ آنے پایا۔ مگر اکبر کا سب سے عجیب وغریب کارنامہ اُس کی مذہبی اور سیاسی پالیسی تھا۔ اکبر کا نصب العین ہندوستان کی تمام قوموں کا مکمل اتحاد تھا جو باوجود متعدد مساعی کے شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا۔

جہانگیر اور شاہ جہاں کے پُرامن عہد میں ملکی نظم ونسق نے فروغ پایا۔ اور نقاشی، ادب، موسیقی اور بالخصوص فنِ تعمیر کو چار چاند لگ گئے۔

اورنگ زیب سب سے زبردست مغل شاہنشاہ تھا جس کے زمانے میں مغل سلطنت اپنے معراجِ کمال تک پہنچ گئی۔ سرحد اور افغانستان پر مضبوطی سے قبضہ کرلیا گیا، چٹاگانگ فتح ہوا۔ راجپوتوں، جاٹوں، سکھوں اور مرہٹوں کی سرکوبی کی گئی اور دکن کی مسلم ریاستوں کو فتح کرکے سلطنت میں شامل کرلیا گیا، چنانچہ ۹۱-۱۶۹۰ء میں مغلیہ سلطنت کا پھیلاؤ کشمیر سے راس کماری اور کابل سے چٹاگانگ تک تھا اور اُس کی آمدنی ۶۰ کروڑ روپیہ سالانہ یعنی اکبر کے زمانے سے دُگنی سے بھی زائد تھی۔ بدقسمتی سے اورنگ زیب کے جانشین

اُس کی وسیع سلطنت کو سنبھالنے کے اہل ثابت نہ ہوئے۔ اصل یہ ہے کہ مغلیہ سلطنت کے زوال کے مختلف اسباب پیدا ہو رہے تھے۔ مغل شہزادے عیش و عشرت کا شکار ہو چکے تھے۔ اُمرا میں عیاشی، خود غرضی اور نا اتفاقی کا مرض روز بروز بڑھ رہا تھا۔ کئی بڑے بڑے سپہ سالار تہ تیغ ہو چکے تھے فوج کی حالت خراب ہو گئی تھی۔ سیرت کی مضبوطی اور قوم و ملک کی خدمت کا جذبہ مفقود ہو رہا تھا۔ شیعہ اور سُنی، ایرانی اور تُرک، ولایتی اور ہندی کے سوال پیدا ہو گئے تھے۔ اسلامی خوبیاں گم ہو رہی تھیں۔ ساتھ ہی ہندوؤں کے بعض طبقوں میں بیداری اور ہندوانی تہذیب کے آثار نمودار ہوئے۔ اورنگ زیب کی آنکھ بند ہوتی تھی کہ ہر طرف سے یہ سوئے ہوئے فتنے بیدار ہو گئے۔ مرہٹوں اور سکھوں نے اپنی اپنی حکومتیں قائم کیں اور ہندوستان کے تمام اطراف میں متعدد جداگانہ ریاستیں قائم ہو کر طوائف الملوکی کا بازار گرم ہو گیا۔ اُدھر سے فرنگی آئے اور بالآخر سارے ملک پر انگریزوں نے قبضہ جما لیا۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی ہزار سالہ سلطنت کے دوران میں کم از کم پانچ سو سال تک دہلی میں ایک مضبوط مرکزی حکومت قائم رہی جس کی بدولت ملک میں ہر سو امن و امان رہا اور مختلف قومیں تہذیب و تمدن کی برکتوں سے خوب فیض یاب ہوتی رہیں!

ہند میں اسلامی تمدّن

ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد اِس ملک کی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ آٹھویں دسویں صدی کے اُس ہندوستان میں جس میں ذات پات نے پڑوسی کو پڑوسی کا غلام بنادیا تھا اور غلامی کا احساس تک مٹا دیا تھا جس میں سیاسی اتحاد نام کو باقی نہ تھا زیادہ سے زیادہ چند نیک دل عالموں میں غور و فکر کا مادّہ موجود تھا لیکن اکثر لوگ مذہبی رسوم و توہمات میں دھنس کر عمل کی سرگرمیوں کے ناقابل ہو گئے تھے، اُس ہندوستان میں جب مسلمان فاتحین کا قدم آیا تو یہ سویا ہوا ملک بیدار ہو گیا۔ ڈرا گھبرایا، کانپا لیکن جاگ اُٹھا اور ایک نئی زندگی سے دوچار ہوا۔

اسلام ایک نئے تمدّن کا علمبردار تھا۔ آریاؤں کے زمانے سے لے کر اب تک ڈھائی تین ہزار سال سے ہندوستان کو بجز آریائی خیالات کے کسی اور تمدّن سے واسطہ نہ پڑا تھا۔ مسلمانوں سے پہلے جو حملہ آور آئے وہ اکثر غیر مہذّب تھے اگر بعض مسلمان عارضی طور پر خونخوار حملہ آور بھی ثابت ہوئے تو وہ ایک نئی زندگی کے پیغامبر ضرور تھے، برابری، بھائی بندی، آزادی، یہ خیال کہ صرف اَن دیکھا خدا ہی عبادت کے لائق ہے اور خدا کے سامنے سب انسان برابر ہیں،

کوئی پروہت نہیں، کوئی شودر نہیں، کوئی بھی ناپاک نہیں عقائد میں وحدانیت اور رسالت اور اعمال میں نماز روزہ زکوٰۃ اور حج اور قرآن کے صریح احکام کے مطابق اِن معاشرتی فرائض کی انجام دہی بس یہ تھا سارا اسلام! نہ مورتیوں کا پوجنا نہ بھینٹ چڑھانا، نہ برہمنوں کا واسطہ نہ آواگون کی مسلسل زنجیریں بلکہ کائنات بھر میں ایک خدا اور زمین پر اس کے بندے سب ایک دوسرے کے برابر اِن خیالات نے بہت سے لوگوں اور خصوصاً نیچ ذاتوں میں ایک بجلی کی سی دوڑا دی۔ تلوار کے ذریعے سے ہندوؤں کو مسلمان بنانا عموماً بازاری قصّے ہیں۔ یہاں تک کہ اورنگ زیب کی نسبت، جسے متعصب بادشاہ کہا جاتا ہے سب کو معلوم ہے کہ اُس نے بعض مندروں کے لئے جائدادیں وقف کیں۔

اسلام کی اشاعت کا اصلی ذریعہ سینکڑوں ہزاروں مسلمان علماء اور صوفیا تھے جنہوں نے ہند میں صدیوں تک اِس اشاعت کو اپنی زندگی کا مقصد بنائے رکھا۔ خود ہندو مت پر اسلام کا براہِ راست اثر پڑا۔ کبیر، نانک، تکارام، چیتنیہ، وغیرہ اِن سب کے وجود اور خیالات کی اشاعت کا موجب اسلام ہی ہوا۔ وحدانیت کی تلوار نے کثرت کی گتھیوں کو کاٹ کر رکھ دیا اور ہندوؤں میں ایک نئی مذہبی تحریک شروع ہوئی۔

سلاطینِ دہلی کے پہلے پانچ خاندانوں کی حکومت ایک فوجی سی مطلق العنان حکومت تھی لیکن اُس میں بھی اُمرا اور علماء کا اثر عموماً نمایاں ہوتا تھا عدل و انصاف

کے سلسلے میں فوج داری کا قانون سخت تھا لیکن یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہندوؤں کے مقابل میں مسلمانوں کے ساتھ کوئی رعایت نہ کی جاتی تھی۔ ایک بار ایک ہندو امیر نے بادشاہِ وقت محمد تغلق کے خلاف بے سبب قتل کی نالش کی تو بادشاہ خود عدالت میں حاضر ہوا۔

یہ لوگ نرے فاتح نہ تھے۔ فتوحات کے بعد انھوں نے یہیں ڈیرے ڈال دیئے اور وہ ایک باقاعدہ حکومت قائم کر کے ملکی نظم و نسق اور رفاہِ عام کے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ مثال کے طور پر — صرف ایک فیروز تغلق کے عہد میں ایک سو نہریں دو سو سرائیں پانچ سو شفا خانے ایک سو پل اور بیسیوں قسم کے مفید ادارے قائم ہوئے۔ فیروز آباد میں اُس نے ایک بڑا گھنٹہ گھر بنوایا جو ہندوستان میں غالباً سب سے پہلا گھنٹہ گھر تھا۔ محمد تغلق کے عہد میں صرف دہلی کے شہر میں ایک ہزار چھوٹے بڑے مدرسے اور ستر شفا خانے تھے جن میں غربا کا علاج مفت ہوتا تھا۔

فنِ تعمیر نے ترقی اور وسعت پکڑی اور "پٹھان" طرزِ تعمیر میں عرب طرز اور ہندو طرز کی آمیزش نظر آنے لگی۔ قطب مینار، قصرِ ہزار ستون، علائی دروازہ یہاں کے نمونے ہیں۔ تغلقوں کے وقت میں آرائش کی جگہ سادگی اور عظمت پر زور دیا جانے لگا جیسا کہ تغلق آباد کے کھنڈروں سے ظاہر ہے۔ چھوٹی ریاستوں میں جونپور کی اٹالا مسجد، بنگال کی بارہ سونا مسجد، بیجاپور کے کتب خانے گولکنڈہ

کا قلعہ وغیرہ اِس زمانے کی خوب صورت یادگاریں ہیں۔ نقاشی کی ترقی اِس زمانے میں مسلمانوں کے مذہبی خیالات کی وجہ سے رُکی رہی۔ علم وادب کا مسلمانوں کو شوق تھا۔ اُنہوں نے تاریخیں لکھیں، سنسکرت سیکھی اَور دیسی زبانوں کے نشوونما میں بڑا حصّہ لیا۔ ہندی، بنگالی، مرہٹی، تامل، پنجابی نے ترقی پائی اَور ہندو مسلمانوں کی مشترک زبان اُردو کی بنیاد پڑی اَور وُہ ہندوستان میں جگہ جگہ پھیلنے لگی۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ زمانہ اتنا تاریک نہ تھا جتنا بعض لوگوں نے اِسے ظاہر کیا ہے۔ ایک باقاعدہ منظم حکومت تھی جس کے ماتحت دو قطعاً مختلف تہذیبیں نشوونما پا رہی تھیں اَور ایک دوسرے پر اپنا اثر ڈال رہی تھیں۔

تجارت، زراعت، تعمیر، علوم وفنون وغیرہ یہ زندگی کے وُہ شعبے تھے، جن میں ہندو مسلمان مل کر کام کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ دہلی سلطنت کے کارناموں نے مغلوں کے شاندار عہد کے لئے راستہ صاف کر دیا۔

مغلوں کی سلطنت نے تاریخ ہند کا ایک نیا ورق پلٹا۔ یکے بعد دیگرے چھ زبردست فرماں روا تختِ سلطنت پر جلوہ گر ہوئے جن کے عہد میں دو سو سال تک ہندوستان میں ایسا امن وامان قائم رہا اَور ملک نے ایسی ترقی کی کہ صدیوں تک دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ بابر، ہمایوں، اکبر، جہانگیر، شاہ جہاں، اورنگ زیب اِن کا شہرہ مشرق سے مغرب تک جا پہنچا۔ دُنیا بھر میں مغلِ اعظم کا چرچا تھا۔ حکومت کا نظم ونسق ایسی مضبوط بنیادوں پر رکھا گیا کہ اِس کی بہت سی خصوصیات مدّتوں

حکومت ہند کا جزو بنی رہیں۔

نظم ونسق کے لئے ملک کو پندرہ اَور بعد میں اٹھارہ صوبوں میں منقسم کیا گیا ہر صوبے کا حاکم اعلیٰ ایک صوبہ دار ہوتا تھا۔ فوج بھی اُسی کے ماتحت ہوتی تھی اَور مالیات کا دیوان بھی اسی کے ماتحت کام کرتا تھا۔ اس کو مقررہ اوقات پر اپنی کارگزاری کی رپورٹ مرکزی حکومت کو بھیجنی پڑتی تھی اِس کے علاوہ بادشاہ کی طرف سے ہر صوبے میں واقعہ نویس اَور خفیہ نویس مقرر کئے جاتے تھے جو بادشاہ کو علانیہ اَور خفیہ طور پر ہر صوبے کے حالات سے مطلع رکھتے تھے جس سے صوبہ دار بادشاہ کے قابو میں رہتے تھے۔

عدل وانصاف کا حق جیسا مُغلوں نے ادا کیا دُنیا میں بہت کم حکمرانوں نے کیا ہوگا اکبر کا قول تھا کہ بادشاہت کا ربانی عنصر عدل ہے۔ ملک کا ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی بادشاہ تک رسائی پا سکتا تھا۔ عہدہ داروں کے لئے کوئی علیحدہ قانون نہ تھا۔ حکومت کی نظر میں سب یکساں تھے۔ مسلمانوں نے دُنیا میں جہاں جہاں بھی ایک منظم حکومت قائم کی بالعموم عدل وانصاف کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

جہاں گیر نے اپنے محل کے باہر زنجیرِ عدل لٹکا کر ہر کہ ومہ کے شاہنشاہ تک آسانی سے پہنچ سکنے کا رستہ کھول دیا۔ جہاں گیر کے بارہ فرمان مشہور ہیں مسٹر کھوسلہ لکھتے ہیں کہ انگلستان میں ۱۲۱۵ء کا منشورِ اعظم شاہ جون سے بڑی دقتوں کے بعد حاصل کیا گیا لیکن ہندوستان میں ایک منشور جہاں گیر نے از خود رعایا کی تشفی کے لئے جاری کر دیا جس میں لوگوں کی جائداد مکانات اور غریب کسانوں کی اراضیات کے

پورے تحفظ کی شاہی ضمانت موجود تھی اور اس کے علاوہ سراؤں مسجدوں شفاخانوں وغیرہ کے تعمیر و انتظام کے متعلق احکام موجود تھے۔

اس سے ظاہر ہے کہ ملک میں صرف ایک شاہنشاہ کی اندھا دھند حکومت نہ تھی بلکہ شاہی اختیارات پر کئی قسم کی پابندیاں اور رعایا کی آزادی کے لئے کئی قسم کی ضمانتیں تھیں اور ان حدوں سے تجاوز کرنے والے ظالم حکمران کا تخت دیر تک سلامت نہ رہ سکتا تھا۔ بادشاہ عام طور پر ہر روز اپنے وزیروں سے مشورہ کیا کرتا تھا۔ مسلمان امراء کے علاوہ ہندو امراء بھی تھے جن کو بڑے سے بڑے اعزاز دیئے جاتے تھے۔ کوئی مغل امیر وراثتاً اپنے باپ کے منصب پر فائز نہ ہو سکتا تھا بلکہ اُسے گویا اپنے پسینے سے عزت اور مرتبہ حاصل کرنا ہوتا تھا

مغلوں نے ہندوستان کا خاطر خواہ انتظام کیا۔ انہوں نے ملک کو بیرونی حملوں سے بچایا۔ بیرونی ممالک سے تعلقات بڑھائے، امن و امان قائم رکھا، جرائم کا انسداد کیا، اخلاقِ عامہ کو جِلا دی، جان و مال کی حفاظت کا بندوبست کیا عدل و انصاف کا سکہ جاری کیا اور کاروباری معاہدوں کی نگہداشت کی۔ حکمرانی کے ان بڑے فرائض کے علاوہ سکہ سازی، تجارت، صنعت، ذرائع آمد و رفت، سرائیں، شفاخانے، قحط کا انسداد، تعلیم و تدریس، فنون و علم و ادب، ان میں سے ایک ایک کی طرف انہوں نے توجہ دی اور ان سب کو فروغ دیا،

عہدِ مغلیہ کے مادی و علمی کارنامے۔ اب تک ہندوستان کی معاشری

زندگی کا جزو بنی رہیں۔ ہندوستانی خوراک، لباس، طرز بود و باش، گفتگو آداب مجلس بہت حد تک مغلیہ وقتوں ہی کی ایجادات ہیں۔ پھر فنون لطیفہ میں مغلیہ نقاشی، مغلیہ فن تعمیر اور علم و ادب اور شاعری موسیقی اور مصوری کا مذاق یہ سب مغلوں ہی کے زمانے کی تخلیق ہے۔ سر سید لکھتے ہیں کہ "ہندوستان کے لوگوں کو جوتا پہننا انہوں نے سکھایا، کپڑا پہننا انہوں نے بتایا، فرش پر بیٹھنا مختلف طرح کے کھانوں کا پکانا، مکانات کی آراستگی، علم مجلس اور تہذیب و شائستگی کی ہزاروں چیزیں انہیں کی بدولت ہندوؤں میں پھیلیں۔ صرف ایک تاج محل اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے کہ مغلیہ تہذیب دنیا کی عظیم ترین تہذیبوں میں شمار ہونے کے قابل ہے ان کی شائستگی اور علم پروری داد کے لائق تھی اورنگزیب کے عہد میں صرف ٹھٹھہ (سندھ) میں بقول ہملٹن ۴۰۰ مدرسے تھے اور میکس مولر کہتا ہے کہ بنگال میں انگریزوں کی آمد کے وقت اسی ہزار مدرسے تھے میجر باسو نے لکھا ہے کہ دولت مندی آرام اور چین کا جو نقشہ شاہ جہاں کے وقت میں دیکھنے میں آتا تھا بلاشبہ بے مثل و بے نظیر تھا ایک انگریز سیاح کہتا ہے کہ اس زمانے میں شہر آگرہ شہر لندن سے زیادہ بڑا تسلیم کیا جاتا تھا ملک میں قسم قسم کی صنعتیں پھولیں پھلیں جن سے ہندوستان ساری دنیا میں مشہور ہو گیا۔ ہندوستان میں جہاز تک بنتے تھے یہاں تک کہ انگریز اور ڈچ لوگوں نے اپنے کچھ جہاز یہاں بنوائے، سورت کا ایک تاجر عبدالصمد کئی سو تجارتی جہازوں کا مالک تھا۔ ملک

کا طلائی سکہ اُس وقت کے تمام یورپی سکّوں سے زیادہ خالص اور قیمت میں بہتر تھا۔ پروفیسر برج نرائن اپنی کتاب "ہندوستان کی معاشی زندگی" میں لکھتے ہیں کہ اُس زمانے کا مزدور اوسطاً آج کل کے مزدور سے زیادہ خوش حال تھا۔ رواداری کی انتہائی مثال اکبر کی حکمت عملی ہے جس نے ہندوؤں کے دل موہنے کے لئے ایسی ایسی تدابیر اختیار کیں جن سے مسلمانوں کے دل میں بعض جائز شکایات پیدا ہو گئیں اور آگے چل کر اورنگ زیب کے عہد میں اُن کا تدارک ضروری سمجھا گیا۔ اورنگ زیب نے صرف ان زیادتیوں کی روک تھام کی۔ اُس میں بعض اور نقائص سہی لیکن اُس نے کبھی کسی قسم کا کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ بقول پروفیسر کھوسلہ عدل میں اورنگ زیب اپنے سب بزرگوں سے سبقت لے گیا۔ ایک رقعے میں وُہ خود لکھتا ہے کہ معاملاتِ انصاف میں شہزادوں کو میں عام آدمیوں کے برابر سمجھتا ہوں ملک کا ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی بادشاہ تک رسائی پا سکتا تھا۔ عالمگیر خود اپنے ہاتھ کی محنت سے اپنی خوراک بہم پہنچاتا تھا۔ مشہور بنگالی عالم سر سی۔ پی راۓ لکھتا ہے کہ اورنگ زیب کے عہد میں بنگال کے ہندوؤں کو منصب داری اور بڑی بڑی جاگیریں عطا کی گئیں۔ اورنگ زیب نے ہندوؤں کو گورنر بنایا، گورنر جنرل بنایا، وائسرائے بنایا یہاں تک کہ اس نے خالص اسلامی صوبے افغانستان پر بھی جو نائب دارالسلطنت مقرر کیا وہ ایک ہندو راجپوت تھا۔ پروفیسر کھوسلہ اپنی کتاب "مغل بادشاہت اور اُمرا" میں لکھتے ہیں کہ "ہندوستان کے مُغلیہ شاہنشاہوں کے حق میں ہمیں یہ بات

ماننی پڑتی ہے کہ وہ عام طور پر اُس زبردست طاقت کا جو انہیں حاصل تھی غلط
استعمال نہ کرتے تھے۔ اُن کی استبدادی بادشاہت دراصل عوام کی دلی حمایت پر
مبنی تھی اور سیاسی طور پر انہوں نے ہندوؤں کو مسلمانوں کے ساتھ برابری کا درجہ
عطا کیا۔ انہوں نے اپنے آپ کو مقامی حالات کے سانچے میں ڈھال لیا اور یہی
اُن کی طاقت کا راز تھا۔"

یہ ہے ہندوستان میں مسلمانوں کا کارنامہ! مسلمان کے آنے سے ہندوستان
کے باشندوں کا ایک ترقی یافتہ غیر ملکی تمدن سے تعلق پیدا ہوا، ہندوستان
اب دُنیا سے الگ تھلگ نہ رہا، پہلی بار دُنیا سے اِس کا ایک گہرا رشتہ قائم ہو
گیا۔ مسلمانوں میں جوش اور ولولہ اور جہاں گیری اور جہاں بانی کے جو اوصاف تھے
ہندوستان کے باشندوں کی غم پسندی اور عزلت گزینی میں اُن سے ایک حرکت پیدا
ہوئی۔ غرض ہندوستان وہ ہندوستان نہ رہا۔ موجودہ ہندوستان کی ساخت
پرداخت میں مسلمانوں کا خاصا حصہ ہے۔ ہندوستان کا نام بھی مسلمانوں ہی کا دیا
ہوا ہے۔

جدید ہند کی تاریخ کے اہم واقعات

۱۶۰۰ء ۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کا قیام

۱۷۵۷ء ۔ پلاسی کی لڑائی میں انگریزوں کی فتح۔ ۱۷۶۴ء ۔ بکسر کی لڑائی میں شہنشاہ دہلی کو شکست

۱۷۶۵ء ۔ کمپنی نے شہنشاہِ دہلی سے بنگال کی دیوانی کے اختیارات حاصل کئے جن کا ناجائز فائدہ اُٹھا کر ہندوستانیوں اور بالخصوص مسلمانوں پر سختیاں کی گئیں۔

۱۷۷۴ء ۔ وارن ہیسٹنگز ہندوستان کا پہلا گورنر جنرل مقرر ہوا

۱۸۲۴ء ۔ منرو کی یادداشت کہ آئندہ جب ہندوستانی خود حکومت کرنے کے قابل ہوجائیں تو برطانیہ کو بتدریج ہندوستان چھوڑ دینا چاہئے۔

۱۸۳۵ء ۔ مکالے کی یادداشت جس کی رو سے انگریزی تعلیم رائج کی گئی۔

۱۸۵۷ء غدر۔ ۱۸۵۸ء ملکہ کا اعلان۔ حکومت کو انصاف پر مبنی کرنے کا وعدہ۔

۱۸۵۹ء:۔ سرسید نے رسالہ "اسبابِ بغاوتِ ہند" شائع کیا اور صاف بیان کیا کہ غدر کا اصلی سبب رعایا سے حکومت کی بدسلوکی اور بے اعتنائی تھا اور یہ کہ حکومت کے اداروں میں لوگوں کو مطلق دخل نہ تھا۔ سیاسی آزادی کے سلسلے میں یہ ہندوستان کی طرف سے پہلا دلیرانہ قدم تھا۔

۱۸۶۱ء:۔ پہلا "انڈین کونسلز ایکٹ" جس کی رو سے گورنر جنرل کی کونسل میں نامزدگی سے ہندوستانی ممبروں کو شامل کیا گیا۔

۱۸۶۷ء:۔ اردو کے خلاف بنارس کے بعض ہندوؤں کی شورش

۱۸۷۰ء گورنمنٹ نے زیادہ تر سرسید کے خیالات سے متاثر ہو کر مسلمانوں کی طرف اپنی معاندانہ پالیسی تبدیل کی۔

۱۸۷۵ء:۔ مدرسۃ العلوم علی گڑھ کا قیام جو دو سال کے بعد علی گڑھ کالج بن گیا۔

۱۸۸۵ء:۔ انڈین نیشنل کانگریس کا قیام۔ ۱۸۸۸ء تا ۱۹۰۳ء ہندوانہ ردِ عمل کے مظاہرے

۱۸۸۶ء:۔ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس (علی گڑھ) کا قیام۔ ۱۸۸۷ء سرسید کی زبردست تقریر کانگریس کے خلاف۔

۱۸۹۲ء:۔ دوسرا انڈین کونسلز ایکٹ جس کے مطابق کونسلوں میں ایک

حد تک انتخاب کا اصول رائج کیا گیا۔

۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۰ء۔ اُردو کے خلاف یو۔ پی کے ہندوؤں کی شورش۔

۱۹۰۵ء۔ صوبۂ بنگال کی تقسیم (۱۹۰۴-۰۵ء جنگِ رُوس و جاپان جس میں جاپان کی کامیابی ہندوستان میں سیاسی بیداری پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوئی)

۱۹۰۵ء تا ۱۹۱۱ء۔ تقسیم بنگال کے خلاف ہندوؤں کی زبردست شورش۔ اِس دوران میں متعدد ہندو مسلم بلوے ہوئے۔

۱۹۰۶ء۔ اکتوبر میں ایک مسلم وفد شملے میں وائسرائے کے پاس گیا اور مُصر ہوا کہ آنے والی اصلاحات میں مسلمانوں کو جُداگانہ انتخاب کے ذریعے سے مؤثر نیابت دی جائے۔ دسمبر میں آل انڈیا مسلم لیگ ڈھاکہ میں قائم ہوئی

۱۹۰۹ء۔ مارلے منٹو اصلاحات جن کے ذریعے کونسلوں میں منتخب عنصر بڑھایا گیا اور مزید اختیارات دئے گئے۔

۱۹۱۱ء دہلی میں شاہ جارج پنجم کا دربار۔ تقسیم بنگال کی جزوی تنسیخ جس سے مسلمانوں کو حکومت پر اعتماد نہ رہا۔

۱۹۱۰ء تا ۱۹۲۰ء۔ کانگرس اور لیگ میں تعاون۔ سلطنتِ ترکی پر اطالوی (۱۹۱۱ء) اور بلقانی (۱۹۱۲ء) حملوں سے مسلمانوں کی برطانوی

حکومت سے ناراضی۔ یورپ میں جنگِ عظیم ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء

۱۹۱۳ء کانپور کی مسجد کا جھگڑا۔

۱۹۱۶ء کانگریس اور لیگ میں لکھنؤ کا میثاق ہوا (دسمبر) جس کے مطابق کانگریس نے فرقہ دارانہ نیابت کا اصول تسلیم کیا اور مسلمانوں کو اقلیت کے صوبوں میں تناسبِ آبادی سے زائد نیابت دی گئی۔

۱۹۱۷ء برطانوی دارالعوام میں ۲۰ راگست کو اعلان کہ برطانیہ کا مقصد ہندوستان کو بتدریج خود اختیاری حکومت عطا کرنا ہے۔

۱۹۱۸ء مانٹیگو چیمسفورڈ رپورٹ مزید سیاسی اصلاحات کا حق۔

۱۹۱۹ء ہندوستانیوں کی متفقہ رائے کے خلاف رولٹ ایکٹ کی منظوری۔ گاندھی جی کی تجویز ستیہ گرہ کے متعلق فسادات اور جلیانوالہ باغ کا واقعہ (اپریل) مارشل لاء (ورسائی کا معاہدہ) تحریکِ خلافت کا آغاز۔ جمعیتہ العلماء ہند کا قیام۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ (دسمبر)

۱۹۲۰ء گاندھی کی قیادت میں عدم تعاون کی تحریک جس میں ترکی سے بدسلوکی کی بنا پر علی برادران کی ترغیب سے مسلمان بھی خاصی تعداد میں شریک ہوئے۔ جامعہ ملیہ کی بنیاد ڈالی گئی مولانا ابوالکلام آزاد

دیگر علماء کی ترغیب پر ہزاروں مسلمان ہجرت کر گئے اور طرح طرح کے مصائب میں گرفتار ہوئے۔

۱۹۲۱ء نئی کونسلیں۔ موپلاؤں کی بغاوت۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا قیام۔

۱۹۲۲ء چوری چورا کا واقعہ جس سے متاثر ہو کر گاندھی نے اپنی تحریک بند کر دی (فروری) اور وہ قید کر لئے گئے (مارچ)

۱۹۲۳ء تا ۱۹۲۷ء ہندو مسلم تعلقات کی کشیدگی۔ شدھی سنگھٹن اور تبلیغ کی تحریکات (۱۹۲۲-۲۳ء ترکوں کی فتح اور ترکی جمہوریہ کا قیام)

۱۹۲۲ء گورو کے باغ میں سکھوں کی کامیابی۔

۱۹۲۴ء سوراجی کونسلوں میں حصہ لینے لگے۔ انگلستان میں پہلی مزدور حکومت۔

۱۹۲۶ء ہندو مسلم بلوے اور خلافت کمیٹی کی ہندوؤں سے علیحدگی۔

۱۹۲۷ء دارالسلطنت دہلی اور شملے میں مسلم لیڈروں کے اجتماع اور مشورے مارچ ۲۷ء میں دہلی کی تجاویز کے مطابق مسلمانوں نے بعض شرائط پر مشترکہ انتخاب تسلیم کر لیا لیکن مہاسبھائی ہندوؤں نے ان تجاویز کو مسترد کر دیا۔

۱۹۲۸ء سائمن کمیشن کی آمد (فروری) اور اس کا مقاطعہ۔ نہرو رپورٹ کے متعلق ہندو مسلم لیڈروں کے شدید اختلافات کلکتہ کنونشن (دسمبر)

کے اجلاس میں کانگرس کا مسٹر جناح اور دوسرے لیگی نمایندوں سے
سمجھوتا کرنے سے انکار۔

۱۹۲۹ء۔ آل انڈیا مسلم کانفرنس نے یکم جنوری کو دہلی میں مسلم مطالبات کا اہم
ریزولیوشن منظور کیا جو مارچ کے اجلاس میں مسلم لیگ میں بھی منظور
ہوا اور بعد میں جناح کے چودہ نکات کے نام سے مشہور ہوا مجلس
احرار اور خدائی خدمتگار کا قیام۔ ۳۱ اکتوبر کو وائسرائے کا اعلان
درجہ نو آبادیات اور گول میز کانفرنس کے متعلق لاہور کانگرس
میں آزادی کی قرار داد (دسمبر)

۱۹۳۰ء سول نافرمانی کی گاندھیانہ تحریک (مارچ) گاندھی کی گرفتاری
(مئی) پہلی گول میز کانفرنس (نومبر) الہ آباد میں مسلم لیگ کا اجلاس
بصدارت ڈاکٹر سر محمد اقبال جنہوں نے تقسیم ہند کا ایک نیا
نظریہ قوم کے سامنے پیش کیا (دسمبر)

۱۹۳۱ء۔ گاندھی کی رہائی (جنوری) گاندھی ارون معاہدہ (مارچ) دوسری
گول میز کانفرنس اور اس میں گاندھی جی کی شرکت (ستمبر) ہندو
مسلمانوں میں سمجھوتا نہ ہو سکا۔ کشمیر میں مسلم حقوق کے حصول
کے لئے تحریک (خاکسار تحریک کا آغاز (اپریل)

۱۹۳۲ء گاندھی جی کی گرفتاری (جنوری) فرقہ وارانہ فیصلہ (اگست)

از وزیر اعظم میکڈانلڈ۔ اس کے خلاف گاندھی جی کا برت (اچھوتوں سے پونا کا معاہدہ (ستمبر) تیسری گول میز کانفرنس (نومبر)

۱۹۳۳ء گاندھی کی رہائی (مئی) لندن میں جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کی تشکیل (اپریل) چوہدری رحمت علی کی تجویز "پاکستان"

۱۹۳۴ء مسلم لیگ میں اختلافات ختم ہو کر مسٹر جناح لیگ کے مستقل صدر منتخب ہوئے (مارچ) مرکزی اسمبلی میں جناح کی کوشش سے ہندو مسلم متحدہ محاذ (۳۴ء تا ۳۶ء) گاندھی نے سول نافرمانی بند کر دی (مئی) گورنمنٹ نے کانگرس کے خلاف احکام واپس لے لئے (جون)

۱۹۳۵ء۔ جناح اور راجندر بابو کی گفتگو مفاہمت کے لئے ناکام رہی۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ (اگست)

۱۹۳۶ء۔ انتخابات کی تیاریاں۔ بمبئی میں لیگ کا سالانہ اجلاس (اپریل) جناح کو پارلیمنٹری بورڈ بنانے کا اختیار دیا گیا۔ ہندو مسلم بلوے۔ فیض پور میں کانگرس کا اجلاس (دسمبر) نہرو نے کانگرسی کامیابی سے متاثر ہو کر مسلم قوم کے جداگانہ وجود کو ختم کرنے کا اعلان کیا۔

۱۹۳۷ء۔ انتخابات میں کانگرس کی غیر معمولی کامیابی۔ لیگ کی کامیابی

کانگرس کے خلاف۔ کانگرس اور لیگ میں سمجھوتا نہ ہو سکا۔ کانگرس
پہلے جولائی میں چھ اور بعد میں دو اور صوبوں میں حکومت کرنے لگی۔
لکھنؤ میں لیگ کا شاندار سالانہ اجلاس (اکتوبر) کانگرس کے خلاف
مسلمانانِ ہند کا زبردست مظاہرہ۔ علی گڑھ میں جوبلی کانفرنس
(مارچ) گاندھی جناح خط و کتابت (اکتوبر ۳۷ء تا اپریل ۳۸ء)
لاہور میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا قیام (نومبر) اسمٰعیل نہرو
خط و کتابت (نومبر ۳۷ء تا جنوری ۳۸ء) لاہور میں شہید
گنج کی شورش۔

سنہ ۱۹۳۸ء: کلکتہ میں مسلم لیگ کا خاص اجلاس (اپریل) ریاستوں میں کانگرس
کے ایماء پر شورش۔ کانگرس اور لیگ کی گفتگو کی ناکامی (جون)
زمینداروں کی حمایت میں پنجاب یونینسٹ وزارت کے بہترے
قوانین (اگست) کراچی میں مسلم لیگ کی کانفرنس (اکتوبر)۔ سندھ میں
کانگرس پسند وزارت (نومبر) پٹنہ میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس
اور اس کی غیر معمولی کامیابی (دسمبر)

سنہ ۱۹۳۹ء: کانگرس میں بوس اور گاندھی کے حامیوں کی کشمکش (مارچ اپریل)
بوس کا استعفیٰ۔ حیدرآباد میں اصلاحات (جولائی) یورپ میں
جنگِ عظیم (ستمبر) کانگرس اور لیگ کی قرار دادیں، جنگی امداد کے

بارے میں (ستمبر) وائسرائے کا اعلان وجہ نو آبادت کے متعلق (اکتوبر) دہلی میں کانگرسی اور لیگی لیڈروں سے وائسرائے کی گفت و شنید ناکام رہی (نومبر) کانگرسی وزارتوں نے صوبوں میں استعفے دے دیئے (نومبر)

سنہ ۱۹۴۰ء - گاندھی جناح خط و کتابت (جنوری)۔ ابو الکلام آزاد کو کانگرس کا صدر بنایا گیا (فروری) مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس لاہور میں (مارچ) پاکستان کی قرارداد (۲۳ مارچ) اس کے خلاف کانگرسی اور مہاسبھائی شورش اور احتجاج۔ وائسرائے کا اعلان اگزیکٹیو کونسل کی توسیع کے بارے میں (اگست) اس پر لیگ اور کانگرس کی رائے۔ گاندھی نے انفرادی سول نافرمانی شروع کردی (اکتوبر) کانگرسیوں کی گرفتاریاں

سنہ ۱۹۴۱ء - لاہور میں مسلم طلبا کی پاکستان کانفرنس (یکم مارچ) مدراس میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس (اپریل) پاکستان مسلم لیگ کا نصب العین قرار پایا۔ بمبئی میں سپرو کی لبرل کانفرنس اور جناح کے خلاف بیان (مئی) خاکسار جماعت خلافِ قانون قرار دی گئی (جون) وائسرائے کی کونسل کی توسیع اور ڈیفنس کونسل کی تشکیل (جولائی) چرچل کے اس بیان پر کہ اوقیانوس منشور ہندوستان پر عائد نہیں ہوتا احتجاجی جلسے ہوئے (ستمبر) ڈھاکہ اور بمبئی میں ہندو مسلم فسادات

(اکتوبر) مسلم لیگ نے فضل الحق کو لیگ سے خارج کر دیا (دسمبر)

۱۹۴۲ء :- کرپس کی آمد نئی دہلی میں۔ کرپس کی تجاویز (۲۹ مارچ) الہ آباد میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس (اپریل) کانگریس اور لیگ نے برطانوی تجاویز کو مسترد کر دیا (اپریل) جاپانیوں کے ہوائی حملے ہندوستان پر (مئی) راج گوپال اچاریہ کی گفتگو جناح سے (جولائی ۔ نومبر) گورنمنٹ نے کمیونسٹ پارٹی کے خلاف اپنے احکام واپس لے لئے (جولائی) کانگریس نے "ہندوستان چھوڑ دو" کی قرار داد منظور کی (۸ اگست) گاندھی اور دوسرے کانگرسی لیڈروں کی گرفتاریاں (۹ اگست) ملک بھر میں فسادات۔ لیگ ورکنگ کمیٹی کی قرارداد۔ کانگرسی مطالبہ کے خلاف برطانیہ سے مطالبہ کمیونسٹ پارٹی کی قرارداد کہ ملک کی بہبود کے لئے کانگرس اور لیگ میں مفاہمت ضروری ہے (ستمبر) سندھ میں لیگی وزارت (اکتوبر) وائسرائے کی تقریر متحدہ ہندوستان کے حق میں۔

۱۹۴۳ء :- سکرٹری آف سٹیٹ کا بیان کہ برطانوی جمہوری نظام ہندوستان کے لئے موزوں نہیں (مارچ) بنگال میں لیگی وزارت (اپریل) دہلی میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس (اپریل)

سرحد میں لیگی وزارت (مئی) کمیونسٹ پارٹی کا اعلان کہ ہندوستان
کی سب قوموں کو خود ارادیت کا حق دیا جائے (جون) بنگال میں
ہولناک قحط (ستمبر) سال بھر میں تیس چالیس لاکھ نفوس ہلاک
ہو گئے۔

سکرٹری آف سٹیٹ کا بیان کہ اوقیانوسی منشور ہندوستان
پر عائد ہوتا ہے (دسمبر) مرکزی اسمبلی میں کانگرس اور لیگ کا
متحدہ محاذ (نومبر) کراچی میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس۔ اہم کمیٹیوں
کی تشکیل (دسمبر)

۱۹۴۴ء۔ وائسرائے کی تقریر۔ ہندوستان کی جغرافیائی وحدت کا اقرار
اور اس بات پر اصرار کہ دونوں بڑی جماعتوں میں اتفاقِ رائے
ضروری ہے (فروری) مرکزی اسمبلی میں کانگرس اور لیگ نے
متحد ہو کر گورنمنٹ کو شکستیں دیں (فروری، مارچ) لیگ سے سرتابی
پر خضر حیات کو مسلم لیگ سے خارج کر دیا گیا (۲۷ مئی) پنجاب میں
مسلم لیگ اور یونینیسٹ پارٹی کی کشمکش۔ گاندھی کی رہائی (۵ مئی)
بہادر یار جنگ کا انتقال (۲۵ جون) راج گوپال اچاریہ نے اپنی
"پاکستانی تجویز" شائع کر دی (جولائی) بمبئی میں گاندھی اور جناح
کی ملاقات (۹ ستمبر تا ۲۰ ستمبر) ناکام رہی۔ سپرو نے اپنی مصالحتی

کمیٹی بنائی (نومبر)

۱۹۴۵ء - لیاقت ڈیسائی گفت و شنید (جنوری) لیگی وزارت نے سرحد میں استعفیٰ دے دیا (مارچ) کانگریسی وزارت سرحد میں جنگِ عظیم کا خاتمہ یورپ میں (مئی) اور ایشیا میں (اگست) انگلستان سے واپسی کے بعد وائسرائے کی تجاویز (جون) شملہ کانفرنس (۲۵ر جون تا ۱۴ جولائی) کی ناکامی۔ کانگریس اور لیگ میں مفاہمت نہ ہوسکی۔ گورنمنٹ نے سردیوں میں انتخابات کے انعقاد کا اعلان کیا (اگست) اور کانگریس کے خلاف احکام واپس لے لئے۔ نئی برطانوی مزدور حکومت نے وائسرائے کو مشورے کے لئے لندن بلایا (اگست) وائسرائے کا اعلان کہ انتخابات کا مقصد خود اختیاری حکومت کا نفاذ ہے (۱۹ر ستمبر) انتخابات کے لئے مختلف سیاسی جماعتوں کی زبردست تیاریاں (اکتوبر) آئی، این، اے "(ہندوستانی قومی فوج)" والوں کا مقدمہ اور ملک میں اس کے خلاف شورش (نومبر) برطانوی حکومت کا ہندوستان میں ایک وفد بھیجنے کا فیصلہ (دسمبر)

۱۹۴۶ء - برطانوی پارلیمانی وفد ہندوستان میں (۵ جنوری تا ۱۱ر فروری) ہندوستان میں نئے انتخابات کا آغاز (فروری) برطانوی وزارتی مشن ہندوستان میں (۲۳ر مارچ تا ۳۰ر جون) کانگریسی اور لیگی

لیڈروں سے مذاکرات۔ شملہ کانفرنس کی ناکامی (۵ تا ۱۲ مئی)۔ حکومتِ ہند کی تشکیل کے لئے نئی برطانوی سکیم (۱۶ مئی) متحدہ ہند کے ساتھ صوبوں کی گروپ بندی۔ عارضی حکومت کے متعلق فیصلہ (۱۶ جون) مشن کی لیگ سے روگردانی اور کانگرس سے مفاہمت کی کوشش (۲۶ جون) مسلم لیگ کونسل نے برطانوی سکیم کو مسترد کر دیا اور قانون شکنی کا عزم کیا (۲۹ جولائی) مسلم لیگ نے ہندوستان بھر میں یوم عمل منایا (۱۶ اگست) کلکتہ میں شدید ہندو مسلم فسادات (اگست) کانگرس کے ذریعہ عارضی حکومت کی تشکیل (۲ ستمبر) عارضی حکومت میں لیگ کی شرکت (۱۵/۲۵ اکتوبر) نواکھلی (بنگال) میں فرقہ وارانہ فساد (۱۵ اکتوبر) بہار میں ہزارہا مسلمانوں کے قتل عام کا آغاز (۲۹ اکتوبر) ملک میں جابجا فرقہ وارانہ فسادات (نومبر) کانگرس کا سالانہ اجلاس میرٹھ میں (۲۱/۲۴ نومبر) برطانوی حکومت اور ہندوستانی لیڈروں کے مذاکرات لندن میں (۳ تا ۶ دسمبر) برطانوی حکومت کی طرف سے لیگی نقطۂ نظر کی حمایت۔ نئی دہلی میں دستور ساز اسمبلی کے اجلاس کا آغاز (۹ دسمبر) مسلم لیگ نے مقاطعہ کیا۔ سندھ کے نئے انتخابات میں مسلم لیگ کی فتح (۱۷ دسمبر) دستور ساز

اسمبلی کا التوا ۲۰؍ جنوری تک (۲۳؍ دسمبر)

۱۹۴۷ء: سندھ میں مسلم لیگ کی وزارت (۳؍ جنوری)۔ پنجاب میں کامیاب
لیگی تحریک (۲۴؍ جنوری تا ۲۶؍ فروری)۔ برطانوی حکومت کا بیان
دارالعوام میں کہ برطانیہ جون ۴۸ء تک ہندوستان میں اختیارات
حکومت منتقل کردے گا (۲۰؍ فروری) لاہور میں ہندوؤں اور سکھوں
کا تشدد آمیز مظاہرہ پاکستان کے خلاف (۴؍ مارچ) پنجاب اور پھر ملک بھر میں
فرقہ وارانہ فسادات (مارچ تا آخیر سال)۔ جناح اور گاندھی کی مشترکہ
اپیل تشدد کے خلاف (۱۵؍ اپریل) ہندوستان کی آزادی کے
متعلق برطانیہ کا نیا منصوبہ (ہندوستان اور پاکستان کی آزاد
حکومتوں کا قیام) (۳؍ جون) مونٹ بیٹن ہندوستان کے اور
مسٹر جناح پاکستان کے گورنر جنرل مقرر ہوئے (۴؍ اگست) کراچی
میں پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کا افتتاح (۱۰؍ اگست) ہندوستان
اور پاکستان میں جشن آزادی اور دونوں ملکوں میں علیحدہ خود مختار
حکومتوں کا قیام (۱۵؍ اگست)

آل انڈیا مسلم لیگ کے اہم واقعات

مسلم لیگ سے پہلے مسلمانوں کی سیاسی مساعی ۔ ۱۸۵۹ء میں سر سید احمد خاں نے رسالہ "اسباب بغاوتِ ہند" لکھ کر دلیری سے یہ بات واضح کی کہ غدر کی اصلی وجہ حکومت کے کاموں میں ہندوستانیوں کا شریک نہ کیا جانا تھا۔ یہ گویا ہندوستان کا پہلا سیاسی منشور تھا۔ ۱۸۸۶ء میں سر سید نے مسلمانوں کو ہدایت کی کہ وہ کانگرس میں شرکت نہ کریں کیونکہ ایسا کرنا مختلف وجوہ سے اُن کے لئے مفید نہ تھا۔ ۱۸۸۸ء میں اُنہوں نے یونائٹیڈ انڈین پیٹریاٹک ایسوسی ایشن اور ۱۸۹۳ء میں بعض ہندوانہ تحریکات سے متاثر ہو کر محمڈن ڈیفنس ایسوسی ایشن قائم کی۔ ۱۹۰۱ء میں اُردو کے خلاف بعض ہندوؤں کی شورش پر وقار الملک کی صدارت میں مسلمانوں کی ایک سیاسی و معاشرتی آرگنائزیشن قائم ہوئی۔ ۱۹۰۶ء میں مجوزہ سیاسی اصلاحات کے سلسلے میں مسلمانوں کے ایک وفد نے وائسرائے کے سامنے یہ میموریل پیش کیا کہ چونکہ مسلمان ہندوؤں سے جُدا ایک قوم ہیں۔ اِس لئے اُنہیں ملکی مجالس میں جُداگانہ نیابت حاصل ہونی چاہئے۔

مسلم لیگ کا قیام ۱۹۰۶ء (۳۰ دسمبر) ابتدائی دور۔ ہندوستان میں ہندوانہ تحریکات اور مجوزہ سیاسی اصلاحات اور بیرون ملک میں بعض بین الاقوامی واقعات سے متاثر ہو کر مسلمانانِ ہند نے اپنی جداگانہ سیاسی تنظیم کی اشد ضرورت محسوس کی اور اُن کے سربرآوردہ رہنماؤں نے اکٹھے ہو کر ڈھاکہ میں نواب وقار الملک کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ قائم کی جس کا مقصد مسلمانوں کے سیاسی حقوق اور مفاد کی حفاظت اور دیگر اقوام ہند سے اچھے تعلقات پیدا کرنا قرار پایا۔

(۱) پہلا سالانہ اجلاس ۱۹۰۷ء (دسمبر) نشستِ اوّل (بمقام کراچی) صدر آدم جی پیر بھائی۔ لیگ کا دستور اساسی مکمل کیا گیا۔

۱۹۰۸ء (مارچ) نشستِ دوم (علی گڑھ)۔ صدر (جسٹس) میاں محمد شاہ دین مجوزہ سیاسی اصلاحات کے متعلق کمیٹی بنائی گئی۔

لندن میں زیر صدارت سید امیر علی مسلم لیگ کی شاخ قائم ہوئی جس کے ذریعے وزیر ہند سے اہم گفت و شنید ہو کر جداگانہ انتخاب کا مسئلہ طے ہوا۔

(۲) دوسرا سالانہ اجلاس ۱۹۰۸ء (دسمبر) امرتسر صدر سر علی امام۔ قرارداد میں لوکل بورڈوں میں فرقہ وارانہ نمائندگی کی توسیع وغیرہ۔

(۳) ۱۹۱۰ء (جنوری) (دہلی) سر آغا خاں قرارداد ملازمتوں میں مسلمانوں کا مناسب حصہ۔

مطالبۂ آزادی کا دور ——

(۴) ۱۹۱۰ء (دسمبر) (ناگپور) صدر سید نبی اللہ (خطبے میں دفتری حکومت

پر اعتراض اور ہندو مسلم اتحاد پر زور

(۵) ۱۹۱۲ء (مارچ - کلکتہ) صدر نواب ڈھاکہ (خطبے میں تقسیمِ بنگال کی تنسیخ کے خلاف مسلمانوں کی رنجش کا اظہار (ق: طرابلس و ایران کے مسلمانوں سے ہمدردی۔

(۶) ۱۹۱۳ء (مارچ - لکھنؤ) صدر میاں محمد شفیع۔ کانگرسی لیڈر بھی شریک ہوئے) مسلم لیگ کے مقاصد میں یہ الفاظ بڑھائے گئے "تاجِ برطانیہ کے تحت میں ہندوستان کے حسبِ حال سلف گورنمنٹ حاصل کرنا"

(۷) ۱۹۱۳ء (دسمبر - آگرہ) صدر سر ابراہیم رحمت اللہ (خطبہ - جنگِ بلقان میں ترکی کے خلاف برطانیہ کے رویے کی شکایت اور امور مفادِ عامہ مثلاً وزیر ہند کی کونسل، دوامی بندوبست وغیرہ پر بحث نیز ہندوؤں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنے کا مشورہ)

(۸) ۱۹۱۵ء - دسمبر) صدر مظہر الحق صاحب (مسٹر جناح کی تحریک پر ایک کمیٹی بنی کہ کانگرس سے سمجھوتا کر کے اصلاحات کی ایک سکیم تیار کرے) اس کے بعد پانچ چھ سال تک کانگرس اور لیگ کے اجلاس ایک ہی مقام پر منعقد ہوتے رہے اور مسلمانوں کی طرف سے ہندوؤں کی طرف عقیدت و تعاون کا اظہار ہوتا رہا۔

(۹) ۱۹۱۶ء دسمبر۔ لکھنؤ) صدر مسٹر محمد علی جناح۔ کانگرس کے ساتھ "میثاق لکھنؤ"
کا مشہور معاہدہ ہوا جس میں جُداگانہ انتخاب تسلیم کیا گیا اور مسلم اکثریت
کے صوبوں میں اُن کی نیابت آبادی کے تناسب سے کم اور
اقلیت کے صوبوں میں زیادہ کی گئی قرار دادیں۔ قوانین اسلحہ،
مطابع و حفاظتِ ہند کے خلاف احتجاج۔

(۱۰) ۱۹۱۷ء دسمبر۔ کلکتہ) صدر: مولانا محمد علی جن کی نظر بندی کے باعث مہاراجہ
محمود آباد نے صدارت کی۔ پریس ایکٹ کی تنسیخ، ملازمتوں اور
یونیورسٹیوں میں مسلمانوں کی مناسب نمائندگی اور اردو کو دفتری
زبان اور ابتدائی تعلیم کا ذریعہ بنانے کے متعلق قرار دادیں گاندھی
جی نے بھی ایک تقریر کی۔

(۱۱) ۱۹۱۸ء دسمبر۔ دہلی) صدر مولوی فضل الحق (خطبہ: تمام خرابیوں کا علاج
سلف گورنمنٹ بتایا گیا) قرار دادیں: کامل ذمہ دار حکومت
کا فوری مطالبہ۔ اِس اجلاس میں علماء کثرت سے شریک
ہوئے اور خلافت کے متعلق پُرجوش تقریریں ہوئیں۔

(۱۲) ۱۹۱۹ء دسمبر۔ امرتسر) صدر حکیم اجمل خاں۔ رولٹ بل اور مارشل لاء
کے نفاذ سے ہندو مسلم اتحاد کی اُمنگ پیدا ہو گئی تھی۔ ایک
قرار داد مکمل ذمہ دار حکومت کے متعلق کانگرس کے ساتھ مل کر

سمجھوتا کرنے کی بابت منظور ہوئی۔

(۱۳) ۱۹۲۰ء (دسمبر) (ناگپور) صدر ڈاکٹر انصاری۔ گاندھیانہ تحریک کے اثر سے

عدم تعاون کی قرارداد منظور ہوئی۔

(۱۴) ۱۹۲۱ء (دسمبر) (احمد آباد) صدر مولانا حسرت موہانی (خطبے میں کامل آزادی کو نصب العین

قرار دینے پر زور دیا گیا لیکن لیگ نے یہ قرارداد نا منظور

کر دی۔

دورِ غفلت:۔ عدم تعاون کے خاتمے، خلافت کے انجام، شدھی و سنگھٹن کے

اجراء اور خلافت کمیٹی و جمعیتہ العلماء کی تشکیل سے مسلم لیگ

کمزور ہو گئی

۱۹۲۳ء (مارچ) (لکھنؤ) صدر مسٹر بھرگری۔ جلسے کا کورم بھی پورا نہ ہوا۔

(۱۵) ۱۹۲۴ء (مئی) (لاہور) صدر مسٹر محمد علی جناح۔ (خطبہ۔ عدم تعاون پر نکتہ چینی اور

ہندو مسلم اتحاد پر زور دیا) قرارداد میں جداگانہ نیابت مسلم اکثریت

کے صوبوں کی صوبجاتی خود مختاری اور مکمل مذہبی آزادی۔

(۱۶) ۱۹۲۴ء (دسمبر) (بمبئی) صدر سر رضا علی۔ دوسری سیاسی جماعتوں کے ساتھ

گفت و شنید کرنے کے لئے ایک کمیٹی مرتب ہوئی۔ لیکن ہندو

مسلم بلوے سال بسال بڑھتے گئے۔

(۱۷) ۱۹۲۵ء (دسمبر) (علی گڑھ) صدر سر عبدالرحیم (خطبہ۔ ہندوستان میں مسلمان

اُسی وقت ایک خودمختار حکومت دیکھنا پسند کریں گے جب وُہ
مسلمانوں کے حقوق کی اِسی قدر پاسبانی کرے جس قدر ہندؤوں
کی۔

(۱۸) ۱۹۲۶ئہ (دسمبر۔ دہلی، سر عبدالقادر۔ (خطبہ۔ ملک کے نظم و نسق میں مُسلمانوں
کو مناسب حصّہ ملنے پر زور) مجوزہ اصلاحات کے لئے ایک
مرکزی کمیٹی اَور صوبائی کمیٹیاں بنیں۔ سائمن کمیشن کی آمد پر مسلم لیگ
میں دو پارٹیاں ہوگئیں۔

(۱۹) ۱۹۲۷ئہ (دسمبر۔ کلکتہ) صدر سر محمّد یعقوب۔ قرار دادیں۔ سائمن کمشن کا مقاطعہ
کانگرس کے ساتھ مل کر آئین بنانے کے متعلق کمیٹی بعض شرائط
پر مشترکہ انتخاب منظور کرنے کا فیصلہ۔

حقوق طلبی کا دور ـــــ

(۲۰) ۱۹۲۸ئہ (دسمبر۔ کلکتہ) صدر مہاراجہ محمود آباد۔ لیگ نے کانگرس کے اِس
جلسے میں جو نہرو رپورٹ کے متعلق منعقد ہو رہا تھا اپنے نمائیندے
بھیجے مگر وہاں لیگی تجاویز رَد کر دی گئیں۔ اِسی وقت میں دہلی
میں مسلم آل پارٹیز کانفرنس کا جلسہ ہوا۔

۱۹۲۹ئہ (مارچ) دہلی میں مسلم لیگ کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا جس
میں مسٹر جناح کے وہ چودہ نکات منظور ہوئے جو گیارہ برس

تک مسلمانوں کے قومی مطالبات سمجھے گئے۔

(۲۱) ۱۹۳۰ء (دسمبر - الہ آباد) صدر سر محمد اقبال (خطبہ۔ شمال مغربی ہند میں ایک اسلامی ریاست قائم کرنے کی تجویز)

(۲۲) ۱۹۳۱ء (دسمبر۔ دہلی) صدر سر ظفر اللہ خاں۔ گول میز کانفرنس میں وزیر اعظم برطانیہ کے بیان پر احتجاج کہ اُس سے مُسلم حقوق کا پورا تحفظ نہیں ہوتا۔

(۲۳) ۱۹۳۳ء (نومبر - دہلی) صدر حافظ ہدایت حسین۔ قرار دادیں۔ وزیر اعظم برطانیہ کے "فرقہ وارانہ فیصلہ" کی حمایت اور مجوزہ آئین میں مسلم حقوق کی توضیح پر اصرار۔ نیز اتحادِ ملی کی تجویز منظور ہوئی جس پر مارچ ۳۴ء میں مسٹر جناح کو مسلم لیگ کا مستقل صدر منتخب کیا گیا۔

(۲۴) ۱۹۳۶ء (اپریل - بمبئی) صدر سر وزیر حسن قرار دادیں۔ مرکزی فیڈریشن کے خلاف اور صوبائی سکیم سے فائدہ اُٹھانے کے حق میں فیصلہ۔ نیز آئندہ انتخابات کے لئے مسٹر جناح کی صدارت میں ایک پارلیمنٹری بورڈ کا قیام۔

دورِ جدید ——

کانگرس کو ۳۷ء کے انتخابات میں توقع سے بڑھ کر کامیابی ہوئی وہ سات صوبوں میں حکومت کرنے لگی اور اُس نے ہندوستان

میں کانگریسی راج قائم کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اِس پر مسلم لیگ میں ایک نئی زندگی پیدا ہوئی اَور وہ مسلم عوام کی جماعت بن کر دن دُونی رات چوگنی ترّقی کرنے لگی۔

اب سال میں متعدد بار لیگ کونسل اَور ورکنگ کمیٹی کے جلسے ہونے لگے اَور لیگ کے مستقل صدر قائدِ اعظم محمّد علی جناح کی شبانہ روز سرگرمیوں سے لیگ ایک زندہ جماعت بن گئی۔ اُنہوں نے جگہ جگہ دورے کئے اَور تقریریں کیں اَور تمام اہم مواقع پر لاجواب بیانات جاری کئے جن سے نہ صرف ہندوستان کے کونے کونے میں بلکہ اسلامی ممالک برطانیہ اَور امریکہ تک مسلم لیگ کا پیغام جا پہنچا۔

(۲۵) ۱۹۳۷ء (اکتوبر۔ لکھنؤ) صدر مسٹر محمد علی جناح :۔ "اپنے حیات انگیز خطبے میں صدر نے کہا کہ "اکثریت سے سمجھوتے کا امکان نہیں اَور میں چاہتا ہوں کہ مسلمان اِس صورتِ حال پر غور و فکر کریں اور تمام ہندوستان میں ایک متحدہ پالیسی اختیار کرکے اَور اس پر نہایت وفاداری سے قائم رہ کر اپنی قسمت کا آپ فیصلہ کریں"۔ قرار دادیں۔ فیڈریشن کی مذمت، اُردو کی حمایت، مسلمانوں کی اقتصادی معاشری اَور تعلیمی ترّقی کے لئے پروگرام

نیز ہندوستان کے لئے کامل آزادی اور آزاد جمہوری ریاستوں
کے وفاق کا قیام لیگ کا نصب العین قرار پایا۔

۱۹۳۸ء (اپریل ۔ کلکتہ) صدر محمد علی جناح ۔ یہ خاص اجلاس شہید گنج کے
قبضے پر غور کرنے کے لئے طلب کیا گیا۔

(۲۶) ۱۹۳۸ء (دسمبر ۔ پٹنہ) صدر محمد علی جناح ۔ (خطبہ: "اب کانگرس کی قلعی بالکل
کھل چکی ہے ہم مسلمان کوئی عطیہ نہیں چاہتے۔ میں ہر ایک سے
درخواست کرتا ہوں کہ مسلم لیگ میں آؤ جو تمام مسلمانوں کی جماعت
ہے تم اسے جیسی بھی چاہو بنا سکتے ہو) قراردادیں۔ کانگرسی مظالم
کے خلاف ڈائریکٹ ایکشن کا فیصلہ، عورتوں کی کمیٹی کی تشکیل،
اسلامی سادگی پر زور۔

(۲۷) ۱۹۴۰ء (مارچ ۔ لاہور) صدر محمد علی جناح (خطبہ: "ہم یقیناً ہندوستان کی
آزادی کے طالب ہیں لیکن یہ آزادی ہندوستان کے تمام
باشندوں کی آزادی ہونی چاہئے۔ مسلمان اقلیت نہیں بلکہ
ہر اعتبار سے ایک قوم ہیں) اس اجلاس کی سب سے اہم تجویز
پاکستان کی قرارداد تھی جس کی رُو سے ہندوستان کے شمال
مغرب اور شمال مشرق میں آزاد خود مختار مسلم ریاستوں کے
قیام کا فیصلہ کیا گیا۔

(۲۸) ۱۹۴۱ء (اپریل - مدراس) محمد علی جناح (خطبہ تعلیمی ترقی۔ معاشری اصلاح اقتصادی بہتری اور سیاسی تربیت کے متعلق دوسرا پنجسالہ لائحہ عمل پیش کرکے صدر نے کہا کہ مسلمانوں کو اس طرح خود اپنی قوت کا ہتھیار تیار کرنا چاہیئے) ایک قرارداد کے ذریعے سے پاکستان کو لیگ کے دستور العمل کا ایک جزو قرار دیا گیا۔

(۲۹) ۱۹۴۲ء (اپریل - الہ آباد) صدر۔ محمد علی جناح۔ (خطبے میں کرپس کی تجاویز پر روشنی ڈال کو اس امر کی وضاحت کی گئی کہ ان میں مسلمانوں کی قومی وحدت کو واضح طور پر تسلیم نہیں کیا گیا) قرارداد:- مسلمانوں کے جان و مال و ناموس کے تحفظ کے لئے ایک کمیٹی کی تشکیل۔

(۳۰) ۱۹۴۳ء (اپریل - دہلی) صدر محمد علی جناح۔ (خطبہ۔ ۱۸۶۱ء تا حال تک کے اہم واقعات، گاندھیانہ ادارات، ہندو ذہنیت اور اسلامی نظریۂ جمہوریت و آزادی، پاکستان اور وفاق کی تجویز اور برطانیہ کی پُرفریب پالیسی وغیرہ پر تبصرہ نیز امیروں کو تنبیہ کہ وہ لالچ اور خود غرضی چھوڑ دیں اور یہ اعلان کہ پاکستان کا دستور خود عوام وضع کریں گے) قراردادیں۔ گورنمنٹ کو پھر توجہ دلائی گئی کہ اس نے تعاون پر لیگ کی آمادگی سے بے اعتنائی برتی ہے اور

تنبیہ کی گئی کہ مسلمان کسی ایسے سمجھوتے پر راضی نہ ہوں گے جو ان کے مخصوص حقوق کو نظر انداز کردے نیز اتحادی اقوام کو توجہ دلائی گئی کہ جنگ کے خاتمے پر تمام اسلامی ممالک کو آزاد کیا جائے۔

(۳۱) ۱۹۴۳ء (دسمبر۔ کراچی) صدر محمد علی جناح یہ آل انڈیا مسلم لیگ کا آخری عام اجلاس تھا۔ خطبے میں صدر نے مسلمانوں کو ہشیار کیا کہ پاکستان کے لئے جدوجہد طویل ہو گی اور سخت لیکن کہا کہ اسلامی ہند اب مخالفانہ نعروں اور دھمکیوں سے ہرگز نہ ڈرے گا۔ حکومت کو اور ہندوؤں کو یقین دلایا کہ مسلمان اُن سے صلح کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں لیکن یہ صلح باعزت صلح ہونی چاہئے اور اعلان کیا کہ پاکستان سے مُراد نہ صرف مسلمانوں کی آزادی ہے بلکہ ہندوؤں کی آزادی بھی ہے) یہ اجلاس اس لحاظ سے غیر معمولی تھا کہ اس میں "مجلسِ عمل" مقرر ہوئی اور پاکستان کے علاقوں کے اقتصادی حالات کا جائزہ لینے کے لئے ایک تعمیری کمیٹی کی تجویز ہوئی (جسے صدر نے اگست ۱۹۴۴ء میں نامزد کیا) اور ورکنگ کمیٹی کی طرف سے ایک مرکزی پارلیمنٹری بورڈ منتخب ہوا جس سے لیگ کے مرکز میں نئی زندگی کے آثار پیدا ہو کر قومی تنظیم کا کام زیادہ تسلی بخش طور پر سرانجام ہونے لگا۔

۱۹۴۴ء ستمبر ۱۹۴۴ء میں جناح گاندھی گفت وشنید ہوئی اور جون وجولائی
۱۹۴۵ء ۱۹۴۵ء میں وائسرائے نے شملہ میں لیڈروں کی ایک کانفرنس
۱۹۴۵ء منعقد کی۔ لیکن فرقہ وار سمجھوتے کی سب کوششیں بیکار ثابت
ہوئیں۔ آخر اگست ۱۹۴۵ء میں برطانیہ کی نئی مزدور حکومت نے
ہندوستان میں موسم سرما میں نئے انتخابات کرنے کا اعلان کیا۔
جس پر سیاسی جماعتوں نے اور بالخصوص کانگرس اور مسلم
لیگ نے اکھنڈ ہندوستان اور پاکستان کے نصب العین کو
سامنے رکھ کر اس سیاسی جنگ کے لئے زبردست تیاریاں
شروع کر دیں ان انتخابات (منعقدہ ۱۹۴۵-۴۶ء) میں ہندوؤں
میں کانگرس اور مسلمانوں میں مسلم لیگ کو مکمل کامیابی حاصل ہوئی
۱۹۴۶ء مارچ ۱۹۴۶ء میں برطانیہ کا وزارتی مشن ہندوستان آیا۔
اور یہاں اس نے حکومتِ ہند کی تشکیل کے لئے ایک نئی
سکیم پیش کی جو اکھنڈ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان
ایک اعتدال کی راہ تھی مسلم لیگ نے پہلے اسے منظور کر لیا
لیکن بعد میں وہ حکومت کے غیر منصفانہ رویے کی وجہ سے
اسے مسترد کرنے پر مجبور ہو گئی۔ وائسرائے نے عارضی حکومت
کانگرس کے سپرد کر دی اور گو مسلم لیگ بھی جلد ہی اس میں

شریک ہو گئی اَور برطانوی حکومت نے سال کے آخیر میں سکیم کے
متعلق مسلم لیگ کے نقطۂ نظر کو تسلیم کر لیا لیکن کانگرس نے
بغیر مسلم لیگ کی شرکت کے دستور ساز اسمبلی کو اپنی مرضی کے
مطابق چلانے کی کوشش کی ساتھ ہی ملک میں جا بجا ہندوؤں
مسلمانوں کے فسادات برپا ہو گئے اَور کانگرس کا رویہ روز
بروز زیادہ متکبرانہ ہوتا گیا مسلم لیگ نے سمجھ لیا کہ جب تک
مسلمان پوری طرح منظم اَور مضبوط ہو کر اپنے قومی نصب
العین کے لئے ہر طرح کی قربانی کرنے پر تیار نہ ہو جائیں گے
وُہ اپنی آزادی حاصل نہ کر سکیں گے۔

۱۹۴۷ء۔ جنوری میں پنجاب میں صوبہ مسلم لیگ کے تحت سول نافرمانی
کی ایک زبردست تحریک جاری کی گئی جو بہت نتیجہ خیز ثابت
ہوئی۔ برطانوی حکومت نے ملک کو آزادی دینے کا اعلان
کیا (۲۰ فروری) اَور اپنے ۳ ر جون کے منصوبے کے ذریعے
ہندوستان اَور پاکستان کی آزادی تسلیم کر لی۔ اِس کے
مطابق ۱۵ ر اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان بطور ایک آزاد
مملکت کے قائم ہو گیا یعنی مسلم لیگ نے اپنا نصب العین
حاصل کر لیا۔ اِس کے نتیجے کے طور پر ۱۴/۱۵ دسمبر کو پاکستان

کے دارالسلطنت کراچی میں آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا آخری اور ہنگامہ خیز اجلاس منعقد ہوا جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کو پاکستان مسلم لیگ اور ہندوستان مسلم لیگ دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

مغربی پاکستان
تبت
ایران
تان
قلات
بحیرہ عرب
میل
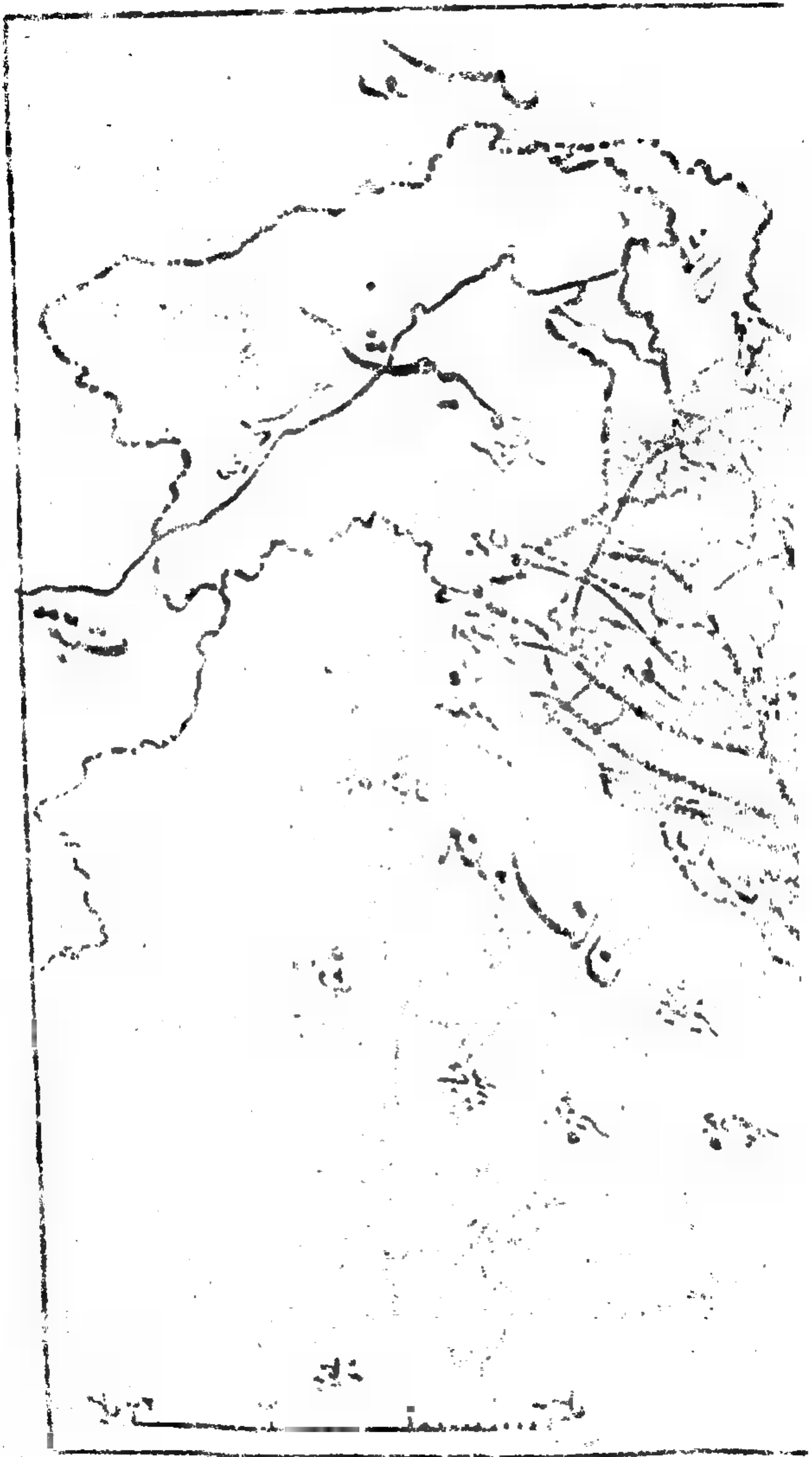
اسلامی ہند میں بیداری اور تشکیل پاکستان

ہندوستان میں اسلامی حکومت اگرچہ کہنے کو اورنگ زیب کی وفات (۱۷۰۷ء) کے ڈیڑھ سو سال بعد تک قائم رہی لیکن دراصل حکومت اور امراء دونوں کی طاقت اور سطوت اٹھارہویں صدی کے وسط تک ختم ہو چکی تھی۔ انیسویں صدی کے شروع میں مسلمانوں کے سیاسی تنزل کی تکمیل ہوئی چنانچہ ۱۸۰۳ء میں انگریز دہلی میں داخل ہوئے۔ لیکن اسی زمانے میں اُن کے بعض افراد کے دل میں مذہبی احیاء اور معاشری اصلاح کا خیال پیدا ہوا۔ شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز وغیرہ کی کوششوں سے علم دوست لوگوں میں مذہب کی صحیح واقفیت بڑھتی گئی لیکن عوام کی مذہبی حالت بہت گری ہوئی تھی اور مذموم معاشری رسموں میں مسلمانوں اور ہندوؤں میں زیادہ فرق نہ تھا۔

سیاسی تنزل اور معاشری تخریب کے اس نازک وقت میں ایک پُر خلوص مُصلح سید احمد بریلوی پیدا ہوئے جنھوں نے وہابی عقائد سے متاثر ہو کر ۱۸۱۶ء سے ۱۸۳۱ء تک پندرہ سال مسلمانوں کی مذہبی و معاشری خرابیوں کے دُور

کرنے کی پوری کوشش کی۔ اسی سلسلے میں مذہبی آزادی کے حصول کے لئے انہوں نے دسمبر ۱۸۲۶ء میں سکھوں کے خلاف مذہبی جہاد کی مہم بھی شروع کی جس کے دوران میں سات ہزار مجاہدین نے پشاور کے قریب میدانِ جنگ میں نمایاں کامیابی حاصل کی اور سید احمد نے ایک نظام حکومت قائم کر کے قبائل کی معاشرتی اصلاح کے احکام نافذ کئے۔ لیکن بعض افغانوں کی غداری سے جو سکھوں کے ساتھ شریک ہو گئے آخر کار مسلمانوں کو شکست ہوئی اور اُن کا رہنما ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو بالاکوٹ میں شہید ہوا یعنی مسلمانوں کی مساعی خود مسلمانوں ہی کے ہاتھوں برباد ہو گئیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سید احمد بریلوی نے پہلی بار ہندوستان کے مسلمانوں کو دوسری قوموں کے مقابلے میں جمع کیا اور اُن کے اصلاحی کام کو اُن کے بعض مذہبی جانشینوں نے جاری رکھا۔ سرسید کئی باتوں میں اپنے ہم نام کے ہم خیال تھے اور اُن کے عقیدت مند تھے۔ اِس زمانے میں بہار میں مسلمانوں میں فرائضی تحریک اُٹھی جس کا مقصد غریب مسلمانوں اور خصوصاً مومنوں کی ناگفتہ حالت کی اصلاح اور اُن کی امداد تھا۔

۱۸۵۷ء میں غدر ہوا مسلمانوں کی رہی سہی عزت خاک میں مل گئی۔ انگریزی حکومت سو سال سے اُن کی ذلت کے در پے تھی۔ بتدریج مسلمانوں کی زمینیں اور عہدے چھین لئے گئے۔ اسلامی تعلیم کے ذرائع ختم کر دیئے گئے۔ ۱۸۳۷ء میں فارسی زبان عدالتوں سے خارج کر دی گئی۔ غدر کے بعد اُن پر عتاب اور

بڑھتا گیا۔ اِس طرح مسلمان پسپا بھی ہوئے اور ان مظالم سے متاثر ہو کر نئی حکومت اَور اُس کے اداروں سے بیزار بھی ہوتے گئے۔ اُدھر ہندوؤں کی بے رحمی نے اُن کے زخموں پر اَور بھی نمک چھڑکا۔ اِس ناگفتہ بہ حالت میں ایک دور اندیش ہمدردِ ملّت اُٹھا جس نے اپنی مایوس پسماندہ قوم کو اُمید محنت اَور ترقی کا زندگی بخش پیغام دیا۔ یہ مردِ خدا سر سید احمد خاں تھا۔ یہ اُنہیں کی جد و جہد کا نتیجہ تھا کہ "گو ملک ہاتھوں سے گیا ملّت کی آنکھیں کھل گئیں"۔

سر سیّد نے قدامت پسند مسلمانوں کو نئے زمانے کی ضروریات سے آگاہ کیا اَور ہزار دقتّوں سے اُن کو نئے علوم کے حصول اَور نئی حکومت سے تعاون پر آمادہ کیا۔ اپنی مذہبی تصانیف اَور رسالہ تہذیب الاخلاق کے اجراء سے اُنہوں نے ثابت کر دکھایا کہ اسلام عقل کے اُصولوں پر مبنی ہے۔ اُن کی تعلیمی مساعی ۱۸۷۵ء میں تکمیل کو پہنچیں جب علی گڑھ کالج کا افتتاح ہوا جو کم از کم تیس برس تک مسلمانانِ ہند کا واحد قومی مرکز بنا رہا۔ سنہ ۱۸۸۴ء میں سر سید نے پنجاب کا دورہ کیا جہاں "زندہ دلانِ پنجاب" کی قدردانی سے اُن کو بڑی تقویت پہنچی۔ پنجاب کے مسلمان "سر سید کی منادی پر اِس طرح دوڑے جس طرح پیاسا پانی پر دوڑتا ہے"۔ ایک طرف وہ علی گڑھ سے وابستہ ہوئے دوسری طرف اُنہوں نے لاہور میں انجمن حمایت اسلام کا ادارہ قائم کیا۔ دسمبر ۱۸۸۶ء میں سر سیّد نے آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد ڈالی جس کے اجلاس ہر سال مختلف

مقامات پر منعقد ہو کر مسلمانوں میں ایک نئی زندگی پھونکنے کا باعث ہوئے ۱۸۶۷ء میں بنارس کے بعض ہندوؤں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اُردو موقوف کر کے ملک میں بھاشا زبان جاری کی جائے۔ سر سید کہتے تھے کہ "یہ پہلا موقعہ تھا جب مجھے یقین ہو گیا کہ اب ہندو مسلمانوں کا بطور ایک قوم کے ساتھ چلنا محال ہے اور دونوں قومیں کسی کام میں دل سے شریک نہ ہو سکیں گی"۔ ۱۸۸۵ء میں انڈین نیشنل کانگرس کی بنا پڑی۔ سر سید نے مسلمانوں کو اس میں شرکت کرنے سے روکا کیونکہ اُن کی دُور اندیشی نے دیکھ لیا کہ اس سے مسلمانوں کو بحیثیتِ قوم کے نقصان پہنچے گا۔ اپنے ایک اہم بیان میں انہوں نے کہا کہ جمہوری طریقہ ہندوستان کے لئے موزوں نہیں۔ یہ امر قابلِ غور ہے کہ سر سید کے پیشِ نظر انگریزوں کی خوشنودی نہ تھی بلکہ اپنی قوم کی ترقی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ پہلے ہندوستانی تھے جنہوں نے غدر کے بعد ۱۸۵۹ء میں اپنی مشہور تصنیف "اسبابِ بغاوتِ ہند" لکھ کر حکومت کو توجہ دلائی کہ غدر کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ ہندوستانیوں کو ملک کی سیاسی کونسلوں میں شامل نہ کیا گیا۔ پھر ۱۸۷۸ء میں جب وہ کونسل کے ممبر نامزد ہوئے تو انہوں نے ملکی اور قومی مفاد پر پے در پے تقریریں کیں۔ ۱۸۹۸ء میں جب سر سید نے انتقال کیا تو اُن کی قوم اپنے خوابِ گراں سے جاگ چکی تھی۔

سر سید کے بعد ان کے رفقاء نے اُن کا شاندار کام جاری رکھا۔

محسن الملک، وقار الملک، حالی، نذیر احمد، ذکا اللہ، شبلی وغیرہ نے تعلیمی سیاسی اور ادبی خدمات سرانجام دیں۔ محسن الملک نے علی گڑھ کالج کو ترقی دی۔ وقار الملک ایک سیاسی جماعت کی تشکیل میں معاون ہوئے۔ حالی کے مسدس نے ہندوستانی مسلمانوں کی زندگی میں انقلاب کی لہر دوڑا دی۔ شبلی نے اسلامی تاریخ کے آئینے میں انہیں اپنی گزشتہ عظمت دکھا کر ان کے دلوں کو گرما دیا۔ امیر علی نے اپنی انگریزی تصانیف سے مغربی حلقوں میں اسلام کی وقعت پیدا کی۔

علی گڑھ تحریک کی وجہ سے قوم میں کئی اور تحریکات شروع ہو گئیں۔ اختلافات ضرور رونما ہوئے لیکن ایک حد تک یہ نئی زندگی کا نشان تھے۔ سرسید، امیر علی اور دیگر بزرگوں نے اسلام کو مغربی علوم سے اس طرح جا ملایا تھا کہ اسے ایک ترقی یافتہ مذہب ثابت کیا۔ لیکن اس جدید علم الکلام کے ردِ عمل کے طور پر بعض اور مذہبی مساعی بروئے کار آئیں۔

شبلی نے لکھنؤ میں ندوۃ العلماء قائم کیا۔ دیوبند میں علماء نے قدیم طرز کی درس گاہ بنا کر ملک میں قدیم اسلامی علوم کے چراغ روشن کئے

ان مساعی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب سے بیگانگی بہت حد تک کم ہو گئی اور مغرب کی ذہنی غلامی سے نجات ملی لیکن ساتھ ہی ایک ایسی فضا بھی پیدا ہو گئی جس میں اپنی ہر چیز اچھی اور دوسروں کی ہر چیز بری نظر آنے لگی۔ اس کی اصلاح ضروری ہو گئی۔

اقبال نے آکر اسلامی و مغربی علوم کے غائر مطالعہ کے بعد اپنا خاص اسلامی فلسفہ قوم کے سامنے پیش کیا جس کا مقصد کامل ترین انسان کی انفرادی و اجتماعی نشوونما ہے۔ اقبال کا خیال ہے کہ انسان اطاعت، ضبطِ نفس اور نیابتِ الٰہی کی تین منزلیں طے کرتا ہوا خودی کی انتہائی بلندی پر پہنچ سکتا ہے۔ اِس ارتقا میں اُسے مذہب کی رہنمائی درکار ہے۔ اقبال نے چار چیزوں پر زور دیا۔ اوّل توحید جس پر پورا ایمان عملاً انسان کو خوف و مایوسی سے آزاد کر دیتا ہے نیز توحید الٰہی، توحید انسانی میں پرتو افگن ہوتی ہے۔ دوم رسولِ اکرم سے محبت اور ان کی مکمل تقلید۔ سوم۔ تفاسیر کو چھوڑ کر براہِ راست قرآن کا مطالعہ اور اس کی تعلیمات کی پیروی۔ چہارم۔ رجائیت یعنی مایوسی اور غم پسندی کو ترک کر کے اُمید ہمت اور جرأت کی راہ اختیار کرنا۔ اقبال نے سچے مومن کی یوں تعریف کی ہے:-

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن | گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت | یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم | دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

اقبال نے اپنی قوم کو یہ کہہ کر جگایا اور اکسایا کہ:-

چلنے والے نکل گئے ہیں | جو ٹھہرے ذرا کچل گئے ہیں

اپنے رہنماؤں کے آوازے سُن کر مسلمان قوم ترقی کی راہ پر کچھ چلنے تو

گئی لیکن جا بجا ٹھوکریں کھاتے ہوئے۔ معاشی حیثیت سے وہ اپنے ہمسایوں سے کہیں پیچھے رہی تعلیمی حیثیت سے وہ ضرور کچھ بڑھی لیکن پھر بھی پسماندہ ہی البتہ اپنے قومی زبان و ادب کو اس نے باوجود اپنے انحطاط کے خوب چمکایا اُردو علم و ادب اور صحافت کو ترقی ہوئی اور ملک میں جا بجا اُردو کی اور دوسری علمی و ادبی انجمنیں پھیل گئیں۔ علی گڑھ کالج ۱۹۲۱ء میں یونیورسٹی کے درجے تک پہنچ گیا اور منجملہ حیدرآباد (دکن) کی دوسری ترقیات کے وہاں جامعۂ عثمانیہ کا شان دار ادارہ قائم ہوا۔ متمدن زندگی کے اکثر شعبوں میں مسلمان دوسروں سے پیچھے ضرور تھے لیکن یہ بات اب اُن پر اور دوسروں پر ظاہر ہو گئی کہ جب بھی اور جہاں بھی وہ بڑھنے کی کوشش کریں وہ دوسروں سے پیچھے نہیں رہتے۔ البتہ باوجود ان سب ترقیوں کے یہ امر اظہر من الشمس تھا کہ جب تک قوم سیاسی حیثیت سے مضبوط و متحد نہ ہو گی اس کی ساری روایات اکارت جائیں گی اور اس کے سارے ارادے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔

مسلمانانِ ہند کی جدید سیاسی زندگی کی داستان یہ ہے کہ انڈین نیشنل کانگریس کے قیام کے بعد گو سر سید نے علی گڑھ میں مسلمانوں کے سیاسی حقوق کے تحفظ کے لیے قدم اُٹھایا لیکن بالعموم اُن کی قومی سیاست یہی تھی کہ مسلمان ملکی سیاست سے الگ تھلگ رہیں اور پہلے مغربی علوم کے حصول سے اپنی قوم کی حالت کو درست اور مضبوط کر لیں۔ مگر بیسویں صدی کے شروع سے ایشیا اور اس

کے ساتھ ہندوستان میں صورت حال دگرگوں ہونے لگی، جاپان کی فتح سے ہندوؤں میں جذبۂ قومیت اور اُبھرا اور انہوں نے تقسیم بنگال کے خلاف (۱۹۰۵ء میں) ایک زبردست تحریک شروع کی۔ علاوہ بریں اُردو ہندی جھگڑے کے سلسلے میں یو۔پی کی حکومت نے علی گڑھ کے تعلیمی ادارے کو اس نیم سیاسی مسئلے میں دخل دینے سے حکماً روک دیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کے لیے اور بھی ضروری ہو گیا کہ وہ اپنے تمدنی و سیاسی حقوق کی حفاظت کے لیے ایک سیاسی جماعت کی بنیاد رکھیں۔ یوں (دسمبر ۱۹۰۶ء میں) مسلم لیگ قائم ہوئی۔ اور ۱۹۰۹ء کی اصلاحات میں مسلمانوں نے جداگانہ انتخاب کا اہم حق حاصل کیا۔ پھر تقسیم بنگال کی تنسیخ (۱۹۱۱ء) اور جنگ بلقان و طرابلس (۱۹۱۲ء) سے جب مسلمانوں کو یقین ہو گیا کہ اُن کے قومی اور بین الاقوامی حقوق حکومت برطانیہ کے ہاتھ میں محفوظ نہیں رہ سکتے تو انہوں نے ہندوستان کے لیے "سلف گورنمنٹ" کا مطالبہ کیا (۱۹۱۳ء) اور کانگرس کی طرف تعاون کا ہاتھ بڑھایا۔ جنگ عظیم نے ہندوستانیوں کے دل میں حرکت پیدا کی کانگرس اور لیگ میں میثاقِ لکھنؤ کا مشہور معاہدہ ہوا جس کی وجہ سے برطانیہ ۲۰ اگست ۱۹۱۷ء کو یہ اعلان کرنے پر مجبور ہو گیا کہ ہندوستان کو بتدریج خود اختیاری حکومت دی جائے گی۔ لیکن جنگ کا ختم ہونا تھا کہ برطانوی حکومت نے ہندوستانیوں سے طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لیں اور ظالمانہ قوانین نافذ کرنے کی ٹھان لی (۱۹۱۹ء) اور اُدھر یورپ میں ترکی

کے حصے بخرے کرنے کی سازش کی۔ اس پر گاندھی نے علی برادران کی مدد سے عدم تعاون کی زبردست تحریک شروع کی (۱۹۲۰ء) لیکن اس تحریک کا ختم ہونا تھا کہ دوسرے ہندو لیڈروں نے شدھی اور سنگھٹن کی اشتعال انگیز کارروائیوں سے ہندو مسلم تعلقات کو قطعاً خراب کر دیا اس زمانے میں مسلمان بیدر غفلت کی نیند سوئے رہے لیکن سائمن کمیشن کی آمد اور نہرو رپورٹ کی مسلم کش تجاویز پر وہ اپنے خواب سے چونکے (۱۹۲۸ء) اور آل انڈیا مسلم کانفرنس میں جمع ہو کر انہوں نے ایک متحدہ سیاسی مطالبہ جو مسٹر جناح کے چودہ[۱۴] نکات سے مطابقت رکھتا تھا دنیا کے سامنے پیش کیا (۱۹۲۹ء) ادھر کانگرس نے گاندھی کی قیادت میں مکمل آزادی کا اعلان کر کے سول نافرمانی کی تحریک شروع کر دی (۱۹۳۰ء) اس دوران میں لندن میں گول میز کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ (۱۹۳۰ء تا ۱۹۳۲ء) اور برطانوی حکومت نے اپنا فرقہ وارانہ فیصلہ سنایا لیکن ہندو لیڈروں کی ہٹ دھرمی کے باعث ہندو مسلمانوں میں کوئی سمجھوتا نہ ہو سکا ۱۹۳۵ء میں نیا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ نافذ ہوا جس کی رو سے مرکز میں فیڈریشن اور صوبوں میں خود اختیاری حکومت کا نفاذ طے پایا ۱۹۳۷ء کے انتخابات کے بعد کانگرس پہلے چھ اور پھر آٹھ صوبوں میں حکومت کرنے لگی جس سے اس کا سر پھر گیا اور اس نے مسلم لیگ سے منہ پھیر کر مسلمانوں کو بحیثیت قوم کے ملیا میٹ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ چنانچہ کانگرسی حکومتوں

نے اُردو کو مٹایا ہندی کو اُبھارا اور ہندو اُمہ تمدن کے دیگر اداروں اور نشانات کو فروغ دے کر ہندوستانی مسلمانوں کی جداگانہ ہستی کو ہندوؤں میں مدغم کرنے کی بیسیوں علانیہ وخفیہ مساعی کیں۔

یہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ایک بے حد نازک وقت تھا مسلمانوں میں کہنے کو کئی سیاسی جماعتیں تھیں مسلم لیگ جو ۱۹۰۶ء میں قائم ہوئی کبھی جاگتی کبھی سوتی رہی۔ اس کے بعد ۱۹۱۹ء کے ہنگامہ خیز سال میں جمعیتہ العلماء نے بنائی ۱۹۲۹ء میں خدائی خدمتگار اور مجلس احرار کا قیام عمل میں آیا۔ اور اسی سال میں نیشلسٹ مسلمانوں نے بھی اپنی ایک کانفرنس منعقد کی۔ وقتاً فوقتاً بعض اور فرقہ وارانجمنیں مثلاً شیعہ کانفرنس مومن کانفرنس وغیرہ بھی ظہور میں آتی رہیں۔ ۱۹۳۷ء میں جب کانگرس برسر اقتدار ہوئی اور اس نے مسلمانوں کی قومی ہستی کو ختم کرنا چاہا تو سوال پیدا ہوا کہ مسلمان اس کا جواب دیتے ہیں۔ اُس خطرناک وقت میں مسلم لیگ کی قیادت جس زبردست شخصیت کے ہاتھ میں تھی اُس نے کانگرس کے چیلنج کو دلیری سے قبول کیا۔ یہ قائداعظم محمد علی جناح تھا جو ایک طرف سیاسی بات چیت میں انگریزی حکومت اور کانگرسی لیڈروں کے ساتھ پورا اُترا اور جس نے دوسری طرف اپنی لاجواب شخصیت کے بل پر ایک پراگندہ اقلیت کو ایک مستقل قوم بنانے میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔

اکتوبر ۱۹۳۷ء میں لکھنؤ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے پچیسویں سالانہ اجلاس

سے اسلامی ہند کی تاریخ بیداری کا ایک نیا دور شروع ہوا چنانچہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو مسلم لیگ نے لاہور میں پاکستان کی قرارداد منظور کی یعنی مسلمانانِ ہند کے لئے ہندوستان کے ایک حصے میں ایک خود مختار حکومت اور ایک جداگانہ آزاد وطن کے قیام کا شاندار منصوبہ باندھا۔ اِس سے مسلمان قوم میں زندگی کی ایک بجلی دَوڑ گئی اب وہ محض تحفظات و مراعات کی سائل نہ رہی بلکہ ایک علیحدہ مستقل آزاد قومیت کی دعوے دار بن گئی جس کی ایک اپنی جدا حکومت ہو ایک اپنی جدا تہذیب اور ایک اپنا جداگانہ وطن۔

پاکستان کی تجویز کے بعد اس منصوبے کو تفصیل سے مکمل کرنے کی ضرورت پیش آئی چنانچہ ۱۹۴۴ء میں معاشی مسئلے پر غور کرنے کے لئے ایک تعمیری کمیٹی وضع کی گئی تعلیمی مسئلے کے لئے ایک تعلیمی کمیٹی بنی اور دیگر اہم مسائل کے لئے مصنفین کی ایک کمیٹی بنائی گئی۔

۱۹۴۴ء میں پنجاب میں مسلم لیگ اور یونینسٹ وزارت میں جھگڑا پیدا ہوگیا اور بمبئی میں گاندھی اور جناح کی ملاقات ہوئی مگر ناکام رہی ۱۹۴۵ء میں شملہ کانفرنس میں کانگریس اور لیگ کو پھر اکٹھا بلایا گیا مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ آخر حکومتِ ہند نے نئے انتخابات کا اعلان کیا اور کہا کہ نئی برطانوی مزدور حکومت کے پیش نظر ہندوستان کو خود اختیاری حکومت دینا ہے۔

نئے انتخابات میں جو ۱۹۴۵-۴۶ء کے موسم سرما و بہار میں ہوتے ہندوؤں

میں کانگرس اور مسلمانوں میں مسلم لیگ پورے طور پر کامیاب ہو گئی۔ اتنے میں برطانوی حکومت نے ۱۹۴۶ء میں پہلے ایک وفد کو اور پھر ایک "وزارتی مشن" کو ہندوستان بھیجا تاکہ یہاں کی سیاسی گتھی کو سلجھائے۔ مشن نے ہندوستان کی حکومت کے لئے ایک نئی سکیم پیش کی لیکن مشن کی کانگرس نواز پالیسی سے ناراض ہو کر مسلم لیگ نے اس سکیم کو ٹھکرا دیا اور گو آخر کار وہ بھی مرکز کی عارضی حکومت میں شریک ہو گئی لیکن ادھر نہ صرف کانگرس اور لیگ میں بات بات پر اختلاف رونما ہوئے بلکہ ملک بھر میں جابجا ہندو مسلمانوں میں شدید فرقہ وارانہ مناقشات اور فسادات برپا ہو گئے۔ کانگرس نے مسلم لیگ سے باعزت سمجھوتا کرنے سے انکار کر دیا۔ برطانوی حکومت نے پہلے یہ اعلان کیا کہ وہ کسی ایسے دستور کو ملک میں نافذ نہیں کرے گی جس پر دونوں بڑی جماعتوں کا اتفاق رائے نہ ہو اور پھر فروری ۱۹۴۷ء میں یہ فیصلہ کیا کہ برطانیہ جون ۱۹۴۸ء تک ہندوستان کو خالی کر دے گا۔

جنوری ۱۹۴۷ء میں پنجاب میں مسلم لیگ کی ایک زبردست تحریک اٹھی۔ جس میں مردوں اور عورتوں نے یکساں حصہ لیا اور جو صرف ایک ماہ جاری رہ کر بہت نتیجہ خیز ثابت ہوئی۔ برطانوی حکومت اس سے متاثر ہوئی اور اسے یقین ہو گیا کہ اسلامیان ہند کے قومی مطالبے کو اب دیر تک معرض التوا میں نہیں رکھا جا سکتا۔ ادھر پاکستان کے مخالفین نے ملک بھر میں فرقہ وار فسادات کا سلسلہ

شروع کر دیا جو آخیر سال تک جاری رہا اور جس کے ضمن میں ایک منظم سازش کے ماتحت آٹھ دس لاکھ بے گناہ مسلمانوں کو بے رحمی سے تہ تیغ کر دیا گیا۔ اسی دوران میں برطانیہ نے ۳ر جون کو ہندوستان و پاکستان کی آزادی کے متعلق اپنا اپنلیا منصوبہ شائع کیا جس کے مطابق ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کو دونوں ملکوں میں دو علیحدہ علیحدہ خود مختار حکومتیں قائم ہو گئیں یوں اسلامی ہند کے دس کروڑ فرزندانِ توحید کی تنظیم اور قربانیاں پھل لائیں اور مشرقی و مغربی ہند میں مشرقی و مغربی پاکستان کی بنیاد پڑی۔

پاکستان جو تقریباً آٹھ کروڑ نفوس پر مشتمل ہے آبادی کے لحاظ سے دُنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے۔ پاکستان کے قیام سے نہ صرف ہندوستان کے برِ عظیم اور ایشیا میں بلکہ ساری اسلامی دنیا میں ایک ایسا قوت آفریں تغیر رونما ہو گیا ہے جس کے غیر معمولی نتائج کا دُنیا ابھی صحیح طور پر اندازہ نہیں کر سکتی۔ ادھر یہ امر پاکستان کی ملتِ اسلامیہ پر روز بروز واضح ہو رہا ہے کہ اگر اُسے اپنی اور دُنیا کی طرف اپنا اسلامی اور انسانی فرض ادا کرنا ہے تو پاکستان کی حکومت لازمی طور پر اسلامی جمہوریت کے ترقی پرور اصولوں پر قائم ہو گی جس میں مسلم و غیر مسلم دونوں سے مساوی سلوک کیا جائے گا جس میں بڑے بڑے سرمایہ داروں کے لئے جگہ نہ ہو گی بلکہ جس میں غریبوں اور کارکنوں کا خاص طور پر خیال رکھا جائے گا۔ جس میں عورت کے حقوق اور اُس کی شخصیت محفوظ ہو گی

جس میں دولت اِدھر تمام لوگوں میں مناسب طور پر تقسیم ہو کر اور اُدھر بیت المال میں جمع ہو کر عوام النّاس کا معیارِ زندگی بڑھانے کے کام آئے گی۔

مسلمانوں کا نصب العین اسلام ہے وُہ اسلام نہیں جس کا ڈنکا مطلق العنان بادشاہوں اور خود غرض امراء نے بجایا بلکہ وہ اسلام جس کا حامل قرآن ہے جس نے صرف اَن دیکھے خُدا کے آگے سر جُھکانا سکھایا، وہ اسلام جس کا نمونہ آنحضرت صلعم اور خلفائے راشدین کے عہد میں مسلمانوں کی زندگیوں میں نظر آتا ہے۔ وُہ سچّائی وہ دلیری وُہ خود اعتمادی وُہ انکسار و امن پسندی وُہ محنت و مساوات وُہ صبر و تقویٰ وُہ مسلم و غیر مسلم سب کی خدمت سب کے حقوق کا تحفّظ سب سے رواداری اور محبت! یہ ہے پاکستان کے مسلمانوں کا نصب العین، ہمارے قومی شاعر نے اپنی قوم کے ہر فرد پر خوب روشن کر دیا ہے کہ ؎

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں وُہ کارواں تو ہے

قائداعظم کی داستانِ حیات

۱۸۷۶ء:۔ پیدائش۔ ۲۵ر دسمبر (بروز کرسمس) اُن کے والد ایک متموّل خوجہ تاجر تھے
ابتدائی تعلیم۔ سندھ مدرسے میں داخل ہوئے جہاں اُنہوں نے قرآن مجید
بھی پڑھا پھر مشن ہائی سکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا (۱۸۹۲ء)

۱۸۹۲۔۹۶ء:۔ انگلستان میں تقریباً چار سال قیام جہاں بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔

۱۸۹۶ء:۔ واپس آکر کراچی میں وکالت شروع کی۔ اس وقت اُن کے والد کی
مالی حالت بہت تنگ تھی لیکن نوجوان بیرسٹر نے محنت کرنے اور
کامیاب ہونے کا مصمّم ارادہ کرلیا۔

۱۸۹۷ء:۔ بمبئی جاکر کام شروع کیا اور باوجود ابتدائی ناکامیوں کے مسلسل
محنت کی۔ آٹھ دس سال میں اُن کی آمدنی خاصی ہوگئی۔ ۱۹۰۶ء
میں وہ بمبئی ہائی کورٹ کے ایڈووکیٹ ہوگئے اور بتدریج ہندوستان
کے مشاہیر وکلا میں شمار ہونے لگے۔

۱۹۰۶ء:۔ دادا بھائی نوروجی کے پرائیویٹ سکرٹری بن گئے اور سیاسیات

میں حصّہ لینے لگے۔ چنانچہ اسی سال انہوں نے کلکتہ کانگرس میں "وقف علی الاولاد" کے موضوع پر اپنی پہلی پبلک تقریر کی۔ وہ دل سے کانگرسی ہوکر اعتدال پسندوں کے ساتھ مِل کر سیاسی کام کرنے لگے۔

۱۹۰۹ء: بمبئی کے مسلم حلقے کی طرف سے امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے ممبر منتخب ہوئے۔ کونسل اور بعد میں مرکزی اسمبلی کے مباحثات میں نمایاں حصّہ لیا اور اپنی فصیح البیانی دلیری اور آزادیٔ رائے کے لئے مشہور ہو گئے۔

۱۹۱۰ء: ہندو مسلم اتحاد کانفرنس میں حصّہ لیا (دسمبر ۱۹۱۰ء و جنوری ۱۹۱۱ء) جو ناکام رہی۔ اِس وقت سے لے کر تاحال ایک عمر اسی جستجو میں گزار دی کہ کسی طرح اِن دو قوموں میں باعزت سمجھوتہ ہو جائے۔ گوکھلے نے انہیں "ہندو مسلم اتحاد کا سفیر" کہا۔

۱۹۱۲ء: مسلم لیگ کی درخواست پر لیگ کونسل میں شرکت کی جہاں لیگ کے دستور میں یہ اہم تبدیلی تجویز کی گئی کہ اب لیگ کا مطمحِ نظر "سلف گورنمنٹ" ہوگا

۱۹۱۳ء: امپیریل کونسل میں اپنا اوقاف بل پیش کیا۔ یہ ایک غیر سرکاری ممبر کا پہلا بل تھا جو قانون بنا۔ لکھنؤ میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں حصّہ لیکر سلف گورنمنٹ کی قرارداد کے حق میں تقریر کی (مارچ) اسی سال کے اواخر میں انگلستان میں مولانا محمد علی اور سید وزیر حسن کی ترغیب پر

مسلم لیگ کے باقاعدہ رکن بن گئے۔ گوکھلے کے ساتھ انگلستان گئے (اپریل)
کانگرس اور لیگ میں وزیر ہند کی کونسل کے خلاف تقریر کی (دسمبر)

۱۹۱۴ء۔ انڈیا کونسل کی اصلاح کے سلسلے میں کانگرسی وفد کے رکن بن کر پھر انگلستان گئے (مئی)

۱۹۱۵ء مسلم لیڈروں سے اپیل کی کہ وہ سب مسلم لیگ کے جھنڈے تلے آ جمع ہوں (نومبر)

۱۹۱۵-۱۶ء انہیں کی مساعی سے دسمبر ۱۹۱۵ء میں بمبئی میں اور دسمبر ۱۹۱۶ء میں لکھنؤ میں کانگرس اور لیگ کے اجلاس بیک وقت ایک ہی شہر میں منعقد ہوئے اور دونوں قوموں کے لیڈروں نے مل کر دونوں جلسوں میں شرکت کی۔

۱۹۱۶ء بمبئی پراونشل کانفرنس (احمد آباد) کے صدر کی حیثیت سے ہندوؤں سے اپیل کی کہ وہ جداگانہ نیابت کی مخالفت نہ کریں (اکتوبر) ملکی اصلاحات پر امپیریل کونسل کے ۱۹ ممبروں کی مشہور یادداشت کے تیار کرنے میں حصہ لیا۔ مسلم لیگ کے نویں سالانہ اجلاس کی صدارت کی جہاں انہیں کی کوششوں سے کانگرس اور لیگ کے درمیان لکھنؤ کا مشہور میثاق ہوا جس کی رو سے کانگرس نے فرقہ وار نیابت کو تسلیم کیا۔

۱۹۱۷ء ہوم رول لیگ کے قیام میں مسز بیسنٹ کے معاون بنے۔ کانگرس

اور لیگ کے مشترکہ جلسے میں حصہ لیا جس میں خود اختیاری حکومت پر زور دیا گیا (جولائی) اور جس کے اثر سے برطانیہ نے اگست میں ذمہ دار حکومت کا مشہور اعلان کیا۔ نومبر میں کانگریس اور لیگ کے مشترکہ وفد کے رکن بن کر نئی دہلی میں وزیر ہند سے ملے جو اُن سے بے حد متاثر ہوئے۔

۱۹۱۸ء: مجوّزہ سیاسی اصلاحات پر نکتہ چینی کی کہ وہ ناکافی اور جمہوریت کے منافی ہیں (جولائی) ولنگڈن گورنر بمبئی کی مجوّزہ الوداعی تقریب پر دوسرے محبّانِ وطن کے رہنما بن کر ٹاؤن ہال میں زبردست مخالفانہ مظاہرہ کیا اور جلسے کو منتشر کرانے میں نمایاں حصّہ لیا جس سے ملک بھر میں ان کی دلیری کی دھاک بندھ گئی (۱۱ دسمبر) اور آگے چل کر اس واقعہ کی یاد میں جناح ہال تعمیر کیا گیا۔ ایک پارسی خاتون مس پٹیت سے شادی کی جنہوں نے شادی سے پہلے اسلام قبول کیا (۱۸ اپریل)

۱۹۱۹ء: رولٹ بل کے خلاف احتجاج کے طور پر امپیریل کونسل سے استعفیٰ دے دیا (مارچ) مسلم لیگ کے مستقل صدر ہو گئے (دسمبر)

۱۹۲۰ء: لیگ کے خاص اجلاس کی صدارت کی اور عدم تعاون کا فیصلہ حاضرین پر چھوڑ دیا (ستمبر) ناگ پور کانگریس میں ہزاروں کے مجمع میں تن تنہا عدم تعاون کی قرارداد کی مخالفت کی۔ اور اس تحریک سے الگ ہو گئے۔

باایں ہمہ اس کے بعد بھی ملکی مفاد کے خیال سے انہوں نے عموماً گورنمنٹ کی مخالفت کی اور ہندو مسلم اتحاد کی مساعی میں پیش پیش رہے۔

۱۹۲۱ء۔ نئی مرکزی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے جہاں انہوں نے اپنی نیشلسٹ پارٹی بنائی اور ۱۹۲۵ء تک درجۂ نوآبادیات کے حصول کے لئے کوشاں رہے مارچ میں موڈیمین کمیشن کی رپورٹ میں ذوعملی حکومت کے خلاف اختلافی نوٹ لکھا۔

۱۹۲۴ء۔ مسلم لیگ کے پندرھویں سالانہ اجلاس (لاہور) کی صدارت کی اور نیم مُردہ لیگ میں جان ڈالنے کی کوشش کی (مئی) اتحاد کانفرنس (بمبئی) میں ہندو مسلم اتحاد پر تقریر کی (نومبر)

۱۹۲۵ء۔ آل پارٹیز کانفرنس میں خاصا حصہ لیا (جنوری)۔ مرکزی اسمبلی میں اپنی آزاد پارٹی بنائی تاکہ سوراجیوں کی تخریبی کارروائیوں سے علیحدہ رہیں لیکن گورنمنٹ کی پالیسی کی متعدد بار مذمت کی۔

۱۹۲۶ء۔ اسمبلی میں مزید اصلاحات کے لئے ایک شاہی کمیشن کے تقرر کا مطالبہ کیا۔ جداگانہ نیابت کی علانیہ حمایت کی۔

۱۹۲۷ء۔ دہلی میں مسلم لیڈروں کی ایک اہم کانفرنس کی صدارت کی جس میں محض اُن کے اثر سے "تجاویز دہلی" منظور کی گئیں جن کی رُو سے مسلمانوں نے چند شرائط پر مشترکہ انتخاب منظور کر لیا (مارچ) لیکن مہاسبھائیوں

نے اِس فیاضانہ پیش کش کو ٹھکرا دیا۔ سائمن کمیشن کے تقرر پر جس میں کوئی ہندوستانی نہ لیا گیا تھا انہوں نے کمیشن کے مقاطعہ میں پہلا قدم اُٹھایا۔

۱۹۲۸ء۔ نہرو کمیٹی کی رپورٹ کے سلسلے میں مسلم لیگ کی طرف سے کلکتہ کنونشن میں چند اہم مسلم مطالبات پیش کئے لیکن کانگرسیوں نے انہیں رد کر دیا (دسمبر)

۱۹۲۹ء۔ مسلم لیگ (دہلی) میں اپنے مشہور چودہ نکات پیش کئے (مارچ) جو اِس کے بعد گیارہ برس تک مسلمانانِ ہند کے متفقہ سیاسی مطالبات تسلیم کئے گئے۔ برطانیہ کے وزیر اعظم کو ایک اہم خط لکھا (جون) کہ برطانیہ ہندوستان کو درجہ نوآبادیات عطا کرے اور ہندوستانی نمایندوں کو بُلا کر اُن سے گفت و شنید کرے۔ (چنانچہ اکتوبر میں وائسرائے نے مطلوبہ اعلان کیا)

۱۹۳۰ء۔ دوسرے مسلم لیڈروں کے ساتھ مل کر گول میز کانفرنس لندن میں نمایاں حصّہ لیا (۱۹۳۰ء، ۱۹۳۱ء) جہاں ہندو لیڈروں کے رویّے پر اُنہیں اپنی عمر میں سب سے زیادہ صدمہ پہنچا) اور اُنہوں نے لندن میں ہی سکونت اختیار کرنے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ چار سال تک وہیں مقیم رہے اور وکالت کا کام کرتے رہے لیکن جب اُنہوں نے دیکھا کہ مسلمان "انتہائی خطرے میں ہیں" اور اُن سے واپسی کی درخواست کی گئی تو وہ فوراً ہندوستان واپس آ گئے (۲۰ اپریل ۱۹۳۴ء) اِس سے پہلے بھی

انہوں نے متعدد بار گرمیوں کا موسم انگلستان میں گزارا۔

۱۹۳۴ء مسلم لیگ کونسل کے نمائندہ جلسہ (دہلی) میں انہیں باتفاق رائے لیگ کا مستقل صدر منتخب کیا گیا (مارچ)

۱۹۳۵ء نئی مرکزی اسمبلی میں اُن کی آزاد پارٹی کا رویہ عموماً فیصلہ کن ثابت ہوتا رہا یہاں انہوں نے اپنے اثر سے کام لے کر "فرقہ وارانہ فیصلہ" کو منظور کرایا (فروری) لیکن صدر کانگریس کے ساتھ گفتگوئے مصالحت بے نتیجہ ثابت ہوئی (مارچ) اس کے باوجود انہیں کی ترغیب پر دو سال تک اسمبلی میں لیگ اور کانگریس نے مل کر کام کیا (۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء)

۱۹۳۶ء شہید گنج کے سلسلے میں لاہور پہنچ کر مصالحت کی کوشش کی (مارچ) مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس (بمبئی) کو اپنی رہنمائی سے کامیاب بنایا (اپریل) لیگ نے آئندہ انتخابات لڑنے کے لئے ان کی صدارت میں ایک پارلیمنٹری بورڈ قائم کیا جس پر وہ ملک بھر کا دورہ کر کے لیگ کی کامیابی میں معاون ثابت ہوئے اور جب کانگریس نے سات صوبوں میں حکمراں ہو کر مسلم قوم کو ملیا میٹ کر دینے کا منصوبہ باندھا (۱۹۳۷ء)، تو اس نازک وقت میں ہندوستان کے مایوس ومنتشر مسلمانوں کو جس شخص نے ابھارا اور سیدھی راہ پر لگا دیا وہ بلاشبہ محمد علی جناح ہی تھے۔ اُس وقت سے لے کر آج تک

اسلامی ہند کی تاریخ فی الحقیقت محمد علی جناح کے سوانح حیات میں منعکس نظر آتی ہے۔

۱۹۳۷ء۔ ان کے متعدد بیانات کہ باوجود ہندو لیڈروں کے بے بنیاد الزامات کے "میں ہمیشہ ہندو مسلم مفاہمت کے لئے تیار ہوں" (مارچ اپریل) اسلامی ہند کے مسائل کے بارے میں علامہ اقبال اور مسٹر جناح میں خط وکتابت (مئی ۳۶ء سے نومبر ۳۷ء تک) اقبال کا خط ان کے نام (۲۱ جون) کہ "اس وقت سارے ہندوستان میں صرف آپ ہی ایک ایسے مسلمان ہیں جس سے قوم یہ توقع رکھ سکتی ہے کہ وہ اسے اس طوفان میں سے جو شمال مغربی ہند اور شاید سارے ہند پر ٹوٹنے والا ہے صحیح سلامت بچا کر اس کی رہنمائی کرے گا۔" انہیں کی کوشش سے مسلم لیگ کا شاندار پچیسواں[۲۵] اجلاس لکھنؤ میں منعقد ہوا (اکتوبر) جناح نو کروڑ مسلمانانِ ہند کے محبوب رہنما اور قائداعظم تسلیم کئے گئے اور ان کی قیادت میں مسلم لیگ عوام کی جماعت بن گئی۔ اور مسلمانوں نے ایک مستقل قوم کی باوقار حیثیت حاصل کر لی۔ مسٹر جناح کے حیات بخش خطبات سے مسلم قوم میں زندگی کی نئی رو دوڑی اور اُن کے باطل سوز بیانات سے مخالفین کے منصوبے خاک میں مل گئے اُن کی شبانہ روز سرگرمی ۳۷ء سے ۴۰ء تک قوم کے آڑے آئی

۱۹۳۸ء: مسلم یونیورسٹی یونین میں تقریر (فروری) اس کے بعد وہ ہر سال کئی بار علی گڑھ اور دوسرے مقامات میں جا کر مسلم طلبا کو بیدار اور قومی خدمت پر آمادہ کرتے رہے۔ کلکتہ میں لیگ کے خاص اجلاس کی صدارت کی (اپریل) اور کراچی میں لیگ کانفرنس کی (اکتوبر)۔ گاندھی اور بوس سے ملاقات (اپریل مئی)، بوس سے خط و کتابت (مئی تا اکتوبر) یہ تمام لیگی کانگرسی مراسلات اس نکتہ پر آ کر ختم ہوتی رہیں کہ کانگرس کو اس سے انکار تھا اور لیگ کو اس پر اصرار کہ صرف لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ پٹنہ میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس[۲۶] کی صدارت کی (دسمبر)

۱۹۳۹ء: بیان دیا کہ لیگ فیڈریشن کی مخالفت کرے گی (جولائی) تقریر کی کہ جمہوریت ہندوستان کے لئے موزوں نہیں (اگست) جنگِ عالمگیر کے اعلان کے بعد وائسرائے سے متعدد ملاقاتیں۔ مسلمانانِ ہند کو پیغام عید کہ "اسلام ہر مسلم سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنی قوم کی طرف اپنا فرض ادا کرے"۔ کانگرس کے استعفیٰ دینے پر مسلمانوں کو ہدایت کہ وہ طول و عرض ہند میں نہایت امن پسندی کے ساتھ "یومِ نجات" منائیں (دسمبر)

۱۹۴۰ء: گاندھی سے ملاقات (فروری)، مسلم لیگ کے ستائیسواں سالانہ اجلاس کی صدارت کی جس میں پاکستان کی مشہور قرارداد منظور ہوئی (۲۳ مارچ)

غیر مسلموں کے ہزاروں اعتراضات کا دنداں شکن جواب دیتے رہے، وائسرائے کو کچھ تجاویز بھیجیں جن سے متاثر ہو کر وائسرائے کی کونسل کی توسیع کی گئی گو غلط طور پر (جولائی) دہلی میں تقریر کہ مسلمان بوقت ضرورت سول نافرمانی کی تحریک میں دخل دینے سے نہ جھجکیں گے (نومبر)

۱۹۴۱ء:- لاہور میں طلبہ کی کانفرنس کی صدارت اور نوجوانان پنجاب کی حوصلہ افزائی (یکم مارچ) علی گڑھ یونین میں تقریر کہ "علی گڑھ اسلامی ہند کا اسلحہ خانہ ہے اور تم اس کے بہترین سپاہی ہو" (۱۰ مارچ) بابو راجندر پرشاد سے خط و کتابت (اپریل) مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس (مدراس) کی صدارت کی اور قوم کے سامنے دوسرا پنج سالہ منصوبہ پیش کیا (اپریل) اسپرو سے خط و کتابت (جنوری تا مارچ)۔ دو قوموں کے نظریئے پر بحث، وائسرائے کی کونسل کی توسیع اور بعض لیگیوں کے تقرر پر جناح کا احتجاج اور انضباطی کارروائی (جولائی و اگست) جس سے لیگ افتراق و تباہی سے بچ گئی۔ آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سالانہ اجلاس (ناگپور) کی صدارت (دسمبر) نوجوانوں کو نصیحت کہ "ایمان، اتحاد اور انضباط کے اصول کو اپنا عنوان حیات بنالو ---!"

۱۹۴۲ء:- سراج گنج کانفرنس میں مسلمانان بنگال کو انتباہ (فروری)۔ عام قومی فنڈ کے لئے اپیل (۲۱ مارچ) کرپس سے ملاقات (۲۵ مارچ) مسلم

لیگ کے سالانہ اجلاس (الہ آباد) کی صدارت کی اور کرپس کی تجاویز پر روشنی ڈالی۔ پاکستان کے متعلق راج گوپال اچاریہ سے گفتگو (جون و نومبر) کانگرسی "بغاوت" پر بیان کہ یہ نہ صرف برطانیہ کی مخالفت ہے بلکہ مسلمانوں کی مخالفت بھی ہے اور کانگرس سے اپیل کہ اگر وہ اسلامی ہند کے مطالبۂ پاکستان کو مان لے تو لیگ قومی جنگ میں شریک ہونے پر آمادہ ہو گی (جولائی و اگست) پنجاب کا دورہ (نومبر) اور یہ اعلان کہ پاکستان میں غیر مسلموں کے ساتھ برابر کا سلوک کیا جائے گا اور حکومت کا پہلا فرض غریبوں کی نگہداشت ہو گا۔ مسلمانوں کو تنبیہ کہ "تمہیں تین چیزوں کی ضرورت ہے تعلیم، تجارت اور تلوار"۔ اسی سال مسٹر جناح کی سرپرستی میں دہلی سے روزنامہ "ڈان" کا اجرا ہوا (اکتوبر)

سنہ ۱۹۴۳ء:۔ اسماعیلیہ کالج بمبئی میں تقریر۔ پاکستان اسلامی رواداری کے اصولوں پر مبنی ہو گا (فروری) لیگ کے سالانہ اجلاس (دہلی) کی صدارت (اپریل) حکومت کو تنبیہ اور ہندوؤں سے مصالحت کی پُرزور اپیل۔ مسٹر جناح پر ایک خاکسار نے اچانک قاتلانہ حملہ کیا لیکن انہوں نے نہایت دلیری سے اپنے آپ کو بچا لیا (بمبئی ۲۶ جولائی) اس پر ملک بھر سے ہمدردی کے پیغامات موصول ہوئے۔ بنگال کے قحط کے لئے اپیل (جولائی) اکالی لیڈروں سے ملاقات (دسمبر) لیگ کے سالانہ اجلاس (کراچی)

کی صدارت اور خطبے میں مجلسِ عمل اور دوسری اہم لیگی کمیٹیوں کے قیام کا مشورہ۔

۱۹۴۴ئہ: پنجاب میں جا کر یونینسٹ سیاست کی اُلجھنوں سے لیگ کو آزاد کیا (مارچ اپریل)۔ کشمیر میں قیام اور مظلوم کشمیری مسلمانوں کی حوصلہ افزائی (جون)۔ پاکستان کی اقتصادی منصوبہ بندی کے لئے لیگ کی تعمیری کمیٹی نامزد کی (اگست) اور اس کے ایک جلسے میں تقریر کی کہ ہمارا مطمحِ نظر سرمایہ دارانہ نہیں بلکہ اسلامی ہونا چاہئے (نومبر) راج گوپال اچاریہ سے خط و کتابت اور اُس کے نام نہاد "پاکستانی فارمولا" کی بنا پر گاندھی سے ملاقات (دسمبر) جو ناکام رہی۔

۱۹۴۵ئہ: احمد آباد میں تقریر (جنوری) کہ پاکستان کی جنگ فی الحقیقت سارے ہندوستان کی آزادی کی جنگ ہے۔ مسٹر جناح کی خرابیٔ صحت کے باعث لیگ کا سالانہ اجلاس ملتوی کیا گیا (مارچ) یوم پاکستان (۲۳ مارچ) پر قائدِ اعظم کا پیغام کہ "پاکستان ہماری مٹھی میں ہے"! وائسرائے اور وزیرِ ہند کو بجری تار کہ اگر بغیر مسلم لیگ سے مشورہ کئے حکومت کوئی نیا دستور عائد کرے گی تو اسلامی ہند اُس کا پورا مقابلہ کرے گا۔ (اپریل) شملہ کانفرنس میں شرکت (۲۵ جون تا ۱۴ جولائی) جو کانگرس اور لیگ میں سمجھوتا نہ ہو سکنے کے باعث ناکام رہی۔ آنے والی انتخابی مہم لڑنے کے واسطے مسلم لیگ فنڈ کے لئے اپیل اور ہر مسلمان سے درخواست کہ وہ جلد سے جلد لیگ میں آ شامل ہو

(اگست)۔ قائداعظم نے مسلمانانِ ہند کے نام (۹ر ستمبر کو) یہ پیغام عید
بھیجا کہ اس نازک موقعہ پر "میں ہر مسلمان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ
قوم کے لئے سبھی کچھ نثار کر دینے پر آمادہ ہو جائے" اور اخیر میں دعا
کی اور یہ امید ظاہر کی کہ "وہ وقت دور نہیں جب ہم ایک آزاد و خود
مختار پاکستان میں رہ کر اپنی عید منائیں گے"۔ کوئٹہ میں جناح کی
تقریر (۱۰ر اکتوبر) کہ "جب قربانی کا وقت آئے گا تو میں سب سے
پہلے میں سینے پر گولی کھاؤں گا"۔ صوبہ سرحد کا دورہ اور پشاور میں
شاندار استقبال (۱۹ر تا ۲۶ر نومبر) ۱۰ر دسمبر کو مرکزی اسمبلی کے انتخاب
میں جناح کی شاندار کامیابی (جناح کو ۳۶۰۲ اور لال جی کو ۱۲۷ ووٹ
ملے) ۲۵ر دسمبر۔ اپنی سالگرہ پر قائداعظم کا پیغام قوم کے نام "کام کرو
کام کرو اور مسلسل کام کئے جاؤ۔ انتخابات میں مکمل کامیابی حاصل کرو اور
ہمیشہ متحد رہو"۔ (۳۱ر دسمبر) مرکزی اسمبلی میں مسلم لیگ کی سو فی صدی
کامیابی پر قوم کو مبارکباد اور ۱۱ر جنوری کو جشنِ فتح منانے کی ہدایت۔
۱۹۴۶ء۔ ۱۷ر جنوری۔ اسلامیہ کالج لاہور میں تقریر کہ مسلم لیگ پنجاب میں
آزادی کی علمبردار ہے۔ بنگال (۱۵ر فروری) اور آسام (۳ر مارچ)
کا دورہ۔ لاہور میں نئے مسلم لیگی اراکین اسمبلی سے جناح کا خطاب
(۲۰ر مارچ) یوم پاکستان پر پیغام (۲۳ر مارچ) کہ ہم مسلمان پاکستان

کے حصول کا عزم کر چکے ہیں اگر ہو سکا تو اسے مصالحت سے حاصل کریں گے اور اگر یوں نہ ہو سکا تو ہم اپنا خون بہانے سے بھی دریغ نہ کریں گے وزارتی مشن سے جناح کی گفت وشنید اور خط وکتابت (مارچ تا جون) دہلی میں نئی اسمبلیوں کے مسلم لیگی اراکین کے اجتماع میں جناح کی ولولہ انگیز تقریر (۷، اپریل) کہ مسلم لیگ کو انتخابات میں عدیم المثال کامیابی ہوئی ہے اور اب ہم یکے بعد دیگرے فتح حاصل کرتے ہوئے اپنے نصب العین پاکستان کو پالیں گے۔ شملہ کانفرنس (۵، تا ۱۲، مئی) میں شرکت ۱۶، مئی کی برطانوی سکیم پر بیان (۲۲، مئی) وزارتی مشن کی کانگرس نوازی پر بیان (۲۷، جون) کہ کانگرس نے گروپ بندی کی غلط توجیہہ کی ہے بمبئی میں مسلم لیگ کونسل میں مسٹر جناح کی پُرجوش تقریر (۲۹، جولائی) کہ اب ہم آئینی طریق کار کو خیرباد کہہ چکے ہیں۔ جناح کا بیان (۱۸، اگست) کہ مسلم لیگ کانگرس سے تعاون کرنے سے انکار نہیں کرتی لیکن ہتھیار ڈالنے سے ضرور انکار کرتی ہے۔ عید پر قوم کے نام پیغام (۲۸، اگست) کہ "منظم ہو جاؤ مشکلوں کا مردانہ وار مقابلہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے اور ہم یقیناً کامیاب ہوں گے" جناح کی ملاقاتیں وائسرائے سے (ستمبر و اکتوبر) اور لیگی ممبروں کی عارضی حکومت میں شمولیت (۱۵، اکتوبر) ■، نومبر (بہار میں مسلمانوں کے قتل عام کے

بعد عید الاضحیٰ پر جناح کا پیغام کہ اب ضرورت ہے کہ اسلامی ہند کی ذہنیت میں ایک انقلابی تبدیلی پیدا ہو جائے - ۱۱ نومبر: جناح کی اپیل مسلم اکثریت کے صوبوں سے کہ وہ ہندوؤں کی زیادتی سے برافروختہ ہو کر بدلہ لینے کا خیال ترک کر دیں - ۱۴ نومبر پریس کانفرنس میں جناح کا بیان کہ فرقہ وارانہ فسادات کی روک تھام کا واحد طریقہ پاکستان کا قیام ہے - ۳ تا ۶ دسمبر لندن میں گول میز کانفرنس میں جناح کی موجودگی کا انقلاب انگیز اثر: برطانوی حکومت نے اپنے بیان میں اور بعد میں پارلیمنٹ میں گروپ بندی کے بارے میں لیگی نقطہ نظر کی حمایت کی - ۱۴ دسمبر، لندن میں عالمگیر پریس کانفرنس میں جناح کا بیان کہ پاکستان ہی ہندوستان کی مصیبتوں کا واحد حل ہے - ۱۶ تا ۱۹ دسمبر قاہرہ میں عرب لیڈروں سے جناح کے مذاکرات: عرب پاکستان کے حامی بن گئے - ۲۵: جناح کی سترویں سال گرہ پر ہندوستان بھر سے پیغاماتِ مبارکباد - مسلم تاجران بمبئی کا رقعہ جناح کے نام "تم سلامت رہو ہزار برس - ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار" صدر مدراس مسلم لیگ کا قول کہ "اورنگ زیب کے بعد جناح اسلامی ہند کی سب سے بڑی شخصیت ہے!" جناح کا پیغام قوم کے نام "مسلمانو اپنے قومی اتحاد اور تنظیم کو قائم رکھو گے تو تم یقیناً کامیاب ہو گے اور اپنے نصب العین پاکستان کو پا لو گے!"

۱۹۴۷ء - ۲۳ مارچ یوم پاکستان پر قوم کے نام پیغام - ۵ اپریل تیسے وائسرائے مونٹ بیٹن سے ملاقات - ۱۵ جناح اور گاندھی کی مشترکہ اپیل تشدد کے خلاف ۶ مئی - گاندھی کی ملاقات جناح سے - ۳ جون - ہندوستان کی آزادی کے لئے نیا برطانوی منصوبہ جسے مسٹر جناح نے اپنی مجلس عاملہ کے سامنے پیش کیا - ۹ جون آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل نے یہ منصوبہ منظور کر لیا - قائداعظم کی اپیل پاکستان فنڈ کے لئے - ۱۷ - یہ بیان کہ ریاستیں ہندوستان یا پاکستان جس سے چاہیں الحاق کر سکتی ہیں - ۴ اگست مسٹر جناح پاکستان کے اور مونٹ بیٹن ہندوستان کے گورنر جنرل مقرر ہوئے - ۷ قائداعظم کراچی پہنچ گئے - ۱۰ - پاکستان دستور ساز اسمبلی کا افتتاح ۱۱ اگست : پاک اسمبلی میں جناح کی تقریر کہ پاکستان میں ہم کسی مذہب وملت میں امتیاز نہ کریں گے اور عوام کی بہتری ہمارے پیش نظر رہے گی - ۱۲ - مسٹر جناح کو سرکاری طور پر قائداعظم کا خطاب ملا - ۱۵ - پاکستان کے قیام پر قائداعظم کا پیغام قوم کے نام - ۱۸ - پیغام عید - ۲۸ لاہور میں ورود اور ہندوستان و پاکستان کی مشترکہ کانفرنس میں شرکت ۳۱ - فرقہ وارانہ فسادات کے متعلق نشری تقریر کہ پاکستان مشرقی پنجاب کے تمام مسلمانوں کو جگہ دے گا خواہ وہ دیوالیہ ہی کیوں نہ ہو جائے ۱۰ ستمبر قومی فنڈ کے لئے قائداعظم کی اپیل - ۲۲ اکتوبر - پاکستان کے متعلق

ایک اہم بیان۔ ۲۶ر: قائداعظم لاہور میں۔ ۳۰: تین لاکھ کے اجتماع میں تقریر
یکم نومبر: لاہور میں مشترکہ دفاعی کونسل کا اجلاس میں ہر دو ڈومینیوں کے
گورنر جنرلوں نے شرکت کی۔ ۲۷ر نومبر: پاکستان تعلیمی کانفرنس کی طرف
قائداعظم کا پیغام کہ ہمیں علمی و صنعتی تعلیم کی ضرورت ہے اور ایسی تعلیم
کی جو نوجوانوں کی سیرت اور اخلاق کو مضبوط بنائے۔ ۱۳ر دسمبر: کراچی
میں آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلسِ عاملہ کا آخری اجلاس۔ ۱۴ر: آل انڈیا
مسلم لیگ کونسل کا آخری اجلاس اور مسلم لیگ کی پاکستان مسلم لیگ
اور ہندوستان مسلم لیگ میں تقسیم۔ ۱۹: قائداعظم کا بیان کہ برطانیہ
پاکستان سے سرد مہری کا برتاؤ کر رہا ہے نیز یہ کہ اس نے فلسطین
کے بارے میں کما حقہٗ کوشش اور توجہ نہیں کی۔ ۱۵ر: اپنی اکہترویں
سال گرہ پر قائداعظم کا پیغام۔

۱۹۴۸ء: ۲ر فروری: قائداعظم کی تقریر کہ مہاجرین کا مسئلہ حل کرنے کے لئے صنعتی
ترقی بہت کارآمد ثابت ہوگی۔ ۱۴ر: یہ اطلاع کہ ۱۵ر اگست کے بعد نواب
بھوپال قائداعظم کی جگہ گورنر جنرل ہوں گے۔ ۲۱ر: قائداعظم کی تقریر پاکستانی
فوجیوں کے سامنے کہ تمہارا فرض ہے کہ تم اسلامی جمہوریت اور انصاف
پسندی کے محافظ ہو اور دنیا میں امن قائم کرنے اور عوام کی حالت بہتر
بنانے میں ممد و معاون ہو۔ ۳۰ر جنوری: گاندھی جی کے قتل پر قائداعظم

کا اظہار افسوس۔ ۱۱ر مارچ ۔ ایک اخباری نمایندے کو یہ بیان کہ ہندوستان کو پاکستان سے برابری کا سلوک کرنا چاہئے۔ انہیں عالمگیر سیاست میں تعاون کرنا چاہئے اور مل کر پاکستان و ہندوستان کے فوجی تحفظ میں حصہ لینا چاہئے۔ ۲۱ر۔ قائداعظم کی تقریر ڈھاکہ میں۔ دشمنوں اور منافقوں اور کمیونسٹوں کو انتباہ اور بنگالیوں کے سامنے اعلان کہ پاکستان کی قومی و ملکی زبان اردو ہوگی۔ ۱۱ر اپریل۔ صوبہ سرحد کا دورہ۔ ۱۶ر جون کوئٹہ میں بیان کہ پاکستانیوں کو صوبائی تعصب اور علیحدگی ترک کر دینی چاہئے۔ یکم جولائی۔ کراچی میں پاکستان کے سرکاری بنک کا افتتاح اور تقریر کہ مغرب کے اقتصادی نظام نے دنیا کے لئے لاینحل مسائل پیدا کر دیئے ہیں اور جنگ آزمائی کی عادت راسخ کر دی ہے پس ہمیں اپنے اقتصادی نظام کو مساوات اور معاشرتی عدل کے اسلامی اصولوں پر قائم کرنا چاہئے تاکہ نوع انسان امن و امان میں پھلے پھولے۔ ۷ر جولائی:۔ قائداعظم واپس کوئٹہ پہنچے اور چند روز کے بعد ایک طویل علالت میں مبتلا ہو گئے۔ ۱۴ر اگست عید پر قائداعظم کا پیغام پاکستان اور دنیائے اسلام کے لئے کہ ہر مسلمان پاکستان کی خدمت دیانت داری خلوص اور بے غرضی سے کرے اور یہ کہ تمام اسلامی ملکوں کو پوری طرح متحد ہو جانا چاہئے تاکہ دنیا کی مجالس میں ان کی آواز غور اور توجہ سے سنی جائے۔ ۸ر اگست برطانوی اخبار

"برمنگھم پوسٹ" کا قیام پاکستان کے پہلے سال پر تبصرہ کہ "مسٹر جناح پاکستان کا اولین اور بے بہا اثاثہ ہیں اور اپنے حقیقت میں عزائم اور وحدتِ مقصد کے لئے عدیم المثال واقع ہوئے ہیں۔ ۱۴ر اگست ۴۸ء پاکستان کی پہلی سالگرہ پر جشنِ استقلال کے موقع پر قوم کے نام پیغام کہ ہم نے اس پہلے سال میں بڑے عزم و ہمت کا ثبوت دیا ہے۔ بڑی بڑی مشکلات کو حل کیا ہے اور اب یہ قوم کا کام ہے کہ اس مضبوط بنیاد پر وہ جلد سے جلد ایک شان دار تعمیر کھڑی کر دکھلائے۔ ۱۷ر اگست ۱۰ء عراقی سفیر کا بیان کہ قائدِ اعظم اسلامی دنیا کے سب سے بڑے رہنما ہیں۔ ۱۱ ستمبر ۴½ بجے سہ پہر قائدِ اعظم کوئٹہ سے پرواز کرتے ہوئے کراچی پہنچے اور ۲۵ر کو ۱۰ بوقت شب حرکتِ قلب بند ہو جانے کے سبب عالمِ بقا کو سدھار گئے۔ اِنّا للہ و اِنّا علیہ راجعون

محمد علی جناحؒ

۱۸۵۷ء کے غدر کے وقت جب ہندوستان میں مسلمانوں کے تمدن کو زوال آمادہ ہوئے ڈیڑھ سو سال گزر چکے تھے اور جب انگریزوں نے ہند کے دار السلطنت میں ہزار سالہ اسلامی حکومت کا آخری نشان مٹا دیا تھا کسے معلوم تھا کہ اس کے انیس سال بعد کراچی کے ایک معمولی مسلمان تاجر کے ہاں کرسمس کے دن ایک لڑکا پیدا ہو گا جو ستر برس کی عمر میں انگریزوں اور ہندوؤں کی شاطر و مالدار قوموں کو مات دے کر ہندوستان میں مسلمانوں کی غافل و قلاش قوم کے لیے دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کی بنیاد ڈالے گا۔ دنیا نے اس قسم کے انقلاب بہت کم دیکھے ہیں کہ ایک بھوکی ننگی نہتی قوم دو سرمایہ دار قوموں کو جن میں سے ایک مسلح بھی ہو، ایک پورا ملک خالی کر دینے پر مجبور کر دے۔ اور پھر ایک ایسے زمانے میں جب مذہب پر پھبتیاں کسی جاتی ہوں اپنی قومیت کی بنا ایک مذہبی تہذیب پر رکھے۔ پاکستان جو ۱۹۴۷ء میں یوں وجود میں آیا محمد علی جناح کی ہفت سالہ مساعی کا نتیجہ تھا۔ مغربی تعلیم کی گود میں پلے ہوئے ایک ہندوستانی مسلمان کا یہ کارنامہ فی الحقیقت ایک معجزے سے کم نہیں،

محمد علی جناح کی سیاسی زندگی کی داستان بے حد دلچسپ ہے اکیس سال کی عمر میں انہوں نے وکالت شروع کی جس میں انہوں نے اپنی لگاتار محنت و استقلال سے بالآخر خاصا نام پیدا کر لیا، اور پھر تیس سال کی عمر میں میدان سیاست میں قدم رکھا جہاں وہ اپنی حریت پسندی، جرأت اور بصیرت کے لئے مشہور ہو گئے۔ اس کے فوراً بعد وہ امپیریل کونسل کے ممبر منتخب ہوئے۔ کانگریس میں، کونسل میں، مختلف کانفرنسوں میں، ہر جگہ ان کے پیش نظر صرف یہ امر تھا کہ کس طرح انگریزی حکومت سے ہندوستانیوں کے لئے حقوق حاصل کئے جائیں اور ہندوستان کی مختلف جماعتوں میں مفاہمت کرائی جائے۔ چنانچہ جناح ہی کی ساعی سے ۱۹۱۶ء میں کانگرس اور لیگ کے درمیان میثاقِ لکھنؤ ہوا۔ اور اس کے نتیجے کے طور پر برطانوی حکومت ہندوستانیوں کو کچھ ملکی حقوق دینے پر مجبور ہو گئی۔ لیکن جلد ہی کانگریس میں گاندھی جی کا اثر بڑھا اور ان کی عدم تعاون کی تحریک کے زور پکڑنے پر جناح نے جو ہمیشہ آئینی جنگ کے حامی تھے، کانگریس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اس کے باوجود انہوں نے مرکزی اسمبلی میں اور اس کے باہر بھی، حکومت کی مخالفت اور ہندو مسلم اتحاد کی کوششیں، سولہ برس تک برابر جاری رکھیں۔ لیکن سب بے سود۔ آخر مایوس ہو کر انہوں نے ہندوستان کو خیرباد کہی اور انگلستان میں مقیم ہونے کا ارادہ کر لیا (۱۹۳۳ء)

اس وقت ہندوستانی مسلمان عجیب کس مپرسی کی حالت میں تھے۔ جب انہیں اور کوئی سبیل اپنی فلاح کی نظر نہ آئی تو انہوں نے جناح کو ایک بحری تار بھیجا۔

دسمبر ۱۹۳۳ء اکر اس مشکل کے وقت میں قوم کی باگ ڈور صرف آپ سنبھال سکتے ہیں
چنانچہ وُہ ہندوستان واپس آئے۔ انہیں مسلم لیگ کا مستقل صدر چُنا گیا۔ مرکزی
اسمبلی میں اُنھوں نے ایک آزاد مسلم پارٹی منظم کی۔ ۱۹۳۵ء کے آئین کے نفاذ
کے اگلے سال اُنھوں نے ایک مسلم لیگ الیکشن بورڈ مرتب کیا۔ اور جب ۱۹۳۷ء
میں کانگرس سے سمجھوتہ نہ ہو سکا تو اُنھوں نے ملک کے طول و عرض میں صوبہ صوبہ
پھر کر مسلمانوں کو مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع کرنے کی کوشش کی۔ اِس
تگ و دو میں انہیں نہ صرف سرکاری اور کانگرسی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا بلکہ
خود مسلمانوں کے متعدد گروہوں اور افراد نے ان کے رستے میں روڑے اٹکائے
مگر جناح وُہ شخص نہ تھا جو ایک بار مصمم ارادہ کر لینے کے بعد ہمت ہار دیتا۔

۱۹۳۷ء کے انتخابات میں، کانگرس ہندوؤں میں بازی لے گئی اور سات آٹھ صوبوں
میں اُس کی حکومت قائم ہو گئی۔ لیکن اِدھر جناح نے بھی مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے
ساری مسلم قوم کو اتحاد کی دعوت دی اور اسلام کا نام لے کر ایک منتشر جماعت کو صف آرا
کر دیا۔ دو تین سال ہی میں لیگ کی تحریک ایک آگ کی طرح شہر شہر بلکہ دیہات
تک پھیل گئی۔ اِس پر بھی جب جناح نے کانگرس کو اپنی ہٹ پر قائم پایا تو لاہور میں
۲۳ مارچ سنہ ۴۰ء کو اعلان کر دیا کہ اب ہندوستان کے مسلمانوں کا نصب
العین اپنی اکثریت کے صوبوں میں اپنی جداگانہ حکومت قائم کرنا ہوگا۔ یہ تھا پاکستان
کا مطالبہ جس پر پہلے انگریز مسکرائے اور ہندو جھنجلائے۔ لیکن سات برس کے

قلیل عرصے میں ان دونوں کو جناح کے آگے گھٹنے ٹیک دینے پڑے۔ پاکستان کا مطالبہ جناح کے عزم، مسلمانوں کی بیداری، انگریزوں کی بے اعتنائی اور ہندوؤں کی تنگ نظری سے روز بروز مضبوط ہوتا گیا۔ پہلے ۱۹۴۲ء میں کرپس کی تجاویز میں ایک ذرا سی رعایت مسلمانوں کے لئے رکھی گئی۔ دو سال بعد گاندھی نے جناح سے گفت و شنید کی اور اپنے ہیر پھیر سے جناح کو پرچانا چاہا۔ ۱۹۴۵ء میں ویول کی تجاویز میں مسلمانوں کو اونچی ذات کے ہندوؤں کے برابر نمایندگی دے کر پھسلایا گیا۔ ۱۹۴۶ء میں وزارتی مشن نے ہندو اور مسلم صوبوں کی علیحدہ گروپ بندی کا جال پھیلا کر مسلم لیگ کو پھنسانا چاہا لیکن کانگریس کی ہٹ دھرمی اور تنگ خیالی نے متحدہ ہند کا بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔ اس سے پہلے ۱۹۴۵ء کے انتخابات میں مسلم لیگ ملک بھر میں عدیم النظیر فتح حاصل کر چکی تھی۔ اب اُدھر بہار میں مسلمانوں کا قتلِ عام ہوا، اور اس کے چار ماہ بعد ادھر پنجاب میں مسلمانوں کی وہ سول نافرمانی کی تحریک شروع ہوئی جس نے دُنیا پر ثابت کر دیا کہ مسلمان اب ایک بیدار اور منظم سیاسی جماعت ہیں۔ جناح اجنبی حکمرانوں کی اس فریب کاری، ہمسایہ قوم کے اس تعصب اور اپنی قوم کی اس مصیبت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کا پاکستان کا عزم پہلے سے زیادہ راسخ ہو گیا، اور انہوں نے علانیہ طور پر کہہ دیا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے اب صرف دو ہی راستے ہیں — "پاکستان یا تباہی!"

تین جون ۱۹۴۷ء کو برطانیہ نے ہندوستان کے لئے اپنا نیا منصوبہ

پیش کیا اور ہندوستان و پاکستان کی آزادی ۱۵ اگست سے تسلیم کر لی گئی۔ پاکستان جو یوں بغیر خون کا ایک قطرہ گرائے زیادہ تر قائداعظم کی مسلسل مساعی سے قائم ہوا دشمنوں کی نظروں میں جلد ایک خار کی طرح کھٹکنے لگا۔ چنانچہ اُسے تباہ کرنے کی مختلف طرح کوشش کی گئی۔ مشرقی پنجاب میں پانچ چھ لاکھ نہتے مسلمانوں کو بے دریغ قتل کر دیا گیا۔ جس سے ساٹھ لاکھ مسلمانوں کو ہجرت کر کے مغربی پنجاب آنا پڑا۔ ساتھ ہی کشمیر کا فریب کارانہ الحاق کر کے ہندوستانی فوجیں اُس پر قابض ہو گئیں اور جموں میں مسلمانوں کے قتل کا بازار گرم ہوا۔ جس سے مجبور ہو کر پاکستانی فوج اپنے ہم مذہب بھائیوں کی امداد کو کشمیر کی سرحد پر جا پہنچی۔ ادھر چونکہ پاکستان بھی ایک نوزائیدہ سلطنت تھی، اسے مختلف نوع کے اقتصادی، معاشرتی اور تعلیمی مسائل سے دوچار ہونا پڑا۔ ان واقعات کے ہوتے ہوئے یہ قائداعظم ہی کی ذات اور اس پر عوام کا کُلّی اعتماد تھا، جس سے پاکستان اپنی تازہ بنیادوں پر مضبوطی سے قائم رہا۔

یہ صورت حال تھی کہ اچانک ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو قائداعظم محمد علی جناح عالم بقا کو سدھارے یوں وہ اپنی قوم سے رخصت ہوئے لیکن اس کے لئے اپنی عظیم الشان یادگار پاکستان چھوڑ گئے۔

محمد علی جناح ایک زبردست سیرت کے مالک تھے۔ وہ ہمیشہ اپنے اصول پر سختی سے کاربند رہے۔ سیاسی حلقوں میں ان کا عزم ضرب المثل ہو گیا۔ مخالفین نے اسے ہٹ پکارا۔ ان کے ہزاروں نکتہ چیں پیدا ہو گئے۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ

ایک قوم کی قوم ان کی دشمن ہو گئی لیکن اِس سے ان کے ارادوں میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا۔ نہ عہدوں کا لالچ، نہ روپے کی طمع، نہ دنیا کی لعن وطعن کوئی شے انہیں اپنے جادۂ مستقیم سے اِدھر اُدھر نہ ہٹا سکی۔ بعض لوگوں نے انہیں بدمزاج کہا، بعض نے مغرور، بعض نے ان پر خود پسندی کا الزام لگایا لیکن نہ انہیں ستائش کی تمنا تھی نہ صلے کی پرواہ نہ تنقید کا ڈر اور نہ طاقت کا خوف۔ سچ یہ ہے کہ وہ عدل وانصاف کے سب سے بڑے مؤید اور حق پسندی وراست بازی کے سب سے بڑے مجاہد تھے۔ میدانِ سیاست میں قدم رکھنے کے بعد دس برس تک انہوں نے آزادی کی راہ میں کانگریس کا ساتھ دیا لیکن جب مسلمانوں کے مطالبات کی سچائی ان پر واضح ہوئی تو انہوں نے بیس برس اسی کوشش میں گزار دیئے کہ کسی طرح ہندو مسلمانوں میں اور لیگ کانگرس میں مصالحت ہو جائے پھر جب انہوں نے ہزار بار آزما کر دیکھ لیا کہ ہندو لیڈر کسی طرح مسلمانوں کو ان کے حقوق نہیں دینا چاہتے بلکہ اکھنڈ ہندوستان میں ان کی جداگانہ ہستی ہی کو ملیا میٹ کر دینا چاہتے ہیں جب اُنہوں نے اس خطرے کو بھانپ لیا تو وہ خود سب سے بڑے "فرقہ پرست" بن گئے اور اُنہوں نے مسلمانوں کی علیحدگی پر اصرار کیا اور کہا کہ پاکستان مسلمان قوم کے لئے زندگی اور موت کا سوال ہے۔ پاکستان کی ہفت سالہ جنگ میں محمد علی جناح نے سر دھڑ کی بازی لگا دی، اور اپنی بے نظیر قابلیت اور جرأت استقلال سے آخر یہ میدان مار لیا۔

جناح کی قانونی اور سیاسی قابلیت مسلمہ تھی یہ ان کی غیر معمولی ذہانت اور مسلسل محنت کا نتیجہ تھی۔ ان کی تقریر اور مباحثہ کی صلاحیت بے نظیر تھی۔ ان کا لہجہ کبھی پُرسکون ہوتا، کبھی پُرجوش' ان کی زبان سادہ تھی اور پرزور، اس پر ان کی قوت تجزیہ اور تنقیدی بصیرت سونے پر سہاگہ کا کام دیتی تھی۔ محمد علی جناح کو مسلمانوں کے مستقبل پر کامل اعتماد تھا، اور اپنی قوم سے بے حد محبت تھی۔ وہ کسی کی رعایت نہ کرتے تھے۔ قومی مفاد کے سامنے وُہ ذاتی لحاظ کو کبھی خاطر میں نہ لاتے، اسی لئے بالخصوص پچھلے چند برس میں ان کی ذاتی زندگی عموماً ایک طرح کی تنہائی میں گزری' لیکن اس تنہائی کو انہوں نے خود شاید کم ہی محسوس کیا ہو، وہ ابھی تک روز و شب قومی کاموں میں منہمک رہے اور یہی کام کرتے کرتے انہوں نے خوشی سے جان دے دی۔

بلاشبہ محمد علی جناح دنیا کی عظیم ترین ہستیوں میں تھے۔

مشرقی پاکستان
مغربی بنگال
آسام
خلیج بنگال
برما
بارند
بوگرا
مادھوپور جنگل
ڈھاکہ
باریسال

قائدِ اعظم کے ارشادات

۱۹۱۶ء سے پہلے:-

"اخلاقی قوت، دلیری، محنت اور استقلال، یہ وہ چار ستون ہیں جن پر انسانی زندگی کی ساری عمارت تعمیر کی جا سکتی ہے۔ اور ناکامی وہ لفظ ہے جسے میں جانتا ہی نہیں۔"

خطبۂ صدارت سالانہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ، منعقدہ لکھنؤ (دسمبر ۱۹۱۶ء)

"ہم مسلمان رعایتیں نہیں چاہتے، مسلمانوں کے لئے لازم ہے کہ وہ خودداری سیکھیں۔"

انتخابی منشور (۱۹ ستمبر ۱۹۲۳ء)

ایک بات کا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ عوام کی بھلائی اور ہندوستان کی بہبود جس طرح اب تک میرا نصب العین رہا ہے، آئندہ بھی اسی طرح میرے پیش نظر رہے گا۔ مجھے مطلق خواہش نہیں کہ حکومت سے کوئی نوکری یا رتبہ یا خطاب حاصل کروں۔ میرا واحد مقصد صرف یہ ہے کہ حتی المقدور ملک کی خدمت کرتا رہوں۔"

خطبۂ صدارت مسلم لیگ سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور (۲۵ مئی ۱۹۲۴ء)

"جب تک ہندو مسلمان آپس میں سمجھوتہ نہیں کریں گے غیروں کی دفتری حکومت

جُوں کی تُوں قائم رہے گی۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ جس روز ہندو مسلمانوں میں اتحاد ہو جائے گا اُسی روز ہندوستان کو ذمہ دار نو آبادیاتی حکومت مل جائے گی۔ میرے نزدیک سوراج اور ہندو مسلم اتحاد ہم معنی الفاظ ہیں۔"

خطبۂ صدارت سالانہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ لکھنؤ (۱۵ر اکتوبر ۱۹۳۷ء)

"میں چاہتا ہوں کہ مسلمان اپنے اُوپر بھروسہ کریں اور اپنی قسمت کا خود فیصلہ کریں ہمیں ایسے آدمی درکار ہیں جو صاحب ایمان اور صاحبِ عزم ہوں، جن میں ہمت واستقلال ہو اور جو ایسی باتوں کو منوانے کے لئے جنہیں وہ امرِ حق سمجھتے ہوں تن تنہا جنگ کرنے کو تیار ہوں، خواہ اس وقت ساری دُنیا ہی ان کے خلاف کیوں نہ ہو۔ اکثریت کے ساتھ سمجھوتے یا مفاہمت کا امکان نہیں۔ باعزت سمجھوتا ہمیشہ برابر کے فریقین میں ہو سکتا ہے اور جب تک دونوں فریق ایک دوسرے کی عزّت اور طاقت محسوس نہ کرنے لگیں، سمجھوتے کی کوئی اصلی صورت پیدا نہیں ہوتی۔ کمزور جماعت کی طرف سے صلح جوئی کی پیش کش محض اپنی کمزوری کا اعتراف اور اپنے حقوق میں مداخلت کی دعوت دینے کے برابر ہے۔ تمام تحفّظات اور معاہدے ایک ردّی کاغذ کے ٹکڑے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے، جب تک اُن کی پُشت پر کوئی طاقت نہ ہو۔ سیاست کے معنی ہیں طاقت، عدل انصاف یا مروت کے نعرے لگانے سے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ ذرا دنیا کی قوموں پر نظر ڈالو، ذرا دیکھو کہ یہاں کیا کچھ ہو رہا ہے؛ حبش کا کیا حال ہوا؟ چین اور سپین میں کیا ہو رہا ہے؟ اور

فلسطین کے المناک حالات کا تو ذکر ہی کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ مسلمان اِس صورتِ حال پر غور و فکر کریں اور تمام ہندوستان میں ایک متحد پالیسی اختیار کر کے اور اس پر نہایت وفاداری سے قائم رہ کر اپنی قسمت کا فیصلہ آپ کریں۔ ایک اور صرف ایک صورت مسلمانوں کو بچا سکتی ہے اور اُن کو اُن کی گئی گزری طاقت دلا سکتی ہے اور وُہ یہ ہے کہ وہ پہلے اپنی گم شدہ روح کو پھر ڈھونڈ پائیں اور اپنی اس اعلیٰ حیثیت اور بلند اصولوں کی محافظت کرنا سیکھیں جو اُن کی عظیم الشان وحدت کا سنگِ بنیاد ہیں۔

"تم اپنے میں قواعد داں، تجربہ کار سپاہیوں کی سی قوت پیدا کرو۔ جماعت کی طرف اپنی ذمہ داری اور رفاقت کا احساس پیدا کرو۔ اپنی قوم و وطن سے وفاداری کرو اور ایمان داری سے اُن کی خدمت کرو۔ یاد رکھو کوئی فرد یا قوم بغیر محنت، مصیبت اور قربانی کے کچھ حاصل نہیں کر سکتی۔ اِس وقت ایسی قوتیں موجود ہیں جو ممکن ہے تم کو ڈرائیں، دھمکائیں اور مرعوب کریں اور ممکن ہے تم کو اُن کے ہاتھوں سخت تکلیفیں بھی پہنچیں لیکن یاد رکھو آتشِ ظلم کی اِس بھٹی میں، جس میں تم کو ڈالا جائے گا جہاں تم کو طرح طرح کی اذیتیں دی جائیں گی، تم کو متزلزل کرنے کے لئے دھمکیاں دی جائیں گی، خوف دلایا جائے گا اِس پر بھی اگر تم ثابت قدم رہے، اگر تم نے اِن مصیبتوں اور سختیوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور تم برابر ایماندار اور وفادار بنے رہے تو اسی طرح ایک ایسی قوم پیدا ہو گی جو اپنی گزشتہ

عظمت اور تاریخ کی لاج رکھے گی اور مستقبل میں نہ صرف ہندوستان کی بلکہ دُنیا بھر
کی تاریخ کو کہیں زیادہ پُرعظمت اور شان دار بنا دے گی۔ ہندوستان کے آٹھ
کروڑ مسلمانوں کو کسی طاقت سے ڈرنے کی مطلق ضرورت نہیں۔ اُن کا مستقبل اُن
کے ہاتھ میں ہے اور وہ ایک منسلک و مضبوط اور منظم و متحد قوت بن کر ہر خطرے
کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور ہر قسم کی مخالفت سے، جو اُن کے متحدہ محاذ اور خواہشات
کو توڑنے اور مٹانے کے لئے کی جائے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ ایک طلسمی طاقت
تمہارے اپنے ہاتھوں میں ہے۔ تو اب اپنے اہم فیصلے کرو ممکن ہے کہ یہ فیصلے
سخت ہوں اور دیرپا اور دُور رس۔ فیصلہ کرنے سے پہلے خوب سوچ سمجھ لو۔
لیکن جب ایک بار فیصلہ کر چکو تو سب متحد ہو کر اُس پر مضبوطی سے کھڑے ہو
جاؤ۔ اپنی قوم کے لئے سچے بنو اور وفادار رہو۔ پھر مجھے یقینِ کامل ہے کہ تم ضرور
کامیاب ہو جاؤ گے۔"

"اگر مسلمان آپس میں متحد ہوں گے تو آپ کی اُمید اور اندازے سے کہیں
پہلے سمجھوتہ ہو جائے گا اور آپ کی طاقت کی وجہ سے دُنیا آپ کے مطالبۂ آزادی
کو تسلیم کرے گی۔ برطانوی حکومت، کانگرس، رجعت پسند مسلمان اور مولوی،
اِن چاروں سے رہائی پانے کے بعد کیا میں اپنے نوجوانوں سے درخواست
کر سکتا ہوں کہ اب آپ اپنی عورتوں کو قید و بند سے چھڑائیں۔ یہ قطعاً ضروری
ہے اِس سے میرا مطلب یہ نہیں کہ ہم مغرب کی نقالی کریں اور اُن کی بیہودگیاں

اختیار کریں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اب لازم ہے کہ ہم اپنی عورتوں کو نہ صرف اپنی معاشی زندگی میں بلکہ اپنی سیاسی زندگی میں بھی حصّہ دار بنائیں۔

مسلم لیگ نے آزادی حاصل کرنے کا مُصمّم ارادہ کر لیا ہے مگر یاد رہے کہ یہ آزادی صرف اربابِ قوّت واقتدار کے لئے نہ ہوگی بلکہ یہ اُن لوگوں کے لئے بھی ہوگی جو آج کمزور و مظلوم ہیں۔

خطبۂ صدارت سالانہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ پٹنہ (۲۶ر دسمبر ۱۹۳۸ء)

"ہم مسلمانانِ ہند نے ارادہ کر لیا کہ ہم اپنے مکمل حقوق لے کر رہیں گے۔ مسلمانوں کو زیادہ عرصے تک دھوکے میں نہیں رکھا جا سکتا! مسلمانوں کا اور مسلم لیگ کا صرف ایک ہی حلیف ہے اور وہ مسلم قوم ہے، اور ایک اور صرف ایک ہی ہے، جس سے وہ مدد کے متوقع ہیں، اور وہ خدا ہے"!

مسلم لیگ تمام مسلمانوں کی جماعت ہے۔ یہ تمہاری جماعت بھی ہے پس اس میں آکر شریک ہو جاؤ! اور اگر اس میں کوئی خرابی ہے تو آؤ اور اُسے درست کرو۔

یوم عید پر تقریر (۱۳ر نومبر ۱۹۳۹ء)

"ماہ رمضان کی ریاضت آج خدا کے حضور، ہمارے دلوں کے ایک غیر فانی انکسار پر منتج ہوگی لیکن ہمارا انکسار ایک کمزور دل کا انکسار نہ ہوگا۔ وہ لوگ جو دل کی کمزوری کو سراہتے ہیں، وہ گویا خدا اور رسول دونوں پر الزام دھرتے ہیں کیونکہ تمام مذاہب

کا ایک نمایاں اصول جو بظاہر باطل مگر درحقیقت صحیح یہ ہے کہ جو لوگ منکسر المزاج ہے
ہوں گے انہیں کو قوت حاصل ہوگی، اور اسلام میں تو اس کا ایک خاص مفہوم
ہے کیونکہ اسلام کے معنی ہی ہیں عمل۔ رمضان کی ریاضت سے ہمارے رسولؐ کا
مقصد یہ تھا کہ ہمیں عمل کے لئے ضروری طاقت حاصل ہو عمل کے لئے لازم
ہے کہ ہم دوسروں سے راہ و رسم رکھیں۔ قرآن کریم کی رو سے عبادت اور روزمرہ
کی زندگی میں گہرا تعلق ہے تم کو معلوم ہے کہ ہمیں کتنے عجیب و غریب مواقع
دیئے جاتے ہیں کہ ہم اپنے ہم جنسوں سے تعلق پیدا کریں، ان کے حالات کو نگاہ
غور سے دیکھیں ان کی ضروریات سمجھیں اور یوں سمجھ کر ان کی خدمت کریں، اور
دیکھو یہ سب مواقع نماز کے آئین کے ذریعے پیدا کئے گئے ہیں، جو انسان کی معاشری
حس کی تکمیل کے لئے وضع کیا گیا ہے، قرآن میں انسان کو خدا کا خلیفہ پکارا گیا ہے
اس کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح خدا نوع انسان سے سلوک کرتا ہے اسی طرح ہم بھی
دوسروں سے کریں، یعنی محبت اور درگزر کرنا سیکھیں۔ وہ روحانی نور جو ماہِ رمضان
کے نماز و روزہ نے ہمارے دلوں میں روشن کیا ہے اس کا بہترین مظاہرہ یہی ہے
کہ ہم اپنے گھروں میں، اپنی قوم کے اندر، اور اپنے ملک میں، جس میں مختلف مذاہب کے
پیرو موجود ہیں، مکمل اتحاد و یک جہتی پیدا کریں اور اپنی خانگی یا پبلک زندگی دونوں
میں اپنے ذاتی اغراض کے لئے نہیں بلکہ اپنے تمام ہم وطنوں اور بالآخر تمام نوع
انسان کی فلاح و بہبود کے لئے مصروفِ عمل ہوں۔ یہ ایک عظیم الشان نصب العین

ہے، اور اس کے لئے بہت کوشش اور قربانی کی ضرورت ہے۔"

"ہم میں سے ہر ایک اپنے وطن کی خدمت اپنی ہی نفسی ریاضت سے کر سکتا ہے، اور وہ اس طرح کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے آپ سے یہ پوچھے کہ کیا میں اپنی عادات میں باقاعدگی رکھتا ہوں؟ کیا میں وقت پر سوتا ہوں؟ سڑک پر غلاظت تو نہیں پھینکتا؟ اپنے کام میں دیانتدار اور سچا ہوں؟ کیا میں دوسروں کی حتی المقدور مدد کرتا ہوں؟ کیا میں لوگوں سے رواداری کا سلوک کرتا ہوں؟ یہ بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں معلوم ہوتی ہیں، لیکن فی الحقیقت انہیں سے وہ ریاضتِ نفس ہو سکتی ہے جو سب اقوام کی متحدہ مساعی کے ذریعے سے ہمارے ملک کو ایک زیادہ عظیم الشان ملک بنانے میں کام آئے گی۔ آخر میں میں آپ سب کو تاکید کے ساتھ کہوں گا کہ یہ کبھی نہ بھولئے کہ اسلام ہر مسلمان سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنی قوم کی طرف اپنا فرض ادا کرے!"

مسلم یونیورسٹی یونین علی گڑھ میں تقریر (۶ مارچ ۱۹۴۰ء)

"کسی دوسرے شخص پر بھروسہ کرنا بیکار ہے۔ ہمیں صرف اپنے آپ پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ میں سب کا دوست بننے کو تیار ہوں، مگر انحصار کروں گا، صرف اپنی ذاتی قوت پر!"

"میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ شانہ بشانہ کھڑے ہو جاؤ ایک مضبوط مستحکم فولادی پیکر کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہو اپنی قوم کی تنظیم کئے جاؤ اس کی

تربیت کئے جاؤ دقتوں کی فکر نہ کرو مسلمانوں کو منظم کر کے سب کو یک جا کر دو ان کو پابندی کا رسکھاؤ اور اس طرح ان کو ایک ایسی حیرت انگیز سیاسی فوج بنادو کہ ملک ہند نے کبھی دیکھی سنی نہ ہو ایسا کرو گے تو یقیناً تم جلد اپنی آزادی کی منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤ گے "

منٹو پارک لاہور میں اسلامی پرچم لہراتے ہوئے تقریر (۱۸ مارچ ۱۹۴۰ء)

" جتنی بڑی قوم ہو گی اتنی ہی زیادہ مشکلات کا اُسے سامنا کرنا پڑے گا مجھے اپنی قوم پر پورا اعتماد ہے، اور مجھے یقین کامل ہے کہ مسلمان متحد ہو کر دُنیا کی تمام مشکلات و تکالیف کا کامیابی سے مقابلہ کریں گے "

خطبۂ صدارت سالانہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ لاہور (۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء)

" ہم مسلمان چاہتے ہیں کہ ہم ایک آزاد قوم بن کر اپنے ہمسایوں کے ساتھ مل کر امن و امان اور ہم آہنگی سے زندگی بسر کریں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری قوم اپنی روحانی، تمدنی، اقتصادی، معاشرتی اور سیاسی زندگی کو کامل ترین نشو و نما بخشے اور اس غرض سے وہ طریقِ عمل اختیار کرے جو اس کے نزدیک بہترین ہو اور جو ہمارے اپنے نصب العین کے مطابق اور ہماری قوم کی اپنی افتادِ طبع کے حسبِ حال ہو "

لازم ہے کہ ہم دوسروں کی دھمکیوں اور جبر و تشدد سے متاثر ہو کر اپنے مقصد و منتہا سے ایک لمحے کے لئے بھی دست کش نہ ہوں۔ ہمیں تیار رہنا چاہیے کہ ہم تمام ممکن مشکلات اور نتائج کا مقابلہ کریں اور اپنے نصب العین تک پہنچنے

میں کسی قسم کی قربانی سے بھی جو ہمیں دینی پڑے مطلق دریغ نہ کریں!

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آزادی یا خود مختاری محض دلائل سے حاصل ہو سکتی ہے؟ آخر سمجھ دار مسلمان اپنی آزادی کے لئے کیا کچھ کرنے کو تیار ہیں؛ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ جب تک یہ خواہش آپ کے رگ و ریشے میں خون بن کر نہ دوڑنے لگے گی، جب تک آپ ہر قسم کی قربانی کرنے پر آمادہ نہ ہو جائیں گے اور اپنی ملت کے لئے بے غرضی، جوش اور خلوص کے ساتھ کام کرنے پر تیار نہ ہو جائیں گے آپ کبھی اپنے مقصد کو نہ پا سکیں گے"

یونیورسٹی ہال لاہور میں یوم اقبال پر تقریر (۲۵ مارچ ۱۹۴۰ء)

"اقبال نے ہندوستان کے مسلمانوں میں سیاسی و قومی شعور پیدا کرنے میں بڑی خدمت سرانجام دی ہے"

"اقبال دنیا بھر میں مشہور ہے اور اس کا شمار عظیم ترین شعراء میں ہوتا ہے اور ہمیں اپنے ایسے بڑے شاعر اور ایسے بڑے آدمی پر بجا طور پر فخر ہے۔ اقبال میرے پرانے دوست تھے جب میں اپریل ۳۶ء میں پنجاب میں آیا تو پہلا شخص جس سے میں ملا وہ اقبال تھے میں نے خیالات اس کے سامنے پیش کئے۔ انہوں نے فوراً لبیک کہی اور اس وقت سے تا دم مرگ اقبال ایک چٹان کی طرح میرے ساتھ کھڑے رہے اقبال کی شاعری زندہ رہے گی جب تک کہ اردو زبان زندہ ہے"

"مسلمانوں کے لئے اقبال شکسپیئر سے بھی بڑا تھا۔ کارلائل کی بابت مشہور

ہے کہ جب اِس سے کہا گیا کہ اگر تمہیں برطانیہ اَور شکسپیئر میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا اختیار دیا جائے تو تم کیا کرو گے؟ تو اس نے کہا فوراً کہا کہ میں شکسپیئر کو کسی قیمت پر نہ دوں گا! میرے پاس گو سلطنت نہیں ہے، لیکن اگر مجھے سلطنت مل جائے، اَور اقبال اَور سلطنت میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کی نوبت آجائے تو میں بلا تامّل اقبال کو منتخب کروں گا!"

بمبئی پراونشل مسلم لیگ کانفرنس کی طرف پیغام (۶ مئی ۱۹۴۰ء)

"ہم تو اس ملک میں آزاد انسانوں کی سی باعزّت زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اَور آزاد ہندوستان کے علم بردار ہیں"

خطبۂ صدارت اجلاس پاکستان پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن لاہور (۲ مارچ ۱۹۴۱ء)

"میں واقعی خوش ہوں کہ پنجاب کے مسلمان اب بیدار ہیں۔ آج مسلم لیگ نے مسلمان عوام میں ربط و ضبط کی رُوح پھُونک دی ہے، اَور ان میں وُہ خود داری اَور خود اعتمادی پیدا کر دی ہے، جس کی اُنہیں سخت ضرورت تھی۔ اب مسلمان آپ اپنے مالک بن گئے ہیں۔ تاہم ابھی ہمیں بہت کچھ کرنا ہے، اَور اس لئے میں تم، بوڑھوں، مردوں اَور عورتوں سب سے درخواست کرتا ہوں کہ آؤ ہم سب مصروف کار ہو جائیں!"

"خوب یاد رکھو یہ کوئی معمولی سا کام نہیں ہے مغل سلطنت کے زوال کے بعد یہ سب سے بڑا اَور مہتم بالشان کام ہے جو تم نے اپنے ذمے

لیا ہے۔ سب سے پہلے تمہیں قوم کے تعمیری کاموں کی طرف اپنی توجہ کرنی ہوگی۔ اِن میں ایک تعلیم ہے، جس کے بغیر ایک قوم اندھیرے میں ٹامک ٹوئیے مارا کرتی ہے دوسرے یہ لازم ہے کہ ایک قوم اپنی اقتصادی حالت کو سدھارے اور پھر جب وہ تعلیم یافتہ ہو جائے اور مالی حیثیت سے مضبوط تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ آپ اپنی حفاظت کرے۔ یہ ہیں وہ تین ستون جن پر کسی قوم کی ہستی کا انحصار ہے سو اگر تم چاہتے ہو کہ تم جلد سے جلد اپنے مقصد و منتہا کو پالو تو جس طرح میں نے ابھی کہا ہے، آؤ، اُٹھو اور اپنی قوم کی بنیادوں کو تعمیر کرنا شروع کر دو!"

"ہماری جدوجہد کا منشا یہ ہے کہ مسلمانوں کی قومی آرزو کو اظہار و ترقی کے تمام مواقع حاصل ہوں۔ یہ ہماری زندگی و موت کا معرکہ ہے، اور ہم محض مادّی فوائد کے لئے نہیں لڑ رہے، بلکہ ہم تو اس لئے جنگ کر رہے ہیں۔ کہ مسلمان قوم کی روح زندہ و برقرار رہے اور کسی طرح کھوئی نہ جائے۔ اِسی لئے میں نے بار بار یہ بات دُہرائی ہے کہ یہ مسلمانوں کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے، اور پاکستان کوئی سودا بازی نہیں۔ مسلمانوں کو اِس حقیقت کا پورا احساس ہو چکا ہے۔ اگر ہم اِس جنگ میں شکست کھا جائیں گے تو سب کچھ کھو بیٹھیں گے۔"

مسلم یونیورسٹی یونین علی گڑھ میں تقریر (۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء)

"میں نے صرف یہ کام کیا کہ وہ آرزو جو اسلامی ہند کے دل میں چٹکیاں

لے رہی تھی! میں نے دلیری سے اُس کا اظہار کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان صدیوں سے یہیں موجود رہا ہے۔ آج بھی یہیں موجود ہے اور روزِ قیامت تک یہیں موجود رہے گا۔ یہ ہم سے لے لیا گیا تھا، ہمیں فقط اسے واپس لینا ہے۔"

پاکستان ایک خیالی منزلِ مقصود نہیں ہے، بلکہ عملی لحاظ سے یہی ایک چیز ہے جس کے ذریعے تم اس ملک میں اسلام کو قطعاً فنا ہو جانے سے بچا سکتے ہو۔ اس کے لئے ہمارا سفر طول طویل ہے۔ پاکستان موجود تو ہے۔ لیکن ابھی ہمیں اس کو قبضے میں لانا ہے۔ آزادی ہاتھ زیادہ آسانی سے آجاتی ہے' لیکن اس کا سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔ ہمیں اپنے آپ کو تیار کرنا ہوگا، سو آپ اپنے آپ کو طاقتور بناؤ۔ اپنی قوم کو تعلیم میں' تجارت اور صنعت و حرفت میں اور حفاظتِ ملک کے لئے تیار کرو!"

(بنگلور میں تقریر (جون ۱۹۴۱ء)

"پاکستان ایک ایسا نصب العین ہے، جس کے لئے جینے میں بھی مزا ہے اور مرنے میں بھی، مسلمان یہ جدوجہد دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لئے نہیں کر رہے، بلکہ محض اس لئے کہ اس ملک میں وہ عزت و وقار کے ساتھ آزاد انسان بن کر رہ سکیں۔"

(اسلامی ہند کو پیغامِ عید (اکتوبر ۱۹۴۱ء)

"ہمارا اصول ہونا چاہئے، ایمان، اتحاد، انضباط۔"

پنجاب کے دورے میں مسلمان طلباء سے خطاب (نومبر ۴۲ء)

"تم میرے ہو، میں تمہارا ہوں۔"

"پاکستان کی حکومت کا پہلا فرض ہوگا کہ وہ غریبوں کی آسائش کا بندوبست کرے۔"

"مسلمانوں کو تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ تعلیم، تجارت اور تلوار۔"

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم لیگ اجلاس دہلی (اپریل ۴۳ء)

"دیکھو اٹھارویں اور انیسویں صدی کی تباہ کاریوں کے بعد اسلامی ہند کس طرح ایک ققنس کی طرح اپنی خاکستر سے پھر پیدا ہوا۔ یہ ترقی ایک معجزے سے کم نہیں۔ ایک قوم جس نے اپنا سب کچھ کھو دیا، جسے قسمت نے ایک چکّی کے دو پاٹوں کے درمیان رکھ دیا، وہ نہ صرف اٹھی، نہ صرف اس نے اپنی کھوئی ہوئی ہستی کو پا لیا، بلکہ انگریزوں کے بعد وہ معاشرتی طور پر سب سے زیادہ متحد، فوجی طور پر سب سے زیادہ توانا اور سیاسی طور پر موجودہ ہندوستان میں سب سے زیادہ فیصلہ کن عنصر ثابت ہوئی۔"

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم لیگ کراچی (۲۴ر دسمبر ۴۳ء)

"ہم ایک قوم ہیں اور ہم اس وقت تک دم نہ لیں گے، جب تک ہم اس علاقے پہ جو ہماری ملکیت ہے قبضہ نہ کرلیں اور اس پر اپنی حکومت قائم نہ کرلیں

یہ جدوجہد طویل ہے اور سخت۔ یہ آپ سے تقاضا کرتی ہے۔ مجھے یہ کہنے کی
کی اجازت دیجئے اور خصوصاً وہ لوگ جو اپنا صبر کھو بیٹھے ہیں یا جو گھبراہٹ
اور مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں، وہ یہ سن لیں کہ یہ جدوجہد بڑی لمبی ہے
اور بڑی سخت، اور سب سے خصوصاً نوجوانوں سے اس کا تقاضا ہے کہ وہ
اپنے میں صبر پیدا کریں! وہ محنت کرنا سیکھیں! وہ اپنی اس بڑی قوم کی تعمیر
میں، جس کے وہ ارکان ہیں، ہمت و استقلال سے آگے بڑھتے چلے جائیں"
"بس آپ سب سے، ہر مرد عورت اور بچے سے، ہر جوان اور بوڑھے سے،
کہتا ہوں کہ خوب مضبوطی سے کھڑے رہئے اور دیکھئے آپ کے پاؤں ذرا نہ
لڑکھڑائیں! پاکستان ہی ہے، جس میں ہماری نجات ہے، اُسی سے ہماری حفاظت
ہے، اور وہی ہے ہمارا مقدر!"

اجلاس کراچی کی آخری تقریر (۲۶ دسمبر ۱۹۴۳ء)

آخر وہ کون سی چیز تھی جس نے مسلمانوں کو ایک تنِ واحد کی طرح متحد
کر دیا اور اس قوم کی بنیاد کیا تھی۔ اور وہ لنگر کیا تھا، جس نے اِسے برقرار رکھا!
وہ تھا اسلام اور وہ عظیم الشان کتاب قرآن! وہ ہے اسلامی ہند کی کشتی
کا لنگر۔ مجھے یقین کامل ہے کہ جُوں جُوں ہم ترقی کریں گے، ہم میں زیادہ
سے زیادہ وحدت پیدا ہوتی جائے گی یعنی ایک خدا، ایک رسول، ایک
کتاب اور ایک قوم!"

قائدِ اعظم کا جوابی خط گاندھی جی کے نام (۱۷ ستمبر ۱۹۴۴ء)

"ہم ہندوستان کے مسلمان دس کروڑ افراد کی ایک قوم ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم ایک ایسی قوم ہیں جس کی اپنی ایک امتیازی تہذیب اور اپنا تمدّن اور اپنی زبان اور ادب، اپنا آرٹ اور طرزِ تعمیر، اپنے نام اور اصطلاحات، اپنی اقدار اور اپنے قوانین اور اخلاقی ضابطے، اپنے رسم درواج اور اپنی جنتری، اپنی تاریخ اور روایات اور اپنی صلاحیتیں اور خواہشات، مختصر یہ کہ زندگی کے متعلق ہمارا اپنا نظریہ اور نصب العین ہے۔ بین الاقوامی قوانین کے ہر معیار سے ہم ایک مستقل قوم ہیں۔"

لاہور میں یومِ اقبال منانے کی تقریب پر پیغام (۹ دسمبر ۱۹۴۴ء)

"اگرچہ اقبال آج ہم میں موجود نہیں لیکن اس کی غیر فانی شاعری برابر ہماری رہنمائی اور ہمت افزائی کرتی ہے۔ اس کے کلام سے صاف ظاہر ہے کہ اسلامی تعلیمات سے اُسے کس قدر وابستگی تھی وہ رسول کریم کا ایک سچّا اور وفادار پیرو تھا۔ وُہ ایک مسلمان تھا اوّل و آخر۔ وُہ اسلام کا شارح تھا، اور اسلام کی آواز۔ اقبال محض ایک مبلّغ اور فلسفی ہی نہ تھا، وُہ شجاعت اور قوتِ عمل، استقلال اور خود اعتمادی کا علمبردار تھا اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ اسے خدا پر کامل ایمان اور اسلام سے دلی محبّت تھی۔ اس کی شخصیت میں ایک شاعر کی تصوریت، اور ایک عملی آدمی کی حقیقت پسندی، دونوں کا امتزاج تھا۔ خدا پر بھروسہ، تسلسل اور ان تھک

عمل، اس کے پیغام کا لبِّ لباب ہے۔ نوعِ انسان کے لئے اُس کا پیغام ہے
عمل اَور قوائے خودی کا حصول۔ اگرچہ وُہ ایک بڑا شاعر اَور فلسفی تھا۔ لیکن اِس
کے ساتھ ہی وُہ ایک عملی سیاست داں بھی تھا، چنانچہ وُہ ان چند افراد میں سے تھا
جنہوں نے ہندوستان کے شمال مشرق اَور شمال مغرب میں مسلمانوں کے لئے
ایک قومی وطن بنانے کا تصوّر پیش کیا۔ یومِ اقبال کی تقریب میں میں دل سے
شریک ہوں اَور دعا کرتا ہوں کہ ہمیں اپنے قومی شاعر کے تصوّرات پر عمل کرنے
کی توفیق ملے تاکہ ہم اِن تصوّرات کو اپنی خود مختار ریاست پاکستان میں حاصل
کریں اَور انہیں عملی جامہ پہنا سکیں۔

یومِ پاکستان پر پیغام (۲۳ر مارچ ۴۵ء)

" اِسلامی ہند چین سے نہ بیٹھے گا۔ جب تک وُہ اِس برِّعظیم کے شمال مغرب اَور
شمال مشرق میں پاکستان کی مملکت نہ قائم کرلے۔ آپ جانتے ہیں یہ ہندوستان کے
مسلمانوں کے لئے زندگی اَور موت کی جنگ ہے۔ پاکستان ہی میں مضمر ہے ہماری نجات،
ہماری حفاظت اَور ہماری عزّت۔ اگر ہم ناکام ہوئے تو سمجھئے ہم تباہ ہو گئے، اَور
پھر اِس برِّعظیم میں مسلمانوں یا اسلام کا نام ونشان تک باقی نہ رہے گا۔ یہ ہے
وُہ عظیم الشان کام جو آپ کے سامنے ہے۔ کوئی بڑی سے بڑی قربانی نہیں جو
اِس نصب العین کے لئے دریغ رکھی جائے!"

" مجھے یقین ہے کہ پاکستان ہماری مٹھی میں ہے!"

پیغامِ عید (ستمبر ۱۹۴۵ء)

"ماہِ رمضان میں ہم سب کے لئے ایک بڑا سبق ہے۔ اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہم کس طرح اپنی خواہشات اور شہوات کو قابو میں رکھیں۔ یہ ہمیں سختی سے ربط و ضبط سکھاتا ہے۔ قرآن ہر مسلمان کی زندگی کے لئے ایک عام ہدایت نامہ ہے یہ نہ صرف مذہبی رسوم پر بلکہ روزمرہ کی زندگی پر بھی حاوی ہے۔ روح کی نجات سے لے کر بدن کی صحت تک اس میں ہر شے کا ذکر ہے۔ اسلام مسلمانوں کی سوسائٹی کی تمام جزئیات کے لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔"

مسلم لیگ کوئٹہ کے ایک پبلک جلسے میں تقریر (۱۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

"جب مصیبت جھیلنے کا وقت آئے گا تو میں پہلا آدمی ہوں گا جو اپنے سینے پر گولی کھانے کے لئے تیار ہو جاؤں گا۔"

ہندوستان کے مسلمان اراکین اسمبلی کے اجتماع منعقدہ دہلی میں تقریر (۱۰ اپریل ۱۹۴۶ء)

"کوئی قوم کچھ کر کے نہیں دکھا سکتی جب تک کہ اس کی عورتیں بھی مردوں کے دوش بدوش نہ چلیں، اور میدانِ جنگ تک میں اُن کے ہمراہ نہ اُتر آئیں۔"

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے جلسہ منعقدہ بمبئی میں تقریر (۲۸، ۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء)

"اگر ہمارے ہاتھ میں کافی طاقت نہیں تو ہمیں یہ طاقت اب پیدا کرنی چاہئے۔"

مسلمانانِ ہند کے لئے پیغامِ عید (اگست ۱۹۴۶ء)

"اب ہمیں حقائق سے دوچار ہونا ہے اور میں سب مسلمانوں سے اپیل کرتا

ہوں کہ وہ اپنے آپ کو منظم و مجتمع کریں اور اپنی تمام سرگرمیوں اور قوتوں کو ایک تربیت یافتہ قوم کی طرح یک جا کریں، اور تمام ممکن حادثات کا سامنا کرنے کو تیار ہو جائیں۔ آزادی کا کوئی بنا بنایا آسان راستہ نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ ہم مصیبتیں جھیلنے اور قربانی دینے پر آمادہ ہو جائیں اور اپنی راہ سے سب رکاوٹوں کو بزور ہٹا دیں۔ اب ہمارے سامنے ایک شدید جدوجہد ہے اور ہمیں دلیری اور جرأت سے ان حالات کا مقابلہ کرنا ہے"

لندن کے ایک پبلک جلسے میں تقریر (جو برطانیہ مسلم لیگ کے زیر اہتمام منعقد ہوا) (۱۴؍ دسمبر ۱۹۴۶ء)

"مسلمان نوعِ انسان کی مساوات کے حامی ہیں۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ اکثر جب میں مسجد میں جاتا ہوں تو میرا شوفر میرے پہلو بہ پہلو کھڑا ہوتا ہے بلاشبہ مسلمان اخوت، مساوات اور حریت کے علمبردار ہیں"

قائداعظم گورنر جنرل پاکستان کا پیغام قوم کے نام (۱۵؍ اگست ۱۹۴۸ء)

"ہمارا مقصد ہونا چاہیئے اپنے ملک میں امن و امان اور دنیا بھر کے ساتھ صلح۔ ہم کسی پر حملہ کرنا نہیں چاہتے۔ ہم اقوامِ متحدہ کے منشور پر عمل پیرا ہیں اور ہم بڑی خوشی کے ساتھ دنیا کے امن و فلاح کے حصول میں اپنا فرض ادا کریں گے۔ پاکستان کے قدرتی وسائل بے شمار ہیں۔ لیکن اسے مسلمان قوم کے شایاں شان ایک ملک بنانے کے لئے ہمیں اپنی ساری کی ساری طاقت صرف کرنی پڑے گی، اور مجھے یقین ہے کہ تمام لوگ خوشی سے اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کر دینگے!"

لاہور میں نشری تقریر (۳۱ اگست ۱۹۴۷ء)

"اب ارادہ کر لو اور کام کرو! کام کرو!! کام کرو!!! پھر ہم یقیناً کامیاب ہوں گے کبھی اپنا یہ اصول نہ بھولو۔ اتحاد، تنظیم اور ایمان"

قائد اعظم فنڈ کے لئے اپیل (۱۲ ستمبر ۱۹۴۷ء)

"آؤ اور آج سے ہر عورت اور مرد یہ ارادہ کرلے کہ وہ خوراک لباس اور دوسری ضروریاتِ زندگی کے بارے میں نہایت کفایت شعاری کی زندگی بسر کرے گا، اور یوں اپنا مال و خوراک اور لباس بچا کر اس مشترک سرمائے میں جمع کرے گا، تاکہ اس سے مصیبت زدہ لوگوں کو مدد دی جا سکے"

لاہور میں قائد اعظم کی تقریر (۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

"گزشتہ المناک واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ کوئی قوم بغیر تکلیف اٹھائے اور قربانی دیئے آزاد نہیں ہو سکتی۔ اس وقت ہم عدیم النظیر مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں، لیکن مجھے یقین ہے کہ ہم اپنی ہمت و خود اعتمادی اور خدا کے فضل و کرم سے ان تمام مشکلوں پر فتح پالیں گے۔ ایک لمحے کے لئے بھی یہ وہم نہ کرو کہ تمہارے دشمنوں کے منصوبے کبھی پورے ہو سکتے ہیں، لیکن ساتھ ہی ان واقعات کو معمولی واقعات نہ سمجھو! اپنے دلوں کو ٹٹولو، اور دیکھو کہ کیا تم نے اپنے ملک کی تعمیر میں اپنا فرض ادا کیا ہے؟ اس کام کے بار و سعت سے دب نہ جاؤ۔ تم میں بڑا زبردست جوہر موجود ہے تمہیں صرف مجاہدوں

کا جذبہ اپنے میں پیدا کرنا ہے، اپنا حوصلہ بلند رکھو! موت سے نہ ڈرو۔ ایک مسلمان کے لئے اِس سے بڑی فلاح کون سی ہو سکتی ہے کہ وہ نیکی کی راہ میں اپنی جان دے دے۔ اپنا فرض ادا کرو اور خُدا پر بھروسہ کئے رہو، اور یقین رکھو کہ دُنیا کی کوئی طاقت اب پاکستان کو تباہ نہیں کر سکتی!"

تعلیمی کانفرنس کے نام پیغام (۲۷ر نومبر ۱۹۴۷ء)

"ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے تعلیمی نظام کو اپنی قوم کی ذہنی ساخت اور اپنی قومی تہذیب و روایات کے مطابق بنائیں، اور موجودہ حالات و ترقیات پر نظر رکھتے ہوئے اِسے ایک نئے سانچے میں ڈھالیں!"

ڈھاکہ میں تقریر (۲۱ر مارچ ۱۹۴۸ء)

"پاکستان کی حکومت کا ایک ہی مدعا ہو سکتا ہے لوگوں کی خدمت، اور کچھ نہیں، اور حکومت کو بدل دینا اب تمہارے ہی اختیار میں ہے، لیکن تمہیں اس اختیار کا صحیح استعمال سیکھنا ہے۔ پس میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ ذرا صبر سے کام لو اور اربابِ حکومت کا ساتھ دو، پاکستان تعاون ہی سے مضبوط ہو سکے گا۔ کیا پاکستان حاصل کرنے کے بعد تم اب اسے اپنے ہاتھوں آپ ہی برباد کر دو گے؟ میرے نوجوان دوستو! پاکستان کے اصلی معمار تم ہو، سچے پاکستانی بنو، اور اتحاد کا وُہ سبق نہ بھولو جو تیرہ سو سال ہوئے تم کو سکھایا گیا تھا تم سب مسلمان ہو تم سب ایک قوم ہو تم سب کا اب ایک ملک ہے۔ اِس ملک کی زبان اُردو ہو گی، نہ کہ کوئی اور زبان۔

قومی اتحاد کے لئے ایک زبان کا ہونا ضروری ہے، پاکستان ہمارے ہاتھوں میں ایک مقدّس امانت ہے۔ پاکستان جو دُنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت ہے، سب سے مضبوط مملکت بن جائے گی"

(پاکستان اسٹیٹ بنک کے افتتاح پر تقریر یکم جولائی ۱۹۴۸ء)

"پاکستان حکومت کی پالیسی یہ ہوگی کہ قیمتیں ایک ایسی سطح پر آجائیں کہ وُہ پیدا کرنے والی اور خرچ کرنے والی دونوں جماعتوں کے لئے مناسب و موزوں ہوں"

"ہمیں دُنیا کے سامنے ایک ایسا اقتصادی نظام پیش کرنا چاہیئے، جو مساوات اور معاشری عدل کے سچّے اسلامی تصوّرات پر مبنی ہو"

اسلامی دُنیا کے نام قائدِ اعظم کا پیغام عید (۲۷ اگست ۱۹۴۸ء)

"اِس خوشی کے موقع پر میں دُنیا کے تمام مسلمانوں کو مبارک باد دیتا ہوں، اور دُعا کرتا ہوں کہ وُہ اس دن کو لطف و مُسرت سے گزاریں!"

"پچھلے بارہ ماہ کی تاریخ انتہائی مشکلات کے خلاف جدوجہد کی ایک داستان ہے لیکن وُہ شئے جو اِن تاریک گھڑیوں میں ہمارے لئے زندگی بخش ثابت ہوئی، وُہ حصولِ مقاصد کے لئے ہمارا جذبۂ اتحاد تھا، اور یہ عزم راسخ کہ ہماری نوزائیدہ مملکت دشمنوں کی ضرب سے چُور چُور نہ ہوجائے ہم نے سخت ترین طوفانوں کا کامیابی سے مقابلہ کیا ہے اور اب گو ساحل دُور ہے، لیکن صاف نظر آرہا

ہے کہ اگر اس وقت ہم سُستی کا شکار نہ ہو جائیں، اَور اپنی طاقت و توانائی کو باہمی اختلافات میں نہ کھو دیں تو یقینی بات ہے کہ ہمارا مستقبل روشن ہو گا۔ آج ہمیں نظم و ضبط اَور اتحاد کی جتنی ضرورت ہے اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ صرف متحدہ کوشش سے اَور اپنے مستقبل میں پورے یقین و اعتماد ہی سے ہم ایسے پاکستان کو حقیقت میں تبدیل کر سکیں گے، جس کا تصور ہمارے ذہن میں رہا ہے"

"آج کے مبارک دن اپنی دوسری ہم مذہب مسلم ریاستوں کو میں دوستی اَور خیر خواہی کا پیغام دیتا ہوں۔ ہم سب اس وقت ایک خطرناک زمانے سے گزر رہے ہیں۔ فلسطین، انڈونیشیا، اَور کشمیر میں حصولِ اقتدار کے لئے جو خونین ناٹک کھیلا جا رہا ہے، اُس سے اب ہماری آنکھیں کھل جانی چاہئیں!"

یوم آزادی پر قائداعظم کا پیغام (جو ان کا آخری پیغام تھا) (۱۴ اگست ۱۹۴۸ء)

"پاکستان کے شہریو! آج ہم اپنی آزادی کی پہلی سالگرہ منا رہے ہیں۔ یاد رکھئے کہ پاکستان کا قیام دنیا کی تاریخ میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ یہ دُنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست ہے؟ اور اگر ہم ایمانداری، تندہی اَور بے غرضی سے اپنی خدمات انجام دیتے رہیں گے تو پاکستان کے کارنامے سال بسال زیادہ نمایاں ہوتے جائیں گے۔ مجھے اپنی قوم پر کامل اعتماد ہے کہ وہ ہر موقع پر ہماری اسلامی تاریخ کی شان و شوکت اور روایات کو برقرار رکھے گی!

کسی ریاست کی ترقی کا اندازہ کرنے یا اس کے مستقبل کے متعلق پیشگوئی

کرنے کے لئے اُس کی تاریخ میں ایک سال کی مدت بہت تھوڑی ہے لیکن جس طرح ہم نے پچھلے بارہ ماہ میں انتہائی مشکلات کو برداشت کیا ہے، اور خاصی ترقی بھی کرلی ہے، اِس سے ہمارے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں

قدرت نے آپ کو ہر شے دے رکھی ہے۔ آپ کے پاس غیر محدود وسائل ہیں۔ آپ کی مملکت کی بنیادیں استوار ہو چکی ہیں اور اب یہ آپ کا کام ہے کہ جس قدر جلد ہو سکے، آپ ان بنیادوں پر اپنی پوری محنت و توجہ سے ایک شاندار تعمیر کھڑی کر دیں۔ سو اٹھئے اور آگے قدم بڑھاتے جائیے یہ پیش قدمی آپ کو مُبارک ہو! پاکستان زندہ باد!"

اقبال کا پیغام قوم کے نام

بے خبر تو جوہرِ آئینۂ ایّام ہے
تُو زمانے میں خُدا کا آخری پیغام ہے

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تُو زباں تُو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تُو ہے

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں وہ کارواں تُو ہے

تُو رازِ کُن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا
خودی کا راز داں ہو جا خُدا کا ترجماں ہو جا

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
اخوّت کا بیاں ہو جا محبّت کی زباں ہو جا

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا
مُسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

دُنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خُدا کا
ہم اُس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری　　تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم　　سو بار کر چکا ہے تُو امتحاں ہمارا
اے گلستانِ اندلس! وُہ دن ہیں یاد تجھ کو　　تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا
اے موجِ دجلہ! تو بھی پہچانتی ہے ہم کو　　اب تک ہے تیرا دریا افسانہ خواں ہمارا
اے ارضِ پاک! تیری حُرمت پہ کٹ مرے ہم　　ہے خوں تری رگوں میں اب تک رواں ہمارا
سالارِ کارواں ہے میرِ حجاز اپنا　　اِس نام سے ہے باقی آرام جہاں ہمارا
اقبال کا ترانہ بانگِ درا ہے گویا　　ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

یادِ عہدِ رفتہ میری خاک کو اکسیر ہے　　میرا ماضی میرے استقبال کی تفسیر ہے

منفعت ایک ہے اِس قوم کی نقصان بھی ایک　　ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرمِ پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک　　کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں، اور کہیں ذاتیں ہیں　　کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

اپنے صحرا میں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں　　بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں؟

ایک ہوں مُسلم حرم کی پاسبانی کے لئے　　نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاکِ کاشغر!

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے!

فرد قائم ربطِ ملّت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

ملت کے ساتھ رابطۂ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ!

قوموں کے لئے موت ہے مرکز سے جدائی
ہو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے، خدائی

مٹ نہیں سکتا کبھی مردِ مسلماں کہ ہے
اُس کی اذانوں سے فاش سرِّ کلیم و خلیل

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں! ذرا
دانہ تُو، کھیتی بھی تُو، باراں بھی تُو، حاصل بھی تُو

آہ! کس کی جستجو آوارہ رکھتی ہے تجھے
راہ تُو، رہرو بھی تُو، رہبر بھی تُو، منزل بھی تُو

کانپتا ہے دل ترا اندیشۂ طوفاں سے کیا
ناخدا تُو، بحر تُو، کشتی بھی تُو، ساحل بھی تُو

دیکھ آکر کوچۂ چاکِ گریباں میں کبھی
قیس تُو، لیلا بھی تُو، صحرا بھی تُو، محمل بھی تُو

وائے نادانی! کہ تُو محتاجِ ساقی ہو گیا
مے بھی تُو، مینا بھی تُو، ساقی بھی تُو، محفل بھی تُو

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا! کہ ہے غارت گرِ باطل بھی تُو

بے خبر! تُو جوہرِ آئینۂ ایام ہے
تُو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے!

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا
مروّت حسنِ عالمگیر ہے مردانِ غازی کا

عالم ہے فقط مومنِ جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحبِ لولاک نہیں ہے!

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی!
نومید نہ ہو اِن سے اے رہبرِ فرزانہ
کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی!
اے طائرِ لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی!
آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی!

نہ تخت و تاج میں نَے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے!
صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیل
یہ نکتہ وُہ ہے کہ پوشیدہ لاالٰہ میں ہے!

کافر ہے مسلماں تو نہ شاہی نہ فقیری
مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی!
کافر ہے تو ہے تابعِ تقدیر مسلماں
مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیرِ الٰہی!

شوق میری لَے میں ہے، شوق میری نَے میں ہے
نغمہ اللہ ھُو میرے رگ و پے میں ہے!

مومن کے جہاں کی حد نہیں ہے!
مومن کا مقام ہر کہیں ہے!

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کار کُشا، کارساز

خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی، اُس کا دل بے نیاز

اُس کی اُمیدیں قلیل، اُس کے مقاصد جلیل
اُس کی ادا دل فریب، اُس کی نگہ دل نواز

نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاکباز

نقطۂ پرکارِ حق مردِ خدا کا یقیں
اور یہ عالم تمام، وہم و طلسم و مجاز

عقل کی منزل ہے وُہ، عشق کا حاصل ہے وہ
حلقۂ آفاق میں گرمیٔ محفل ہے وُہ

خودی کا سرِّ نہاں لا الٰہ الا اللہ
خودی ہے تیغ، فساں لا الٰہ الا اللہ

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریبِ سود و زیاں لا الٰہ الا اللہ

یہ مال و دولتِ دُنیا یہ رشتہ و پیوند
بُتانِ وہم و گماں! لا الٰہ الا اللہ

خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زنّاری
نہ ہے زماں نہ مکاں! لا الٰہ الا اللہ

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں! لا الٰہ الا اللہ

اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں! لا الٰہ الا اللہ

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

بتاؤں تجھ کو مسلماں کی زندگی کیا ہے؟
یہ ہے نہایتِ اندیشہ و کمالِ جنوں!
طلوع ہے صفتِ آفتاب اُس کا غروب
یگانہ اور مثالِ زمانہ گونا گوں!

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اُس میں ہیں آفاق!

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی بُرہان!
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان!
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن!
قدرت کے مقاصد کا عیار اُس کے ارادے
دُنیا میں بھی میزان، قیامت میں بھی میزان!
جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم!
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان!
فطرت کا سرودِ ازلی اُس کے شب و روز
آہنگ میں یکتا صفتِ سورۂ رحمٰن!

غلامی میں نہ کام آتی ہیں تدبیریں نہ شمشیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں!

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُس کے زورِ بازو کا! نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں!

ولایت، پادشاہی، علمِ اشیاء کی جہاں گیری یہ سب کیا ہیں؟ فقط اک نقطۂ ایماں کی تفسیریں!

تمیزِ بندہ و آقا فسادِ آدمیت ہے حذر اے چیرہ دستاں! سخت ہیں فطرت کی تعزیریں!

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں!

چہ باید مرد را طبعِ بلندے مشربِ نابے دلِ گرمے نگاہِ پاک بینے جانِ بیتابے

تقدیر شکن قوت باقی ہے ابھی اُس میں ناداں جسے کہتے ہیں تقدیر کا زندانی

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کر دے

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا!

یُوں ہاتھ نہیں آتا وُہ گوہرِ یک دانہ یک رنگی و آزادی اے ہمتِ مردانہ!

میری میں، فقیری میں، شاہی میں، غلامی میں کچھ کام نہیں بنتا بے جرأتِ رندانہ!

ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہِ نو کمال کس کو میسر ہوا ہے بے تگ و دو

جس میں نہ ہو انقلاب، موت ہے وہ زندگی
روحِ امم کی حیات، کشمکشِ انقلاب

خرد کو غلامی سے آزاد کر
جوانوں کو پیروں کا اُستاد کر!
تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے!
دلِ مرتضیٰؓ، سوزِ صدیقؓ دے!
جگر سے وہی تیر پھر پار کر!
تمنّا کو سینوں میں بیدار کر!

اگر لہُو ہے بدن میں تو خوف ہے نہ ہراس
اگر لہو ہے بدن میں تو دل ہے بے وسواس
جسے ملا یہ متاعِ گراں بہا اُس کو
نہ سیم و زر سے محبّت ہے نے غمِ افلاس

گرمِ فغاں ہے جرس، اُٹھ، کہ گیا قافلہ
وائے وہ رہرو کہ ہے منتظرِ راحلہ
اُس کی خودی ہے ابھی شام و سحر میں اسیر
گردشِ دوراں کا ہے جس کی زباں پر گلہ

وہی زمانے کی گردش پہ غالب آتا ہے
جو ہر نفس سے کرے عمرِ جاوداں پیدا!

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر!

ہے شباب اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام
سخت کوشی سے ہے تلخِ زندگانی انگبیں!

جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا　　لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ!
پرندوں کی دُنیا کا درویش ہوں میں　　کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ!

دلِ مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کرو دوبارہ　　کہ یہی ہے اُمتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

جرأت ہو نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے　　اے مردِ خدا ملکِ خدا تنگ نہیں ہے!

دریا میں موتی! اے موجِ بے باک　　ساحل کی سوغات! خار و خس و خاک
ایسا جنوں بھی دیکھا ہے میں نے　　جس نے سیئے ہیں تقدیر کے چاک

جہاں اگرچہ دگرگوں ہے قُم باذن اللہ　　وہی زمیں وہی گردوں ہے قُم باذنِ اللہ
کیا نوائے انا الحق کو آتشیں جس نے　　تری رگوں میں وہی خُون ہے قُم باذنِ اللہ

ہے آبِ حیات اسی جہاں میں　　شرط اُس کے لئے ہے تشنہ کامی!

وُہ قوم نہیں لائقِ ہنگامۂ فردا　　جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی　　اخوّت کی جہانگیری محبّت کی فراوانی

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں تم بھی نہیں　　جذبِ باہم جو نہیں، محفلِ انجم بھی نہیں

یارب! دلِ مُسلم کو وہ زندہ تمنّا دے　　جو قلب کو گرما دے، جو رُوح کو تڑپا دے

پھر وادیٔ فاراں کے ہر ذرے کو چمکا دے　　پھر شوقِ تماشا دے، پھر ذوقِ تقاضا دے

بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل　　اِس شہر کے خوگر کو پھر وسعتِ صحرا دے

اِس دور کی ظلمت میں ہر قلبِ پریشاں کو　　وُہ داغِ محبّت دے جو چاند کو شرما دے

رفعت میں مقاصد کو ہمدوشِ ثریا کر　　خودداریٔ ساحل دے، آزادیٔ دریا دے

بے لَوث محبّت ہو، بیباک صداقت ہو　　سینوں میں اُجالا کر، دل صُورتِ مینا دے

احساس عنایت کر آثارِ مصیبت کا　　امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ　　فقر ہے میروں کا میر، فقر ہے شاہوں کا شاہ

اُٹھو مری دُنیا کے غریبوں کو جگا دو　　کاخِ اُمرا کے در و دیوار ہلا دو

گرماؤ غلاموں کا لہو سوزِ یقیں سے　　کنجشکِ فرومایہ کو شاہیں سے لڑا دو

سلطانیٔ جمہور کا آتا ہے زمانہ　　جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

جس کھیت سے دہقاں کو میسّر نہیں روزی اُس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

عزائم کو سینوں میں بیدار کر دے نگاہِ مسلماں کو تلوار کر دے

کیفیت باقی پرانے کوہ و صحرا میں نہیں ہے جنوں تیرا نیا پیدا نیا ویرانہ کر

ہر لحظہ نیا طُور نئی برقِ تجلّی اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے

آزادی کی اک آن ہے محکوم کا اک سال کس درجہ گراں سیر ہیں محکوم کے اوقات

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی
آگ ہے، اولادِ ابراہیم ہے نمرود ہے کیا کسی کا پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے

خاک میں تجھ کو مُقدّر نے ملایا ہے اگر تو عصا اُفتاد سے پیدا مثالِ دانہ کر

پختہ تر ہے گردشِ پیہم سے جامِ زندگی ہے یہی اے بے خبر رازِ دوامِ زندگی!

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق!

یہ ہے مقصدِ گردشِ روزگار
کہ تیری خودی تجھ پہ ہو آشکار

تری خودی میں اگر انقلاب ہو پیدا
عجب نہیں ہے کہ یہ چار سُو بدل جائے!
تری دُعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی
مگر ہے اس سے یہ ممکن کہ تو بدل جائے!

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو اُلٹ دیا تھا
سُنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا
سفینۂ برگِ گل بنا لے گا قافلہ مورِ ناتواں کا
ہزار موجوں کی ہو کشاکش، مگر یہ دریا سے پار ہوگا

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اُور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی!
اس قدر ہوگی ترنم آفریں بادِ بہار
نکہتِ خوابیدہ غنچے کی نوا ہو جائے گی!
شبنم افشانی مری پیدا کرے گی سوز و ساز
اس چمن کی ہر کلی درد آشنا ہو جائے گی!
پھر دلوں کو یاد آ جائے گا پیغامِ سجود
پھر جبیں، خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی!
نالۂ صیاد سے ہوں گے نوا ساماں طیور
خونِ گلچیں سے کلی رنگیں قبا ہو جائے گی!

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں — محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی!
شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے — یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے!

اک ولولۂ تازہ دیا میں نے دلوں کو — لاہور سے تا خاکِ بُخارا و سمرقند

دیا اقبال نے ہندی مسلمانوں کو سوز اپنا — یہ اک مردِ تن آساں تھا تن آسانوں کے کام آیا

درویشِ خدامست نہ شرقی ہے نہ غربی — گھر میرا نہ دلی نہ صفاہاں نہ سمرقند
کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق — نے ابلۂ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند
مشکل ہے کہ اک بندۂ حق بین و حق اندیش — خاشاک کے تودے کو کہے کوہِ دماوند
ہوں آتشِ نمرود کے شعلوں میں بھی خاموش — میں بندۂ مومن ہوں نہیں دانۂ اسپند
پُر سوز و نظرباز و نکوبین و کم آزار — آزاد و گرفتار و تہی کیسہ و خورسند

بوئے گل لے گئی بیرونِ چمن رازِ چمن — کیا قیامت ہے کہ خود پھول ہیں غمّازِ چمن
عہدِ گل ختم ہوا ٹوٹ گیا سازِ چمن — اُڑ گئے ڈالیوں سے زمزمہ پردازِ چمن

ایک بُلبل ہے مگر محوِ ترنّم اب تک
اُس کے سینے میں ہے نغموں کا تلاطم اب تک

چاک اِس بُلبلِ تنہا کی نوا سے دل ہوں ‏ ‏ جاگنے والے اِسی بانگِ درا سے دل ہوں

یعنی پھر زندہ نئے عہدِ وفا سے دل ہوں ‏ ‏ پھر اُسی بادۂ دیرینہ کے پیاسے دل ہوں

عجمی خم ہے تو کیا مے تو حجازی ہے مری

نغمہ ہندی ہے تو کیا لَے تو حجازی ہے مری

نخلِ اسلام نمونہ ہے برومندی کا ‏ ‏ پھل ہے یہ سینکڑوں صدیوں کی چمن بندی کا

میاں بشیر احمد